4

امام مہدیؑ نویدِ انسانیت

امریکہ کے ڈاکٹر کے اعتراضات کے مستند جوابات

اللھم عجل لولیک الفرج

تالیف

حجۃ الاسلام والمسلمین شفقت عباس انقلابی

ناشر:
المرضیّہ دارالتّحقیق

تالیف
حجۃ الاسلام والمسلمین شفقت عباس انقلابی

BY:
HUJJAT UL ISLAM WAL MUSLEMIN
SHAFQAT ABBAS INQILABI

اغراض ومقاصد

۱۔فکری،نظریاتی اور تحقیقی کتب کی فراہمی کو یقینی بنانا

۲۔اہم اور ضروری موضوعات پر تحقیق اور ان کی اشاعت کرنا

۳۔فکری اور نظریاتی علمائے کرام کی مجالس،دروس اور خطابات کو ترتیب دے کر عوام تک پہنچانا

۴۔عربی اور فارسی زبان میں موجود اہم اور ضروری موضوعات کا سلیس اردو اور سندھی میں ترجمہ کرکے مومنین کے لئے آسانی پیدا کرنا۔

۵۔ترجمہ اور تحریری فن کے متعلق مختلف نشستیں قائم کرکے اہلِ قلم کے ذوق میں اضافہ کرنا تاکہ اچھے سے اچھا مواد مومنین تک ارسال کرسکیں۔(ادارہ)

ناشر: المرضیّہ دارالتّحقیق

Printed at: Print n' Papers 0322-2003577

امام مہدیؑ نویدِ انسانیت
امریکہ کے ڈاکٹر کے اعتراضات کے مستند جوابات
ناشر: المرضیّہ دارالتّحقیق

امام مہدیؑ نوید انسانیت

(اور امریکہ کے ڈاکٹر کے)

اعتراضات کے مستند جوابات

نام کتاب : امام مہدیؑ نویدِ انسانیت
اور امریکہ کے ڈاکٹر کے اعتراضات کے مستند جوابات۔

مولف : حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا شفقت عباس انقلابی

تصحیح اور نظر ثانی : حجۃ السلام فیروز حیدر فیضی

کمپوزنگ : مشتاق حسین جعفری

ناشر : المرضیہ دار التحقیق و پبلیکیشنز

طبع : اول

سن اشاعت : ۱۴۳۱ھ ق

تعداد : ۱۰۰۰

ہدیہ : ۳۰۰

فہرست مطالب

دوسری فصل: امام مہدی علیہ السلام اہل سنت کی نگاہ میں............۴۳

مقدمہ

این السبب المتصل بین الارض والسماء.

کہاں ہے وہ سلسلہ جو زمین وآسمان کا اتصال قائم کرنے والا ہے۔

بحمد خداوند متعال اور امام عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی خصوصی عنایات سے کتاب حاضر اختتام پذیر ہوئی، کتاب ہذا میں انٹرنیٹ کی ایک سائٹ میں موجود امریکی نژاد ڈاکٹر امید سعید کی جانب سے کیے گئے شبہات اور ان کے جوابات پیش کیے گئے ہیں اس کے علاوہ دوسرے معترضین کے اعتراضات اور ان کے جوابات بھی ضمیمہ کیے گئے ہیں۔ھم نے ان اعتراضات کے جوابات کی جمع آوری کی ہے تا کہ امام زمانہؑ (جو آسمان سے زمین کے درمیان فیض الٰہی کے پہونچنے کا واسطہ ہیں،) کی رضایت ہمارے شامل حال ہو تا کہ ان کی خصوصی عنایات کی وجہ سے ہمارے علم اور تقویٰ میں اضافہ ہو، اور ہمارے معاشرے کے تمام افراد بالخصوص نوجوان حضرات ان جوابات کا مطالعہ کر کے اس قسم کے اعتراضات سے اپنے ذہن کو محفوظ رکھیں ۔

امید ہے کہ حضرت امام صاحب الزمان علیہ السلام کی خدمت میں یہ ادنیٰ سی سعی اور کوشش مورد توجہ قرار پایے اور آپ کی دعائیں ہمارے شامل حال ہوں، اور آپ کے صدقے میں خداوند متعال ہمیں مزید توفیق عطا فرمائے تا کہ ہم اسلام اور بالخصوص مذہب تشیع کے لیے مفید ثابت ہوں۔

احقر العباد

شفقت عباس انقلابی

پہلی فصل

امام مہدی علیہ السلام قرآن کی نگاہ میں

امام مہدی علیہ السلام قرآن کی نگاہ میں

شیعہ اور اہل سنت کی تفاسیر کے مطابق امام زمانہ علیہ السلام کے مبارک وجود پر بعض آیات، دلالت کرتی ہیں لیکن ہم کتاب کے موضوع کو مدنظر رکھتے ہوئے اس مقام پر فقط اہل سنت کی تفاسیر کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

ا۔ آیۂ ''امام''

خداوندمتعال سورہ اسراء میں فرماتا ہے: (يَوْمَ نَدْعُو كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ فَمَنْ أُوتِىَ كِتٰبَهُ بِيَمِينِهِ فَأُوْلَئِكَ يَقْرَءُونَ كِتٰبَهُمْ وَلاَيُظْلَمُونَ فَتِيلاً)(۱)۔

(قیامت کا دن وہ ہوگا جب ہم ہر گروہ انسانی کو اس کے پیشوا کے ساتھ بلائیں گے اور جن کا نامۂ اعمال ان کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا وہ اپنے صحیفہ کو پڑھیں گے اور ان پر ریشہ برابر ظلم نہیں ہوگا۔)

اس آیت کا مضمون یہ ہے کہ ہر شخص سے بروز قیامت برحق امام کے متعلق سوال کیا جائے گا اگر وہ شخص برحق امام کا معترف اور معتقد ہوگا تو نجات پائے گا اور اس کے نامۂ اعمال کو داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ اس لیے ہر زمانے میں ایک واجب الاطاعت امام کا

ا۔سورہ اسراء، آیت ۷۱۔

ھونا ایک ضروری امر ہے کہ جس کی معرفت اور پیروی کے بغیر قیامت کے دن انسان کی فلاح اور نجات نہیں ہوگی۔

سیوطی اپنی سند کے ساتھ رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے اس آیت کے متعلق فرمایا: ''یدعی کل قوم بامام زمانهم و کتاب ربّهم و سنة نبیهم''۔(۱)

''ہر قوم اپنے زمانے کے امام اور اپنے پرودگار کی کتاب اور اپنے پیغمبری سنت کے ساتھ محشور ہوگی۔''

۲۔ آیۂ ''انذار'' اور وجود مقدس امام زمانہ علیہ السلام

خداوند متعال اپنے پیغمبر صلّی اللہ علیہ والہ وسلم سے مخاطب ہوکر فرماتا ہے: (وَيَقول الّذين كَفروا لو لا انزلَ عليه اية من ربه إِنَّمَا أَنْتَ مُنذِرٌ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ)۔(۲)

(اور یہ کافر کہتے ہیں کہ ان کے اوپر کوئی نشانی (ہماری مطلوبہ) کیوں نہیں نازل ہوتی (تو آپ کہہ دیجیے) میں صرف ڈرانے والا ہوں اور ہر قوم کے لیے ایک ہادی اور رہبر ہے۔

اس آیۂ کریمہ سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ ہر قوم کے لئے ہر زمانے میں حق و حقیقت کی طرف ہدایت کرنے والا موجود ہونا چاہیے۔ اور یہ خداوند متعال کی ربوبیت کا

۱۔ درالمنثور، ج۴، ص۱۹۴۔
۲۔ سورہ رعد، آیت ۷۔

تقاضا بھی ہے اور نیز استفادہ ہوتا ہے کہ زمین کسی وقت بھی برحق ھادی یعنی حجت خدا کے بغیر نہیں رہ سکتی۔ خواہ وہ ھادی نبی ہو یا غیر نبی اس لیے کہ اس آیت کا مصداق فقط انبیاء علیہم السلام سے مخصوص نہیں ہے۔ جیسا کہ زمخشری نے اس آیۂ کریمہ کے ذیل میں اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ مذکورہ صورت کے علاوہ اس کا لازمہ یہ بھی ہے کہ جو زمانے انبیاء علیہم السلام سے خالی تھے اس زمانے میں انسانوں کے لیے کوئی ہادی اور حجت نہیں ہو۔(۱)

طبری نے اپنی تفسیر میں اس آیۂ کریمہ کے ذیل میں ابن عباسؓ سے صحیح سند کے ساتھ نقل کیا ہے: (لما نزلت (إِنَّمَا أَنْتَ مُنذِرٌ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ) وضع يده على صدره، فقال أنا المنذر ولكل قوم هاد، و أومأ بيده الى منكب علي، فقال: انت الهادي يا علي، بک يهتدي المهتدون بعدي)۔(۲)

''جس وقت سورہ رعد کی آیت نمبر ۷ (إِنَّمَا أَنْتَ مُنذِرٌ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ) نازل ہوئی تو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک کو سینے پر رکھا اور فرمایا: میں منذر ہوں اور ہر قوم کے لیے ہادی ہے۔ اس وقت علی علیہ السلام کے شانے کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: فقط تمہارے ذریعے میرے بعد ہدایت پانے والوں کی ہدایت ہوگی''۔

حاکم نیشاپوری نے اپنی صحیح سند کے ساتھ امام علی علیہ السلام سے اس آیت کے ذیل میں نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: (رسول اللّٰه المنذر و أنا الهادي)۔(۳)

۱۔ تفسیر کشاف، زمخشری آیت، سورہ رعد آیت ۷ کے ذیل میں۔
۲۔ جامع البیان، ج۱۳، ص۱۴۲۔
۳۔ مستدرک حاکم ج۳ ص۱۲۹۔

(رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منذر اور میں ہادی ہوں)۔

اہل سنت کے علماء میں سے مندرجہ ذیل بعض علماء قائل ہیں کہ یہ آیۂ کریمہ اہل بیت علیہم السلام کی شان میں ہے۔

۱۔ابن حیان اندلسی۔(۱)

۲۔نیشاپوری۔(۲)

۳۔محمد صالح کشفی ترمذی۔(۳)

۴۔قندوزی حنفی۔(۴)

۵۔حموینی شافعی۔(۵)

۶۔حاکم حسکانی۔(۶)

حاکم حسکانی نے اپنی سند کے ساتھ مجاہد سے مذکورہ آیت کے ذیل میں نقل کیا ہے کہ جس وقت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے علی کو مدینہ میں اپنا جانشین مقرر کیا اس وقت یہ آیت امیر المومنین علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی۔

۱۔البحر المحیط، ج۳ص۲۷۸۔

۲۔حاشیہ جامع البیان طبری، ج۵ص۲۰۸۔

۳۔المناقب المرتضوی، ص۵۶۔

۴۔ینابیع المودۃ ص۱۳۴۔

۵۔فرائد السمطین، ج۱ص۳۱۴۔

۶۔شواھد التنزیل، ج۳ص۱۲۰۰۔

﴿۳۔آیات (شہادت) اور امام زمانہ علیہ السلام﴾

بہت سی آیات میں اس بات کی طرف اشارہ ہوا ہے کہ ہر امت کے درمیان خداوند متعال نے ایک شخص کو بطور شاہد معین کیا ہے تا کہ وہ بروز قیامت ان پر احتجاج (اتمام حجت) کرے۔ ہم ان میں سے بعض کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

۱۔(فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيداً)(۱)

(اس وقت کیا ہوگا جب ہم ہر امت کو اس کے گواہ کے ساتھ بلائیں گے اور پیغمبر آپ کو ان سب کا گواہ بنا کر بلائیں گے)۔

۲۔(وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ)۔(۲)

(اور قیامت کے دن ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور اس کے بعد کافروں کو کسی طرح کی اجازت نہ دی جائے گی اور نہ ان کا عذر ہی سنا جائے گا)۔

۳۔(وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِمْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ)۔(۳)

(اور قیامت کے دن ہم ہر گروہ کے خلاف انھیں میں سے ایک گواہ اٹھائیں گے اور پیغمبر آپ کو ان سب کا گواہ بنا کر لے آئیں گے)۔

۱۔سورہ نساء آیت ۴۱۔ ۲۔سورہ نحل، آیت ۸۴۔

۳۔سورہ نحل، آیت ۸۹۔

ان آیات سے بخوبی استفادہ ہوتا ہے کہ ہر زمانے میں ہر امت کے لئے خداوند متعال نے خطا اور ہر قسم کی غلطی سے محفوظ معصوم افراد کو مقرر کیا ہے تا کہ بروز قیامت وہ ان کے اعمال کی گواہی دیں۔ وہ افراد جو امت کے اعمال کے گواہ ہیں انہیں گواہی میں غلطی اور خطا نہیں کرنی چاہیے اور وہ امت کے تمام اعمال پر ناظر ہوں۔ یہ افراد وہ ہیں جو ہدایت بشر کے مسئلہ میں خداوند متعال کی زمین پر حجتیں ہیں۔

امام فخر رازی اس آیۂ کریمہ (وَنزعنا من کُلِّ اُمَّةٍ شهيدا)۔(۱)

''اور ہم ہر قوم سے ایک گواہ نکال کر لائیں گے''۔

میں تحریر کرتے ہیں: یہ وہ گواہ ہیں جو ہر زمانے میں لوگوں کے اعمال کی گواہی دیتے ہیں کہ جن میں سے انبیاء علیہم السلام ہیں۔(۲)

نیز اس آیۂ کریمہ (وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا)۔(۳)

''اور قیامت کے دن ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے''۔

کے ذیل میں تحریر کرتے ہیں: (دنیا میں جتنے بھی افراد موجود ہیں ضروری ہے کہ ان کے درمیان کوئی شخص گواہ کے طور پر موجود ہو) رسول اکرم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے زمانے میں خود ذات رسول گرامی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم شاہد کے طور پر تھی۔ اس آیت (وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ

۱۔سورہ قصص آیت ۷۵۔
۲۔تفسیر فخر رازی، ج۲۵ص ۱۲،۱۱اور ۱۳۔
۳۔سورہ نحل آیت ۸۴۔

الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا)۔(۱)

(اور تحویل قبلہ کی طرح ہم نے تم کو درمیانی امت قرار دیا ہے تا کہ تم لوگوں کے اعمال کے گواہ رہو اور پیغمبر تمہارے اعمال کے گواہ رہیں۔)

کے مطابق ضروری ہے کہ رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہر زمانے میں امت کے درمیان ایک شاہد اور گواہ ہونا چاہیے۔

اس مقام پر بخوبی یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ کوئی بھی زمانہ امت کے لیے گواہ سے خالی نہیں اور شہید یعنی گواہی دینے والا ہر خطا سے محفوظ ہونا چاہیے ورنہ دوسرے گواہ کی ضرورت پڑے گی اور نتیجہ میں تسلسل لازم آئے گا جو بے نہایت اور باطل ہے۔(۲)

﴿۴۔آیۂ (ہدایت) اور وجود امام مہدی علیہ السلام﴾

خداوند متعال فرماتا ہے: (وَمِمَّنْ خَلَقْنَا أُمَّةٌ يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ)۔(۳)

(اور ہماری مخلوقات ہی میں سے وہ قوم بھی ہے جو حق کے ساتھ ہدایت کرتی ہے اور حق ہی کے ساتھ انصاف کرتی ہے)۔

فخر رازی اس آیۂ کریمہ کے ذیل میں جبائی سے نقل کرتے ہیں: (یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ کوئی بھی زمانہ اس شخص سے کہ جو حق کا قیام عمل میں لائے اور لوگوں کی ہدایت کرے خالی نہیں ہے۔(۴)

۱۔سورہ بقرہ آیت ۱۴۳۔ ۲۔تفسیر فخر رازی، ج۲۰ص ۹۸۔
۳۔سورہ، اعراف/۱۸۱۔ ۴۔تفسیر فخر رازی، ج۱۵ص۷۲۔

۵۔ آیۂ ((صادقین)) اور امام زمانہ علیہ السلام

خداوندمتعال فرماتا ہے:(یَـاأَیُّهَـا الَّـذِیـنَ آمَـنُـوا اتَّـقُـوا اللهَ وَکُونُوا مَعَ الصَّادِقِینَ)۔(۱)

(اے ایمان والو!اللہ سے ڈرواور صادقین کے ساتھ ہوجاؤ)۔

اس آیۂ کریمہ میں صادقین سے مرادبعض مومنین ہیں نہ سب مومنین۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان بعض مومنین میں کون سی خصوصیت ہونی چاہیے؟

خود آیۂ کریمہ سے استفادہ ہوتا ہے کہ صادقین سے مراد وہ صادق افراد ہیں جو صادق علی الاطلاق ہوں، لہٰذا علی الاطلاق یعنی بطور مطلق ان کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے تاکہ مطیع افراد ان کی اقتدا اور ہدایت سے حق وحقیقت کے راستے اور سعادت کو حاصل کرسکیں۔

نتیجہ یہ کہ: صادقین اس آیت میں وہی حاملان وحی اور پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلفاء، شریعت کے امین، دین کے حامل، اور چراغ ہدایت وہادی ہیں۔ وہ جن سے خداوندمتعال نے ہر قسم کے رجس اور کثافت کو دور رکھا اور ہر عیب ونقص کو ان سے مبرّا کیا ہے۔ اور یہ اہل بیت پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے جن میں سے پہلے امام علی علیہ السلام اور آخری امام مہدی علیہ السلام کے علاوہ اور نہیں ہے۔

فخر رازی نے مذکورہ آیت سے عصمت کا نتیجہ اُخذ کیا ہے اور وہ تحریر کرتے ہیں: اس

ا۔سورہ توبہ، آیت/۱۱۹۔

آیۂ کریمہ سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ ہر زمانے میں ایک صادق معصوم کا موجود ہونا ضروری ہے.........)۔(۱)

حاکم حسکانی حنفی نے اپنی سند کے ساتھ عبداللہ بن عمر سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ: صادقین سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اہل بیت علیہم السلام ہیں۔(۲)

سبط ابن جوزی نے علماء کے قول کو اس آیت کی تفسیر کے ضمن میں نقل کیا ہے: آیۂ کریمہ سے مراد یہ ہے کہ تم سب علی - اور ان کے اہل بیت علیہم السلام کے ساتھ ہوجاؤ۔(۳)

۶۔ آیۂ اظہار دین

(هُـوَ الَّـذِی أَرْسَـلَ رَسُـولَـهُ بِالْهُدَیٰ وَدِینِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ)۔(۴)

(وہ خداوہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اپنے دین کو تمام ادیان پر غالب بنائے چاہے مشرکین کو کتنا ہی ناگوار کیوں نہ ہو)۔

(ابوعبداللہ گنجی کتاب ''البیان فی اخبار صاحب الزمان'' میں تحریر کرتے ہیں:

(مہدی علیہ السلام کی بقا کا کتاب وسنت میں ذکر ہوا ہے اور سعید ابن جبیر نے خداوند متعال کے مذکورہ قول کے ضمن میں اس طرح کہا ہے:(هو المهدی من عترة فاطمة

ا۔تفسیر فخر رازی، ج۱۶، ص۲۲۰۔

۲۔شواہد التنزیل ج۱ ص۳۴۵۔

۳۔تذکرۃ الخواص، ص۱۶۔

۴۔سورہ توبہ، آیت/۳۳۔

(علیہاالسلام))۔(۱)

(مہدی فاطمہ (علیہاالسلام) کی عترت میں سے ہیں۔)

فخر رازی تحریر کرتے ہیں: خداوندمتعال کی یہ بشارت مستقبل میں تحقق پذیر ہوگی نیز روایت کے مطابق حضرت عیسیٰؑ اور حضرت مہدی (علیہ السلام) کے دور میں یہ بشارت محقق ہوگی۔(۲)

﴿۷۔آیہ (غیب)﴾

(الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلاةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنفِقُونَ)۔(۳)

(جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں۔ پابندی سے پورے اہتمام کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے رزق دیا ہے اس میں سے ہماری راہ میں خرچ بھی کرتے ہیں) ۔

فخر رازی تحریر کرتے ہیں: (بعض شیعہ معتقد ہیں کہ غیب سے مراد مہدی منتظر (علیہ السلام) ہیں کہ خداوندمتعال نے قرآن اور روایات میں جن کا وعدہ کیا ہے:

الف:۔قرآن: (وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِينَ اٰمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي

۱۔البیان فی اخبار صاحب الزمان ص ۵۲۸۔الفصول المہمہ ص ۳۰۰۔

۲۔تفسیر فخر رازی، ج ۱۲ص ۱۰۴۔

۳۔سورہ بقرہ، آیت/۳۔

لاَيُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُوْلَئِكَ هُمْ الْفٰسِقُونَ)(۱)۔

(اللہ نے تم میں سے صاحبان ایمان وعمل صالح سے وعدہ کیا ہے کہ انھیں روئے زمین میں اسی طرح اپنا خلیفہ بنائے گا جس طرح پہلے والوں کو بنایا ہے اور ان کے لئے اس دین کو غالب بنائے گا جسے ان کے لیے پسندیدہ قرار دیا ہے اور ان کے خوف کو امن سے تبدیل کر دے گا کہ وہ سب صرف میری عبادت کریں گے اور کسی طرح کا شرک نہ کریں گے اور اس کے بعد بھی کوئی کافر ہو جائے تو درحقیقت وہی لوگ فاسق اور بدکردار ہیں)۔

ب: روایات؛ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: (لو لم يبق من الدنيا الا يوم واحد لطوّل الله ذالك اليوم حتى يخرج من اهل بيتي يواطئ اسمه اسمي و كنيته كنيتي ، يملأ الارض عدلاً و قسطا كما ملئت جوراً و ظلما ۔

فخر رازی شیعوں کے اس عقیدے پر اعتراض کرتے ہوئے رقم طراز ہیں: مطلق کی تخصیص بغیر کسی دلیل کے باطل ہے پس شیعوں نے غیب کو فقط مہدی منتظر علیہ السلام سے مخصوص کیوں کیا ہے۔(۲)

فخر رازی قرآن اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روایت کو حضرت مہدی علیہ السلام کے متعلق علم غیب کو قبول کرتے ہیں فقط علم غیب کو آپ سے مخصوص ہونے پر معترض ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ شیعہ غیب کو حضرت مہدی علیہ السلام سے مخصوص نہیں جانتے ہیں بلکہ غیب کے مصادیق میں سے ایک مصداق حضرت مہدی علیہ السلام کو جانتے ہیں۔

۱۔سورہ نور، آیت/۵۵۔ ۲۔تفسیر الکبیر، فخر رازی، ج۲ ص۲۸۔

﴿۸۔آیہ (علم قیامت)﴾

(وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِلسَّاعَةِ فَلاتَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُونِی هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ)۔(۱)

(بیشک یہ قیامت کی واضح دلیل ہے لہذا اس میں شک نہ کرو اور میرا اتباع کرو کہ یہی سیدھا راستہ ہے)۔

ابن حجر تحریر کرتے ہیں: (مقاتل ابن سلیمان اور اس کے مفسرین اور تابعین نے کہا ہے کہ یہ آیت حضرت مہدی علیہ السلام کے متعلق نازل ہوئی ہے۔(۲)

﴿۹۔آیہ (استخلاف)﴾

(وَعَدَ اللهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لايُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِکَ فَأُوْلَئِکَ هُمُ الْفٰسِقُونَ)۔(۳)

(اللہ نے تم میں سے صاحبان ایمان و عمل صالح سے وعدہ کیا ہے کہ انھیں روئے زمین میں اسی طرح اپنا خلیفہ بنائے گا جس طرح پہلے والوں کو بنایا ہے اور ان کے لیے اس دین کو غالب بنائے گا جسے ان کے لیے پسندیدہ قرار دیا ہے اور ان کے خوف کو

۱۔سورہ زخرف، آیت/۶۱۔
۲۔صواعق محرقہ، ص۱۶۲۔
۳۔سورہ نور آیت/۵۵۔

امن سے تبدیل کر دے گا کہ وہ سب صرف میری عبادت کریں گے اور کسی طرح کا شرک نہ کریں گے اور اس کے بعد بھی کوئی کافر ہو جائے تو در حقیقت وہی لوگ فاسق اور بدکردار ہیں)۔

یہ آیت حضرت مہدی علیہ السلام کی حکومت کے متعلق تفسیر کی گئی ہے۔(۱)

قرطبی نے نیز اس آیۂ کریمہ کے ذیل میں رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''اس دن زمین پر کوئی ایسا گھر نہیں ہوگا مگر یہ کہ خداوند متعال اسلام کے کلمہ کو اس پر ظاہر کرے گا''۔(۲)

ابن عباسؓ سے نقل کیا گیا ہے کہ یہ آیت آل محمد صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق نازل ہوئی ہے۔(۳)

﴿۱۰۔آیہ (نزول آیت)﴾

(إِنْ نَشَأْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِنَ السَّمَآءِ آيَةً فَظَلَّتْ أَعْنَاقُهُمْ لَهَا خَاضِعِينَ)۔(۴)

''اگر ہم چاہتے تو آسمان سے ایسی آیت نازل کر دیتے کہ ان کی گردنیں خضوع کے ساتھ جھک جاتیں۔''

۱۔تفسیر کبیر ج۲ ص۲۸۔
۲۔تفسیر قرطبی ج۷ ص۴۲۹۔ درالمنثور سورہ نور، آیت/۵۵ کے ذیل میں۔
۳۔شواہد التنزیل، ج۱ ص۴۱۳۔
۴۔سورہ شعراء، آیت/۴۔

(یہ آیۂ کریمہ حضرت مہدی علیہ السلام کی آسمانی ندا (جو تمام زمین والوں کو سنائی دے گی) کے متعلق تفسیر ہوئی ہے، وہ صدا یہ ہے (الا ان حجة الله قد ظهر عند بيت الله فاتبعوه فان الحق معه و فيه)۔(۱)

(آگاہ ہو جاؤ یقیناً خانۂ خدا کے نزدیک حجت خدا ظاہر ہوگئی ہے تو بس تم اس کی پیروی کرو کہ حق اس کے ساتھ، اور اس میں ہے۔

۱۱۔﴿ آیۂ وراثت اور امام زمانہ علیہ السلام: ﴾

خداوند متعال فرماتا ہے: (وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِن بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّلِحُونَ)۔(۲)

(اور ہم نے ذکر کے بعد زبور میں بھی لکھ دیا ہے کہ ہماری زمین کے وارث ہمارے نیک بندے ہی ہوں گے۔)

ابن کثیر رقم طراز ہیں: (خداوند متعال اس آیۂ کریمہ میں اپنے صالح بندوں کو بشارت دے رہا ہے کہ دنیا اور آخرت میں انہیں سعادت مند کیا اور ان کو زمین اور بہشت کا وارث بنایا ہے۔)(۳)

اہل سنت کے جلیل القدر عالم آلوسی تحریر کرتے ہیں: (اگر ہم یہ کہیں کہ یہ آیت

۱۔ ینابیع المودة ص ۴۴۸۔
۲۔ سورۂ انبیاء، آیت/۱۰۵۔
۳۔ تفسیر ابن کثیر، ج۲، ص۵۲۴۔

مہدی اور عیسیٰ کے نازل ہونے کے زمانے سے مربوط ہے تو ہمیں دوسرے اقوال کی ضرورت نہیں رہے گی۔(۱)

ثوبان نے رسول اکرم صلی علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''خداوند متعال نے میرے لیے زمین کو سمیٹا، میں نے زمین کے مشرق اور مغرب کو دیکھا اور میری امت عنقریب اس تک پہنچے گی۔)(۲)

۱۲۔﴿ آیۂ (استضعاف) اور مہدی موعود علیہ السلام ﴾

خداوند متعال فرماتا ہے (وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ)۔(۳)

(اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ جن لوگوں کو زمین میں کمزور بنا دیا گیا ہے ان پر احسان کریں اور انھیں لوگوں کا پیشوا بنائیں اور زمین کا وارث قرار دیدیں۔)

اس آیت کے سیاق کے مطابق اہل سنت کے مفسرین نے اس آیت کا شان نزول بنی اسرائیل کے متعلق بیان کیا ہے۔(۴)

وہ بنی اسرائیل تھے جو زمین پر مستضعف اور مظلوم قرار پائے۔ اور خداوند متعال نے ان کو فرعون کے ماننے والوں پر غالب کیا، لیکن ظاہرِ آیت اور خداوند متعال کی ابدی مشیت

۱۔ تفسیر روح المعانی، ج۱۷، ص۹۵۔
۲۔ تفسیر روح المعانی، ج۱۷، ص۹۵۔
۳۔ سورہ قصص، آیت/۵۔
۴۔ تفسیر درالمنثور، ج۶، ص۳۹۲۔

اور کلی قانون (جو قیامت تک کے مستضعفین اور مظلوموں کے لیے ہے) پر دلالت کرتی ہے خداوند متعال نے ارادہ کیا ہے کہ بعض خاص شرائط میں مستضعفین کو مستکبرین پر غلبہ دے کہ اس کی مثال بنی اسرائیل کی حکومت کے غالب ہونے کی اور فرعون کی حکومت کے ختم ہونے کی طرح ہے۔

ایک اور کامل ترین نمونہ پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حکومت کا غالب ہونا اور اسلام کا ظاہر ہونا ہے۔ اسلامی روایتوں کے مطابق تمام حکومتوں میں سے کامل ترین حکومت کا واحد مصداق، عصرِ ظہور میں حضرت مہدی علیہ السلام کی حکومت ہے، یعنی خداوند متعال ان کی حکومت کو جو مستضعفین اور مظلومین کے حق میں ہوگی تمام عالم میں پھیلائے گا اور وہ کرۂ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے اس مفہوم کو ہم مندرجہ ذیل قرائن سے حاصل کر سکتے ہیں:

۱۔ خداوند متعال کا ارادہ صیغہ مضارع ''نرید'' کے ساتھ بیان ہوا ہے جو عربی ادب میں استمرار پر دلالت کرتا ہے۔

۲۔ خداوند متعال کا جو ارادہ مستضعفین کے لیے بیان ہوا ہے وہ فقط بنی اسرائیل سے مخصوص نہیں ہے۔

۳۔ شیعہ اور سنی روایات جو مذکورہ آیت کے ذیل میں بیان ہوئی ہیں اس سنت الٰہی کے عام ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: ''یقیناً یہ آیت اس صاحب الامر کے لیے مخصوص ہے جو آخری زمانے میں ظہور کریں گے اور ظالموں، جابروں اور فرعونیوں کو نابود

کریں گے، وہ زمین کے مشرق ومغرب کے مالک ہوں گے، زمین کو عدل انصاف سے بھر دیں گے جیسے وہ ظلم وستم سے بھر چکی ہوگی''۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں: جب دنیا ہمارے سامنے ایک نافرمان اور سرکش اونٹ کی طرح بداخلاق ہوگی تو ہماری طرف آئے گی اور ہمارے سامنے رام ہو جائے گی: اس وقت آپ نے اس آیت کی تلاوت کی۔ (وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ)۔(۱)

۱۳۔ ﴿آیۂ (قتال) اور ظہور حضرت مہدی علیہ السلام﴾

خداوند متعال فرماتا ہے: (وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ فَإِنِ انْتَهَوْا فَإِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ بَصِيرٌ)۔(۲)

''اور تم لوگ ان کفار سے جہاد کرو یہاں تک کہ فتنہ کا وجود نہ رہ جائے اور سارا دین صرف اللہ کے لئے رہ جائے پھر اگر یہ لوگ باز آجائیں تو اللہ ان کے اعمال کا خود دیکھنے والا ہے۔''

آلوسی مفسر کبیر اہل سنت اس آیت کے ذیل میں تحریر کرتے ہیں: کہا گیا ہے کہ اس آیۂ کریمہ کی تأویل اب تک محقق نہیں ہوئی ہے، حضرت مہدی (علیہ السلام) کے ظہور کے وقت اس آیت کی [حقیقی] تأویل محقق ہوگی، اور اس زمانے میں زمین پر کوئی مشرک باقی نہیں رہے گا۔ (۳)

۱۔ شواہد التنزیل، ج۱ص۴۳۸؛ ح۵۹، ینابیع المودۃ، ۴۳۷۔
۲۔ سورہ انفال، ۸/آیت ۳۹۔
۳۔ تفسیر روح المعانی، ج۹ص۱۷۴۔

دوسری فصل

امام مہدی علیہ السلام اہل سنت کی نگاہ میں

﴿امام مہدی علیہ السلام اہل سنت کی احادیث میں﴾

۱۔﴿حدیث ثقلین اور امام زمانہ علیہ السلام﴾

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث (انــی تــارک فیـکـم خلیفتین کتـاب الـلـه حبـل مـمـدود ما بین السماء والأرض أو ما بین السماء الی الارض ، وعتـرتـی أهـل بیتـی ، واِنهـمـا لـن یفتـرقـا حتـی یـردا علـیّ الحوض)(۱)

’’میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ کے جا رہا ہوں کتاب خدا کہ جو زمین و آسمان اور آسمان اور زمین کے بیچ میں حبل ممدود ہے اور میری عترت اہل بیت ’’علیہم السلام‘‘ وہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر مجھ سے ملحق ہوں گے۔

یہ حدیث فریقین کے نزدیک مورد اتفاق ہے جو اس عظیم شخصیت کے موجود ہونے کی زندہ دلیل ہے قرآن ان سے وہ قرآن سے جدا ہونے والے نہیں ہیں۔

ابن حجر ہیثمی کہتے ہیں:(والــحـاصـل ان الـحـق وقـع عـلـی الـتـمـسـک بـالـکـتـاب والسـنـة و بـالعلماء بهما من اهل البیت و یستفاد من مجموع ذالک بـقــاء الأمـور الثـلاثة الـیٰ قیــام السّـــاعة ، ثـم اعلم ان الحدیث

۱۔مسند احمد، ج۵ص۱۸۱۔

التمسک بذالک طرقا کثیرۃ وردت عن ینف عشرین صحابیا)۔(۱)

''اور نتیجہ یہ ہے کہ حق قرآن، سنت اور ان دونوں کی نسبت اہل بیتؑ میں سے وہ افراد جو عالم ہیں ان سے متمسک ہونے میں قرار پایا ہے، اور ان مجموعی دلائل سے استفادہ کیا جاسکتا ہے کہ قیامت تک مذکورہ تین چیزیں باقی رہیں گی، اس کے بعد تم جان لو کہ ان چیزوں سے متمسک رہنے کی احادیث مختلف طرق سے نقل ہوئی ہیں، یہاں تک کہ بیس اصحاب سے زیادہ افراد کے ذریعے یہ احادیث نقل ہوئی ہیں۔''

یہ حدیث کتب اہل سنت میں اس طرح بھی نقل ہوئی ہے: (قال: لما رجع رسول اللہ من حجۃ الوداع و نزل غدیر خم امر بدوحات فقمهن، فقال: کانی قد دعیت فاجبت، انی قد ترکت فیکم الثقلین احدهما اکبر من الآخر کتاب اللہ و عترتی فانظروا کیف تخلفونی فیهما، فانهما لن یفترقا حتیٰ یرد علی الحوض، ثمّ قال ان اللہ عزوجل مولای وانا مولیٰ کل مؤمن، ثم أخذ بید علی رضی اللہ عنه فقال من کنت مولاہ فهذا ولیّه أللهم والِ من والاہ وعاد من عاداہ، و ذکر الحدیث بطوله)۔(۲)

(زید بن ارقم کا بیان ہے: جیسے ہی پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع سے پلٹے اور غدیر کے مقام پر میں اترنے کا حکم دیا اونٹوں کے پالانوں کو اتارا اس کے بعد فرمایا: گویا میں مامور ہوا ہوں تو میں اس بات پر عمل کرتا ہوں یقیناً میں تمہارے درمیان دو گراں بہا چیزوں کو چھوڑے جا رہا ہوں، ان دونوں میں سے ایک اکبر ہے جو کتاب خدا ہے، اور

۱۔(صواعق محرقہ ص ۱۵۰۔ ۲۔المستدرک صحیحین ج ۳ ص ۱۰۹۔

میری عترت، تو بس دیکھو میرے بعد ان دونوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو، یہ دونوں یقیناً ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوضِ کوثر پر مجھ سے ملاقات کریں۔ اس کے بعد فرمایا: یقیناً خداوند متعال میرا مولا اور ہر مؤمن کا مولا ہے، اس کے بعد آپ نے علی علیہ السلام کا دستِ مبارک تھاما اور اس کے بعد فرمایا: جس کا میں مولا ہوں یہ علی اس کے ولی ہیں، بارالہا اس سے محبت کر جو علی علیہ السلام سے محبت کرے اور اس سے دشمنی کر جو علی علیہ السلام سے دشمنی کرے۔)

ایک اور مقام پر ابن حجر کہتے ہیں: (جن احادیث میں اہل بیت (علیہ السلام) کے متعلق تاکید کی گئی ہے، وہ اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ قیامت تک زمین میرے اہل بیت (علیہم السلام)'' جو ہدایت کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں'' سے خالی نہیں ہوگی، جیسا کہ خداوند متعال کی کتاب بھی اس طرح ہے۔لہذا اہل بیت ''علیہم السلام'' اہل زمین کے لئے امان کے طور پر متعارف کرائے گئے ہیں۔ نیز روایت میں آیا ہے: (اور ہر قوم اور گروہ کی برگشت میرے اہل بیت ''علیہم السلام'' کی طرف ہے)۔(۱)

حافظ سمہودی تحریر کرتے ہیں: اس حدیث ''ثقلین'' سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر زمانے میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت علیہم السلام میں سے قیامت تک ایک فرد کا ہونا ضروری ہے۔ جو تمسک کی لیاقت رکھتا ہو، تاکہ جو اس روایت میں تمسک کا امر ہوا ہے وہ تحقق پذیر ہو، جیسا کہ قرآن بھی اس طرح ہے، لہذا پیغمبر اکرمؐ کے اہل بیت ''علیہم السلام'' اس لیے اہل زمین کے لئے امان کے طور پر متعارف کرائے گئے ہیں تاکہ جس وقت اہل بیت علیہم السلام زمین سے چلے جائیں تو زمین نیست و نابود ہو جائے گی۔)(۲)

۱۔صواعق محرقہ، ص ۹۰۔ ۲۔جواہر العقدین۔

یہی مفہوم علامہ مناوی سے شرح جامع صغیر سیوطی میں ذکر ہوا ہے۔(۱)

نتیجہ یہ کہ: حدیث ثقلین" جو شیعہ اور سنی کے نزدیک معتبر ہے اور متواتر احادیث میں سے ہے" سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ ہر زمانے میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عترت اور اہل بیت علیہم السلام میں سے ایک فرد موجود ہونا چاہیے، وہ امام جس میں اقتداء اور تمسک کرنے کی صلاحیت موجود ہو، وہ جو ہدایت مطلق کے اعلیٰ درجہ پر فائز اور ضلالت سے دور ہو، اس قسم کا فرد اس زمانے میں سوائے حضرت مہدی علیہ السلام کے کوئی اور نہیں ہے۔

۲۔﴿حدیثِ وجوبِ معرفتِ امام اور حضرت مہدی علیہ السلام﴾

شیعہ اور اہل سنت کی روایات کے مطابق پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

(من مات و لم یعرف امام زمانه مات میتة جاهلیة۔(۲)

(جو بھی اپنے زمانے کے امام کی معرفت کے بغیر مر جائے وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔)

اسی مفہوم جیسی حدیث(من مات بغیر امام مات میتة جاهلیة) نیز نقل ہوئی ہے۔(۳)

اس روایت میں ذرا سا غور وفکر کرنے کے بعد ہم امام کے واقعی مصداق تک پہنچ

۱۔فیض القدیر، ج۳،ص۱۵۔
۲۔شرح المقاصد، ج۵،ص۲۳۹۔
۳۔المعجم الکبیر ج۱۹،ص۳۸۸۔

سکتے ہیں۔ یہ کون سے امام ہیں کہ اگر ان کی معرفت حاصل نہ کی جائے تو جاہلیت کی موت ہوتی ہے؟ حکم اور موضوع میں مناسبت کا ہونا ضروری ہے؟ معرفت امام کے نہ ہونے کا جاہلیت کی موت سے کیا رابطہ ہے؟ اگر ہم اپنے زمانے کے فاسق اور فاجر حکمران کی معرفت حاصل نہ کریں تو کیا ہم جاہلیت کی موت مرجائیں گے؟ یقیناً اس طرح نہیں ہے۔ بلکہ یہی امام معصوم مراد ہیں جو اس زمانے میں موجود ہیں کہ روایت میں "امام" کی تعبیر ان کے لیے ذکر ہوئی ہے، اگر ہم ان کو نہیں پہچانیں اور اس کی اطاعت نہیں کریں گے تو جاہلیت کی موت ہمارے بھی شامل حال ہوگی۔

۳۔﴿حدیث (امان) اور امام زمانہ علیہ السلام﴾

فریقین کی روایات میں اہل بیتِ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اہل زمین کے لیے امان کا باعث متعارف کیا گیا ہے۔

ابن حجر پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: (میرے اہل بیت "علیہم السلام" اہل زمین کے لیے امان ہیں، تو بس ہر وقت میرے اہل بیت "علیہم السلام" میں سے اگر کوئی باقی نہ رہ جائے تو خداوند متعال نے اہل زمین سے جس چیز کا وعدہ کیا ہے وہ پورا ہوگا۔)(۱)

سمہودی اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں: (اس بات کا احتمال ہے کہ اہل بیت "علیہم السلام" جوامت کے لیے امان ہیں ان سے مراد وہ اہل بیت ہیں جو عالم اور لوگوں کو ہدایت کرتے ہیں، جیسے لوگ ستاروں کے ذریعے ہدایت پاتے ہیں(۲)۔

۱۔صواعق محرقہ، ص۱۵۰۔ ۲۔رشفة الصادی، ص۷۸۔

یہ حدیث بخوبی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت علیہم السلام میں سے ہر زمانے میں ایک فرد کا ہونا ضروری ہے جس میں تمسک کرنے کی صلاحیت اور لیاقت موجود ہو وہ معصوم کے علاوہ کوئی اور نہیں ہے ۔ اور اس زمانے میں مہدی موعود علیہ السلام کے علاوہ کوئی اور نہیں ہے، تو بس ان کو موجود ہونا چاہیے ورنہ زمین اور جو کچھ زمین میں ہے نابود ہو جائے گی۔

۴۔ حدیث (سفینہ) اور حضرت مہدی علیہ السلام کا مبارک وجود

فریقین کی روایت کے مطابق، پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اہل بیت علیہم السلام کو جناب نوحؑ کی کشتی سے تعبیر کیا ہے۔

ابن حجر مکی نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: (مثل اهل بيتي كسفينة نوح من ركبها نجى)(۱)

(یقیناً میرے اہل بیت ''علیہم السلام'' کی مثال نوح کی کشتی کی طرح ہے، جو شخص اس پر سوار ہو گیا اس نے نجات حاصل کی ہے)۔

یہ حدیث مختلف طریقوں اور تعبیروں کے ساتھ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوئی ہے ۔ اس حدیث پر غور وفکر کرنے سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ ہر زمانے میں قیامت تک اہل بیتِ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے ایک معصوم امام موجود ہے تا کہ امت اسلامیہ کے لیے نجات کی کشتی پر سوار ہونے کا راستہ فراہم ہو سکے تا کہ

۱۔ صواعق المحرقۃ، ص۲۳۴۔

امت اسلامی اپنے آپ کو غرق ہونے سے بچا سکے اور ساحلِ نجات نیز بہشت رضوان کی طرف گامزن ہو۔

۵۔ حدیث ''کوئی زمانہ امام قرشی سے خالی نہیں'' اور امام زمانہ علیہ السلام

بخاری اور مسلم وغیرہ نے اپنی اسناد کے ساتھ رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: (لا يزال هذا الأمر في قريش ما بقي من الناس اثنان)(۱)۔

(یہ امر خلافت قریش میں قائم رہے گا جب تک کہ اس دنیا میں لوگوں میں سے دو افراد باقی ہیں)۔

اس حدیث میں ایک واقعیت اور حقیقتِ خارجی کی خبر دی گئی ہے کہ اس کا تحقق پذیر ہونا ضروری ہے، اور مسلمانوں کا یہ فریضہ ہے کہ خلافت کو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریش میں سے ایک شائستہ فرد کے حوالے کریں۔ ''هذا الامر'' سے مراد کیا ہے؟ وہی امر ہے جس کا اشارہ آیۂ ''اولی الامر'' میں ہوا ہے (أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُوْلِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ)(۲) (اللہ کی اطاعت کرو رسول اور صاحبانِ امر کی) فخر رازی اور دوسروں نے اس آیۂ کریمہ میں اولی الأمر) سے مراد معصومین علیہم السلام کو لیا ہے۔(۳)

۱۔ صحیح بخاری، ج۹ ص۷۸؛ صحیح مسلم، ج۳ ص۱۴۵۲؛ مسند احمد، ج۲۔
۲۔ سورۂ نساء، آیت ۵۹۔ ۳۔ تفسیر فخر رازی، ج۱۰، ص۱۴۴؛ تفسیر المیزان، ج۴ ص۳۸۷۔۴۰۱۔

تو بس جب تک انسان کی عمر ہے اور انسان باقی ہے قریش میں سے ایک فرد کو بطور امامِ معصوم ہونا چاہیے کہ جو اس زمانے میں سوائے حضرت مہدی علیہ السلام کے کوئی اور نہیں ہے۔

ایک اور بیان کے مطابق روایت اور آیت میں ''اولی الامر'' سے مراد لوگوں پر ظاہری اور باطنی ولایت اور رہبری اور لوگوں کو حق وحقیقت کی طرف ہدایت کرنے والا، وہ شخص کہ جس میں بطورِ کمال پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات موجود ہوں تا کہ آپ کی خلافت کے امر اور آپ کے جانشین کو تمام امور میں سوائے وحی کے برقرار رکھے، ایسا فرد اس زمانے میں سوائے حضرت مہدی علیہ السلام کے کوئی اور نہیں ہے۔

ابن حجر عسقلانی تحریر کرتے ہیں: (امت میں سے آخری زمانے میں قیامت کے قریب جناب عیسیٰؑ کا نماز پڑھنا اس قول کی صحیح دلیل ہے: کہ زمین کبھی بھی قائم باللہ یعنی حجت خدا سے خالی نہیں ہوگی)۔(۱)

امام مہدی علیہ السلام کے متعلق مذاہب اسلامیہ کا نظریہ

تمام مذاہب اسلامی اس بات پر متفق ہیں کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسل اور ذریت میں سے حضرت مہدی علیہ السلام کا ظہور ہوگا اور وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے جیسے وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی۔

(۱) صواعق محرقہ

الف: شیعہ علماء کا نظریہ:

شہید صدرؒ کہتے ہیں: (احادیث پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بطور عام اور اہل بیت علیہم السلام کی روایات میں بطور خاص کائنات کو بہتر بنانے کے لئے حضرت مہدی علیہ السلام کا ایک منتظر پیشوا کے طور پر ذکر ہوا ہے۔ اور اس حد تک اس مسئلہ کی تاکید کی گئی ہے کہ انسان کے لئے کسی شک اور شبہہ کی گنجائش باقی نہیں ہے....)۔(۱)

شیخ محمد رضا مظفرؒ تحریر کرتے ہیں: (آخری زمانے میں حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کی نسل میں سے حضرت مہدی علیہ السلام کی بشارت کا مسئلہ یہ ہے کہ آپ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے جیسے وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی یہ ان مسائل میں سے ہے جو بطور متواتر پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوئی ہے اور مسلمانوں نے اپنی حدیث کی کتابوں میں ان کو نقل کیا ہے)۔(۲)

ب: اہل سنت کے علماء کا نظریہ:

ناصر الدین البانی تحریر کرتے ہیں: ''اس بات کا علم ہونا چاہیے کہ ان کے ظہور کے متعلق بہت سی صحیح احادیث ذکر ہوئی ہیں...''۔(۳)

شیخ عبداللہ محسن بن حمد العباد کہتے ہیں: (مہدی ''علیہ السلام'' کے متعلق احادیث کی کثرت اور مختلف طریقوں سے ان کا ثابت ہونا اہل سنت کی کتابوں میں اس حد تک ذکر ہوا ہے کہ اس مسئلے کی حقیقت کا انکار کرنا بہت مشکل ہے۔ مگر یہ کہ کوئی جاہل ہو، یا

۱۔ بحث حول المہدیؑ، ص ۱۰۳، اور ۱۰۴۔
۲۔ عقائد امامیہ، ص ۷۷۔
۳۔ حول المہدیؑ، البانی مجلّہ التمدن السلامی، سال ۱۳۷۱ ہجری.

۔اہل جدال ہو، یا ان احادیث کی اسناد میں دقت نہ کرے، اور اہل علم میں سے بزرگوں کے کلام سے واقف نہ ہو......)۔(۱)

شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز تحریر کرتے ہیں: (تو بس امر مہدی (علیہ السلام) معلوم ہے اور اس کی احادیث مستفیض بلکہ متواتر اور ایک دوسرے کو تقویت کرنے والی ہیں، اہل علم میں سے بعض نے ان کے تواتر کا دعویٰ کیا ہے۔(۲)

﴿مذاہب اسلامی کا حضرت مہدی علیہ السلام کے عقیدے کے واجب ہونے کے متعلق متفق ہونا﴾

تمام مذاہب اسلامی اس بات پر متفق ہیں کہ آخر الزمان میں حضرت مہدی علیہ السلام ظہور کریں گے اور یہ ایک غیبی امور میں سے ہے کہ جس کا معتقد ہونا ضروری ہے۔

ہم اس مقام پر اہل سنت اور شیعہ علماء کے نظریے کو ذکر کرتے ہیں:

الف: ﴿شیعہ علماء کا نظریہ﴾

شیخ صدوقؒ رقم طراز ہیں: (ایک مومن شخص کا حضرت مہدی علیہ السلام پر ایمان اور عقیدہ آپ کے حالات کے علم کے بغیر صحیح نہیں ہے۔ اس لیے کہ مہدویت پر معتقد ہونے کا عقیدہ اور ایمان اس شخص کو فائدہ نہیں پہنچائے گا مگر یہ کہ اس کو زمانۂ غیبت میں حضرت مہدی علیہ السلام کی شان کی معرفت ہو۔)(۳)

۱۔عقیدۃ اھل السنۃ والأثر فی المھدی المنتظر، مجلّہ جامعۃ اسلامیۃ، شمارہ ۳۔
۲۔گذشتہ حوالہ۔ ۳۔کمال الدین، ج ۱ ص ۱۹۔

ب: ﴿اہل سنت کے علماء کا نظریہ﴾

ناصر الدین البانی تحریر کرتے ہیں: (یقیناً حضرت مہدی (علیہ السلام) کے ظہور کا عقیدہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک ثابت شدہ اور متواتر عقیدہ ہے کہ جس پر ایمان رکھنا واجب ہے، اس لیے کہ یہ عقیدہ غیبی امور میں سے ہے کہ جن پر ایمان رکھنا قرآن کریم میں پرہیزگاروں کی صفات میں سے شمار کیا گیا ہے...........)۔(۱)

عبداللہ محسن بن حمد العباد اپنی کتاب میں لکھتے ہیں: (مہدویت کے واقعہ کی تصدیق اور اس پر اعتقاد، پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کے ایمان میں داخل ہے اس لیے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے کے آثار میں سے ان امور کی تصدیق کرنا ہے جن کی آپ نے خبر دی ہے اور عقیدہ مہدویت بھی اس غیب پر ایمان میں داخل ہے کہ خداوند متعال نے مومنین کی اس ایمان کی وجہ سے تعریف کی ہے.....)۔(۲)

﴿حضرت مہدی علیہ السلام کی حکومت کے وسیع ہونے کے متعلق مذاہب اسلامی کا نظریہ﴾

حضرت مہدی علیہ السلام کے متعلق ایک اور چیز جس کے مذاہب اسلامی معتقد ہیں وہ حضرت مہدی علیہ السلام کی دعوت اور حکومت کا وسیع ہونا ہے۔

خداوند متعال فرماتا ہے: (وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِینَ آمَنُوا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْأَرْضِ)۔(۳)

۱۔ مجلّہ تمدن اسلامی، مطبوعہ دمشق۔
۲۔مجلّہ جماعت اسلامی، مطبوعہ حجاز۔
۳۔سورہ نور آیت ۵۵۔

(اللہ نے تم میں سے صاحبان ایمان وعمل صالح سے وعدہ کیا ہے کہ انھیں روئے زمین میں خلیفہ قرار دے۔)

احمد ابن حنبل اپنی سند کے ساتھ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:(تُملأ الارض ظلماً و جوراً ثمّ یخرج رجل من عترتی یملک سبعا أو تسعاً فیملأ الارض قسطاً و عدلاً)۔(۱)

(زمین ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی، اس وقت میری عترت میں سے ایک شخص ظہور کرے گا وہ سات یا نو دن میں پوری زمین کا مالک بن جائے گا، اور اس وقت زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا)۔

امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:(یملک القائم ثلاثمائة سنة ویزداد تسعاً کما لبث أھل الکھف فی کھفھم یملأ الارض عدلاً و قسطاً کما ملئت ظلماً و جوراً فیفتح الله له شرق الارض و غربها)۔(۲)

(امام قائم تین سو نو سال زمین کے مالک و حاکم ہونگے اسی مقدار میں کہ اصحاب کہف جتنے دن غار میں مقیم تھے، زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے، جیسے وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔ خدا ان کے لیے مشرق اور مغرب کو فتح کرے گا......)۔

۱۔ مسند احمد ج۳، ص ۲۸۔

۲۔ بحار الانوار، ج ۵۲، ص ۳۹۰، ح ۲۱۲۔

﴿مذاہب اسلامی کے نزدیک منجیِ عالم کون ہے؟﴾

شیعہ اور سنی روایات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم اس بات کا نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ تمام مذاہب حضرت مہدی علیہ السلام کے لیے منجی کے لقب پر متفق ہیں۔

پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:(یخرج المھدی و علی رأسه غمامة فیھا مناد ینادی ھذا المھدی خلیفة اللّٰه فاتبعوه)۔(۱)

(مہدی علیہ السلام) خروج کریں گے جب کہ ان کے اوپر ایک ابر ہوگی، اس ابر کے درمیان کوئی منادی ندا دے رہا ہوگا: یہ مہدی (علیہ السلام) خلیفۂ خدا ہیں ان کی پیروی کرو)۔

حاکم نیشاپوری اپنی سند کے ساتھ ابن سعید خدری سے نقل کرتے ہیں کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:(المھدی منّا اھل البیت)۔(۲)

(مہدی ہم اہل بیت (علیہم السلام) میں سے ہیں)۔

﴿حضرت مہدی علیہ السلام کس کی نسل میں سے ہیں؟﴾

تمام مسلمانوں کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ مہدیِ موعود - پیغمبر اکرمؐ کی نسل میں سے ہیں۔

﴿مہدی موعود کس کی ذریت میں سے ہیں﴾

سعید بن مسیّب کہتے ہیں:(میں ام سلمہؓ کے پاس تھا مہدی "علیہ السلام" کے متعلق گفتگو ہوئی تو ام سلمہؓ نے کہا: میں نے پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپ نے فرمایا:(المھدی من ولد فاطمة)۔(۳)

(۱) بحار الانوار جلد ۵۱ ص ۸۱۔ (۲) مستدرک حاکم جلد ۴، ص ۵۵۷۔

(۳) سنن ابن ماجہ جلد ۲، ص ۳۶۸، حدیث ۴۰۸۶۔

(مہدی فاطمہ (علیہا السلام) کی اولاد میں سے ہیں)۔

ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (لا تقوم الساعة حتى تمتلئ الارض ظلماً و عدواناً قال : ثم يخرج رجل من عترتي (أو من أهل بيتي)يملأها قسطاً وعدلاً كما ملئت ظلماً و عدواناً)(۱)۔

(قیامت بر پا نہیں ہوگی یہاں تک کہ زمین ظلم و جور سے بھر جائے، (اس کے بعد آپ نے) فرمایا: اس وقت میری عترت و اہل بیت (علیہم السلام) میں سے ایک شخص قیام کرے گا اور زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔)

امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: (المهدی رجل من ولد فاطمة)۔(۲)

(مہدی فاطمہ علیہا السلام کی اولاد میں سے ایک مرد ہیں)۔

﴿مذاہب اسلامی کا حضرت عیسیٰؑ کے آسمان سے نازل ہونے کے متعلق نظریہ﴾

فریقین کی روایات سے استفادہ ہوتا ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کے خروج کے وقت حضرت عیسیٰؑ آسمان سے زمین پر نازل ہوں گے اور امام زمانہ علیہ السلام کی اقتدا میں نماز پڑھیں گے۔

بخاری اپنی سند کے ساتھ ابو ہریرہ سے نقل کرتے ہیں: پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (كيف أنتم اذا نزل ابن مريم فيكم و اِمامكم منكم)۔(۳)

۱۔ مسند احمد، ج۳، ص۳۶۔
۲۔ بحار الانوار ج۵۱، ص۴۳، حدیث۳۲۔
۳۔ صحیح بخاری، ج۴، ص۱۴۳۔

(اس وقت تمہاری کیفیت کیا ہوگی جب تمہارے درمیان مریم کا بیٹا نازل ہوگا جب کہ تمہارے امام تم میں سے ہوں گے۔)

امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: (القائم منصور بالرعب مؤيد بالنصر ، تطوى له الارض و تظهر له الكنوز و يبلغ سلطانه المشرق والمغرب ، يظهر الله عزوجل به و دينه ولو كره المشركون .فلا يبقى فى الأرض خراب الاّ عمر ، و ينزل روح الله عيسىٰ بن مريم عليها السلام فيصلي خلفه)(۱)

(قائم کی رعب و دبدبہ کے ذریعے مدد کی گئی ہوگی اور ان کی نصرت اور مدد کے ذریعے تائید کی گئی ہوگی۔ زمین اس کے لیے ہموار ہوگی اور خزانے اس کے لیے ظاہر ہوجائیں گے اور آپ کی سلطنت مشرق اور مغرب تک پھیل جائے گی، خداوند متعال ان کے ذریعے اپنے دین کو ظاہر کرے گا، چاہے مشرکوں کو یہ بات ناپسند ہو، اس وقت زمین پر ایک بھی ویران جگہ نہیں ہوگی مگر یہ کہ وہ آباد ہوجائے گی اور روح اللہ عیسیٰؑ بن مریم علیہا السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور مہدی علیہ السلام کی اقتدا میں نماز پڑھیں گے۔)

﴿زمین پر آنے کے بعد حضرت عیسیٰؑ کی ذمہ داریاں﴾

ابو ہریرہ نے ایک حدیث میں رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: (.....وہ آسمان سے نازل ہوں گے ...... لوگوں سے اسلام کی دعوت

۱۔ بحار الانوار، ج۵۲، ص۱۹۱ حدیث۲۴۔

کے لیے جنگ کریں گے، صلیب کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے خنزیر کو ماردیں گے، اور جزیہ کو مقرر کریں گے۔ خداوندمتعال ان کے زمانے میں تمام اقوام اور ادیان کو سوائے اسلام کے نابود کرے گا اور مسیح دجّال کو ہلاک کریں گے۔ اور وہ زمین پر چالیس سال زندگی بسر کریں گے اور ان کی وفات کے بعد مسلمان ان پر نماز پڑھیں گے۔(۱)

ممکن ہے کہ خنزیر کے قتل کرنے سے مراد یہ ہو کہ اس زمانے کے عیسائیوں پر اس کے گوشت کو حرام قرار دیں، اور جزیہ مقرر کرنے سے مراد یعنی تمام ادیان کو باطل اعلان کریں گے۔(۲)

حضرت عیسیٰؑ آسمان سے نازل ہونے کے بعد کس کی شریعت پر عمل کریں گے؟

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نازل ہونے کے بعد اسلام پر عمل کریں گے نہ اپنی شریعت پر۔

سمرہ نے پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: (عیسی بن مریم جب کہ محمد (صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور ان کے ملت کی تصدیق کرنے والے ہیں نازل ہوں گے، اس وقت دجّال کو قتل کریں گے ....)۔(۳)

۱۔سنن ابن داوٴد، ج۲، ص۳۱۹، حدیث۴۳۲۴؛ کنزالعمال، ج۱۴، ص۳۳۳، حدیث۳۸۸۴۳۔
۲۔المسیح المنتظر ونھایة العالم، ص۲۴۰۔
۳۔مسند احمد، ج۵، ص۱۳؛ المعجم الکبیر ج۷، ص۲۲۱۔

ابن حبان نے اپنی صحیح میں ابوہریرہ سے نقل کیا ہے کہ اس نے کہا کہ میں نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپ نے فرمایا: (......اور جس وقت سر کو رکوع سے اٹھائیں گے ”سمع الله لمن حمده“ کہیں گے.....)۔(۱)

حضرت عیسیٰؑ کی زندگی آسمان سے نازل ہونے کے بعد

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ آسمان سے نازل ہونے کے بعد چالیس سال تک زندگی بسر کریں گے، اس مدت میں آپ شادی کریں گے، ان کی رحلت کے بعد مسلمان آپ پر نماز پڑھیں گے:

۱۔ابوہریرہ نے ایک حدیث میں پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: (..........وہ ”عیسیٰ“ چالیس سال زمین پر قیام کریں گے اور ان کی وفات کے بعد مسلمان ان پر نماز پڑھیں گے)۔(۲)

۲۔عبداللہ بن عمر نے رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: (عیسی بن مریمؑ زمین پر نازل ہوں گے اور شادی کریں گے اور صاحب اولاد ہوں گے)۔(۳)

۱۔صحیح ابن حبان، ج۵، ص۲۲۳۔
۲۔مسند احمد، ج۲، ص۴۰۶؛ سنن ابی داوٴد، ج۲، ص۳۱۹۔
۳۔المنتظم، ج۲، ص۳۹۔

﴿ظہورحضرت مہدی علیہ السلام کے لیے مقدمات فراہم ہونے کی مدت﴾

امت اسلامی کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت مہدی کے ظہور کا امر ایک شب میں خداوندمتعال کی جانب سے اصلاح ہوگا اور ان کے ظہور کی خدا تائید کرے گا۔

احمد ابن حنبل نے اپنی سند کے ساتھ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:(المهدی منّا أهل البیت ، یصلحه الله فی لیلة)(۱)۔

(مہدی علیہ السلام ہم اہل بیت ''علیہم السلام'' میں سے ہیں خداوندمتعال ان کے فرج اور ظہور کے امر کی ایک شب میں اصلاح کرے گا۔)

شیخ صدوقؒ اپنی سند کے ساتھ امام حسین علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا:(فی التاسع من ولدی سنة من یوسف و سنة من موسی بن عمران وهو قائمنا أهل البیت ، یصلح الله تبارک و تعالیٰ أمره فی لیلة واحدة)۔(۲)

(میری اولاد میں سے نویں بیٹے میں یوسفؑ اور موسیؑ بن عمران کی سنت موجود ہے اور وہ ہم اہل بیت (علیہم السلام) کے قائم ہیں۔خداوندمتعال ان کے امر کی ایک رات میں اصلاح کرے گا۔)

۱۔مسند احمد، ج۱،ص۸۴۔
۲۔کمال الدین، ج۱،ص۳۱۷،حدیث۱۔

﴿حضرت مہدی علیہ السلام کی وسیع حکومت کے متعلق مذاہب اسلامی کا نظریہ﴾

سنی اور شیعہ کتابوں میں بہت سی احادیث اس بات پر متفق ہیں کہ امام زمانہ علیہ السلام اپنے ظہور کے بعد زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی۔

ابوسعید خدری پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:((لا تقوم الساعة حتی تمتلیٔ الارض ظلماً و عدواناً قال : ثم یخرج رجل من عترتی (أو من أهل بیتی)یملأها قسطاً وعدلاً کما ملئت ظلماً و عدواناً)۔(۱)

(قیامت برپا نہیں ہوگی یہاں تک کہ زمین ظلم وجور سے بھر جائے گی اور اس کے بعد فرمایا : اس وقت اور میری عترت (اہل بیت ''علیہم السلام'') سے ایک شخص خروج کرے گا، زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا، جیسے وہ ظلم وستم سے بھر چکی ہوگی ۔

شیخ طوسیؒ نے اپنی سند کے ساتھ امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا:(یظهر صاحبنا وهو من صلب هذا. وأومأ بیده الی موسی بن جعفر ''علیهما السلام'' ویملأها عدلاً کما ملئت جوراً و ظلماً)۔(۲)

(ہمارے آقا ظہور کریں گے جب کہ اس شخص کی نسل میں سے ہیں (آپ نے

۱۔مسند احمد، ج۳،ص۳۶۔ ۲۔الغیبة طوسی،ص۴۲۔

اپنے دست مبارک سے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا) اس وقت زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے، جیسے وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی)۔

﴿امام مہدی علیہ السلام کے متعلق علماءِ اہل سنت کا نظریہ﴾

اہل سنت کے علماء میں سے اکثر نے مہدویت کے عقیدے کے صحیح ہونے کے علاوہ کتابیں اور رسالے بھی تحریر کیے ہیں تا کہ بعد والی نسلیں اس کی حقیقت اور واقعیت سے آگاہ ہو جائیں۔

کتابِ الامام المہدی علیہ اسلام کے مولف ''استاد علی محمد علی دخیل'' نے علمائے اہل سنت میں سے دوسو پانچ افراد کے نام ذکر کیے ہیں کہ جنھوں نے حضرت مہدی علیہ السلام کا تذکرہ اپنی کتابوں میں کیا ہے۔اوران میں سے تیس علماء نے ایک مستقل فصل امام زمانہ علیہ السلام سے مخصوص کی ہے۔ اور ایک سو چوالیس افراد نے مختلف مناسبتوں سے امام مہدی علیہ السلام کا تذکرہ اپنی کتابوں میں کیا ہے۔ اگر ہم ان تمام علماء کے نام ذکر کریں گے تو بات طولانی ہو جائے گی ،بطور مختصر ہم ان میں سے بعض کی طرف کہ جنھوں نے حضرت مہدی علیہ السلام کے متعلق احادیث کے صحیح ہونے کو قبول کیا ہے، اشارہ کرتے ہیں:

۱۔﴿ابوبکر محمد بن علی، معروف محی الدین عربی (٥٦٠۔٦٣٨ھ)﴾

کتابِ الفتوحات المکیۃ کے مولف حضرت مہدی علیہ السلام کے متعلق تحریر کرتے ہیں:(....ان للہ خلیفة یخرج وقد امتلأت الأرض جوراً و ظلماً فیملؤھا قسطاً وعدلاً لو لم یبق من الدنیا الا یوم واحد لطوّل الله ذلک الیوم

حتیٰ یلی ھذا الخلیفة من عترة رسول الله من ولد فاطمه ، یواطی اسمه اسم رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم ...)۔(۱)

(خداوند متعال کے لیے ایک خلیفہ ہے جو ظاہر ہوگا اور اس کا ظہور اس زمانے میں ہوگا جب دنیا ظلم وستم سے بھر چکی ہوگی ، وہ دنیا کو عدل انصاف سے بھر دے گا ، اور اگر عمرِ دنیا میں ایک دن سے زیادہ باقی نہ رہے ،تو خداوند متعال اس دن کو اتنا طولانی کرے گا تا کہ یہ خلیفہ جو رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عترت اور اولا دزہرا سلام اللہ علیہا میں سے ہے اور اس کا نام رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام جیسا ہے زمین پر حکومت حاصل کرلے۔)

۲۔﴿سبط ابن جوزی (م ٦٥٤ھ)﴾

صاحب کتاب تذکرۃ الخواص اپنی کتاب کی فصل فی ذکر الحجۃ المہدی میں امام مہدی علیہ السلام کے متعلق تحریر کرتے ہیں:(فصل فی ذکر الحجة المهدی .هو محمد بن الحسن بن علی بن موسی الرضا... کنیته ابو عبد الله و ابو القاسم وهو الخلف الحجة صاحب الزمان ، القائم المنتظر و التالی وهو آخر الأئمة انبأنا عبد العزیز بن محمود بن البزاز عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم یخرج فی آخر الزمان رجل من ولدی اسمه کاسمی و کنیته ککنیتی یملأ الارض عدلاً کما ملئت

۱۔الفتوحات المکیہ، ج۳ص۳۲۷سے۳۲۸تک۔

جوراً . فذالک هو المهدی ، وهذا حدیث مشهور و قد اخرج ابو داؤد و الزهری عن علی بمعناه و فیه لو لم یبق من الدهر الا یوم واحد لبعث الله من أهل بیتی من یملأ الأرض عدلاً و ذکره فی روایات کثیرة)(١)

(وہ محمد ابن حسن ابن علی ابن موسیٰ رضا علیہم السلام،......کے فرزند ہیں،ان کی کنیت ابوعبداللہ اور ابوالقاسم ہے،اور ان کے القاب،خلف،حجت،صاحب الزمان،قائم،منتظر اور تالی ہیں۔اور وہ بارہ اماموں میں سے آخری امام ہیں۔عبدالعزیز محمود بن بزار نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:(آخری زمانے میں میری اولاد میں سے ایک فرد قیام کرے گا جس کا نام اور کنیت میرے نام اور کنیت کی طرح ہے،وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح کہ وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی یہ وہی مہدی ''علیہ السلام'' ہیں۔یہ مشہور حدیث ہے جس کو اس مفہوم کے ساتھ ابوداؤد اور زہری نے علی ''علیہ السلام'' سے نقل کیا ہے اور ان کی روایت میں اس جملہ کا اضافہ بھی موجود ہے،اگر دنیا میں سے ایک دن بھی باقی رہے گا تو خداوند متعال میرے اہل بیت (علیہم السلام) میں سے ایک مرد کو مبعوث کرے گا تا کہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے۔اور یہی مضمون دوسری بہت سی روایات میں ذکر ہوا ہے)۔

٣۔﴿علی بن محمد المالکی (ابن صباغ) (م ٨٥٥ھ)﴾

صاحب کتاب (الفصول المهمة فی معرفة احوال الأئمة) تحریر کرتے ہیں: (الفصل الثانی عشر فی ذکر ابی القاسم محمد الحجة الخلف

١۔تذکرۃ الخواص،ص٣٦٣ سے ٣٦٤ تک۔

الصالح ابن ابی محمد الحسن الخالص وهو الامام الثانی عشر .....)

کان الامام بعد ابی محمد الحسن ابنه محمداً و لم یخلف أبوه ولداً غیره و خلفه ابوه غایباً مستتراً بالمدینة و کان عمره عنده وفاة ابیه خمس سنین أتاه الله تعالیٰ فیها الحکمة کما أتاه یحییٰ صبیاً و جعله اماماً فی حال الطفولیة کما جعل عیسی بن مریم فی المهد نبیاً و قد سبق النص علیه فی ملة الاسلام من النبی محمد علیه الصلاة و السلام و کذلک من جده علی بن ابی طالب و من بقیة آبائه أهل الشرف و المراتب و هو صاحب السیف القائم المنتظر کما .....)۔

(بارہویں فصل جو ابوالقاسم محمد، حجت، خلف، صالح، ابومحمد حسن عسکری کے فرزند کہ جو بارہویں امام ہیں، کے حالات کے متعلق ہے۔ابومحمد، حسن بن علی کے بعد وہ امام ہیں جو رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم نام ہیں اور ان کے علاوہ ان کے والد گرامی کی ظاہراً اور باطناً کوئی اولاد نہیں تھی امام عسکری (علیہ السلام) (جب کہ آپ پردۂ غیبت میں تھے) مدینے میں اپنے بعد آپ کو جانشین بنایا۔جس دن ان کے والد گرامی کی وفات ہوئی آپ کی عمر پانچ سال تھی اور انہیں پانچ سال میں خدا نے حکمت عطا کی۔جیسے جناب یحییٰ کو بچپن میں عطا کی تھی،نیز حضرت عیسیٰ ابن مریم کو گہوارے میں نبوت کا منصب عطا کیا تھا آپ کو بھی مقام امامت عطا کیا گیا،آپ سے پہلے رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے مسلمانوں کے درمیان یہ ایک مسلّم امر تھا،ان کے بعد علی علیہ السلام نے اس کی خبر دی،آپ کے امامت کی تصریح کی،اور ائمۂ اطہار (علیہم السلام) نے بھی ایک

دوسرے کے بعد آپ کے والد گرامی تک سب نے آپ کی امامت اور آپ کے ظہور کو واضح طور پر بیان کیا ہے۔وہ صاحب شمشیر اور قیام بالحق کرنے والے ہیں،اور سب ان کی حکومت کے قائم ہونے کے منتظر ہیں جیسے صحیح خبر میں اس کا ذکر ہوا ہے)۔

(ولہ قبل قیامہ غیبتان احدھما أطول من الاخریٰ فاما الأولیٰ فھی القصری فمنذ ولادته الی انقطاع السفارة بینه و بین شیعته واما الثانیة فھی التی بعد الاولیٰ فی آخرھا یقوم بالسیف قال الله تعالیٰ :(وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ)و قال رسول اللّه صلی الله علیه وآله وسلم : لم تنقض الایام واللیالی حتی یبعث الله رجلاً من أهل بیتی یواطی اسمه اسمی یملأ الارض عدلاً و قسطاً کما ملئت ظلماً و جوراً)۔

(آپ کے قیام سے پہلے دو غیبتیں ہیں ایک طولانی جو غیبت کبریٰ ہے اور دوسری غیبت صغریٰ کے نام سے مشہور ہے۔غیبت صغریٰ کی مدت ولادت سے لے کر آپ اور شیعوں کے سفارتی رابطے کے ختم ہونے تک ہے،لیکن غیبت کبریٰ غیبت صغریٰ کے ختم ہونے کے بعد آپ کے قیام بالسیف کرنے تک ہے۔جیسا کہ خداوند متعال فرماتا ہے :(اور ہم نے ذکر کے بعد زبور میں بھی لکھ دیا ہے کہ ہماری زمین کے وارث ہمارے نیک بندے ہی ہوں گے۔)

رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: شب و روز ختم نہیں ہوں گے جب تک کہ خداوند متعال میرے خاندان میں سے ایک شخص کو مبعوث کرے جو میرا ہم نام ہے وہ

زمین کو عدل انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی۔)

(أما کنیته فأبو القاسم وأما لقبه فالحجة والمهدی والخلف الصالح والقائم المنتظر و صاحب الزمان وأشهرها المهدی .صفة علیه السلام شابّ مرفوع القامة حسن الوجه والشعر یسیل شعره علی منکبیه اقنی الأنف أجلی الجبهة بوابه محمد بن عثمان .....

وهذا طرف یسیر بما جاء من النصوص الدالة علی الامام الثانی عشر عن الأئمة الثقات والروایات فی ذلک کثیرة اضربنا عن ذکرها وقد دوّنها أصحاب الحدیث فی کتبهم واعتنوا بجمعها ولم یترکوا شیئاً .....)۔(۱)

(ان کی کنیت ابوالقاسم اور ان کے القاب حجت،مہدی،خلف صالح،منتظر،قائم اور صاحب الزمان اور ان میں سے مشہور ترین مہدی (علیہ السلام) ہے آپ بلند قد وقامت، نوجوان،چہرے اور بالوں کے اعتبار سے خوبصورت ہیں،آپ کے بال آپ کے شانوں پر پھیلے ہوئے ہیں اور ان کا چہرہ روشن اور ان کے ناک کے بیچ والا حصہ تھوڑا سا باہر نکلا ہوا ہے۔ان کے دربان محمد ابن عثمان تھے......

روایات میں سے بعض روایات جو امام مہدی علیہ السلام کی امامت پر دلالت کرتی ہیں کہ جس کو ائمۂ حدیث نے نقل کیا ہے۔اور اس کے متعلق روایات کثیر تعداد میں موجود ہیں کہ ہم نے ان کو ذکر کرنے سے صرف نظر کیا اور ان سب کو اصحاب حدیث نے اپنی

ا۔الفصول المہمۃ ص ۲۹۱ سے ۳۰۴۔

کتابوں میں جمع کیا ہے۔)

۴۔ ﴿شیخ محمد بن ابراہیم الجوینی الخراسانی الحموینی (م ۶۴۴۔ ۷۳۰ھ)﴾

شافعی مذہب کے فقیہ اور محدث اپنی کتاب (فرائد السمطین فی فضائل مرتضی و بتول و سبطین و الائمة من ذریتهم) (کہ اس کا پہلا حصہ حضرت علی علیہ السلام کے فضائل اور دوسرا حصہ دوسرے ائمہ علیہم السلام کے فضائل کے بارے میں ہے۔) میں حضرت مہدی علیہ السلام کے متعلق تحریر کرتے ہیں:

(بسنده عن الشيخ ابی اسحاق ابراهيم بن يعقوب الكلاباذی البخاری بسنده عن جابر بن عبد الله الأنصاری رضی الله عنه قال : قال رسول اللّه صلى الله عليه وآله وسلم : من أنكر خروج المهدی فقد كفر بما أنزل علی محمد ومن انكر نزول عيسى فقد كفر و من انكر خروج الدجال فقد كفر)۔(۱)

(وفی هذا الكتاب عن سعيد بن جبير عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم : ان خلفائی و أوصيائی و حجج الله علی الخلق بعدی الاثنا عشر اوّلهم علیّ و آخرهم ولدی المهدی فينزل روح الله عيسى بن مريم فيصلّی خلف المهدی و تشرق الأرض بنور ربها ويبلغ سلطانه المشرق والمغرب)۔(۲)

۱۔فرائد السمطین ص۹۲ ح ۵۸۵۔ ۲۔فرائد السمطین ص۹۲۔

(جوینی مولف کتاب "فرائد السمطین" اپنی سند کے ساتھ شیخ ابو اسحاق ابراہیم کلاباذی بخاری سے اور وہ اپنی سند کے ساتھ جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: جناب رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص بھی حضرت مہدی علیہ السلام کے قیام کا منکر ہے گویا اس نے دین محمد کا انکار کیا ہے نیز جو شخص حضرت عیسیٰؑ کا (جو آخری زمانے میں حضرت مہدی علیہ السلام کے دور میں آئیں گے) اور خروج دجال کا انکار کرے وہ شخص کافر ہے۔)

نیز اسی کتاب میں ہے کہ سعید بن جبیرؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے خلفاء اور اوصیاء، لوگوں پر خدا کی حجتیں بارہ افراد ہیں کہ جن میں سے پہلے علی اور آخری میرے فرزند مہدی (علیہ السلام) ہیں۔ (ان کے ظہور کے وقت) روح خدا عیسیٰ ابن مریمؑ آسمان سے نازل ہوں گے اور حضرت مہدی (علیہ السلام) کی اقتدا میں نماز پڑھیں گے اور زمین ان کے پروردگار کے نور سے نورانی ہوجائے گی اور آپ کا فرمان اور سیرت مغرب اور مشرق تک پھیل جائے گی)۔

۵۔ ﴿اسماعیل بن عمر بن کثیر شافعی معروف بہ ابن کثیر (م ۷۰۱۔ ۷۷۴ھ)﴾

محدث، مورخ، مفسر اور فقیہ کتاب "البدایة والنہایة" کے مولف اپنی اس کتاب میں تحریر کرتے ہیں: (میں نے اس کتاب کے ایک خاص حصے کو مہدی (علیہ السلام) سے

مخصوص کیا ہے، یہ تمام تعریفیں اور احسانات خدا کے لیے ہیں۔)

(فصل فی ذكر المهدی الذی یکون فی آخر الزمان . و هو احد الخلفاء الراشدين و الأئمة المهديين ..... فقد نطقت به الأحاديث المروية عن رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم انه يكون فی آخر الدهر و أظن ظهوره يكون قبل نزول عيسى بن مريم كما دلت على ذلک الأحاديث)۔

حضرت مہدیؑ جو آخری زمانے میں ہیں کے متعلق ایک فصل میں ہے: مہدی (علیہ السلام) خلفاء اور اماموں میں سے ہیں کہ خداوند متعال نے انہیں حق کی طرف ہدایت فرمائی ہے۔ یہ وہ مفہوم ہے کہ جس کا ذکر احادیثِ نبوی میں ہوا ہے کہ وہ آخری زمانے میں ظہور کریں گے اور میرے گمان کے مطابق آپ کا ظہور عیسیٰؑ کے نازل ہونے سے پہلے ہو گا۔ جیسے کہ روایات اس امر پر دلالت کرتی ہیں۔)

(قال الامام أحمد بن حنبل ..... قال حجاج : سمعت علياً يقول : قال رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم: لو لم يبق من الدنيا الا يوم لبعث الله رجلاً منّا يملأها عدلاً كما ملئت جوراً)۔(۱)

(امام احمد ابن حنبل نے اپنی سند کے ساتھ حجاج سے نقل کیا ہے کہ میں نے علی (علیہ السلام) سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر دنیا میں سے ایک روز بھی باقی رہ جائے گا، تو اس وقت خداوند متعال ہم میں سے ایک شخص کو مبعوث کرے گا جو زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح کہ وہ ظلم و جور بھر چکی ہوگی)

۱۔ کتاب النہایۃ، ج ۱ ص ۱۰۶ سے ۱۰۷ تک۔

۶۔ ابن الوردی (م ۶۹۱۔ ۷۴۹ھ)

(عمر ابن مظفر بن عمر بن محمد بن ابوالفوارس بکری حلبی معری، جن کی کنیت ابوحفص اور شہرت ابن الوردی ہے) شافعی مذہب کے بزرگوں، شعراء، فقہاء، ادباء میں سے اور کتاب ''خريدة العجائب و فريدة الغرائب'' کے مؤلف ہیں۔ امام مہدی علیہ السلام کے متعلق تحریر کرتے ہیں:

(و من حلية المهدى انه اسمر اللون ، كث اللحية ، أكل العينين ، برّاق الثنايا ، فی خده خال ، يرفع الجور عن الارض و يفيض المعدلة عن الخلق ، و يستوى بين الضعيف و القوى فی الحق ويبلغ الاسلام مشارق الارض و مغاربها و يفتح القسطنطينية ولا يبقى أحد فی الارض الا دخل فی الاسلام أدى الجزية وعند ذلک يتم وعد الله (ليظهره علىَ الدّين كُلّه ...)۔(۱)

(حضرت مہدی علیہ السلام کے شکل وشمائل میں یہ ہے کہ آپ کے چہرے کا رنگ گندم گون، آپ کی ریش مبارک گھنی، آپ کی آنکھیں کالی، آپ کے آگے والے دانت چمکدار، آپ کے رخساروں میں ایک خال موجود ہے۔ وہ ظلم و جور کا جڑ سے خاتمہ کریں گے اور عدل وانصاف کو دنیا بھر میں پھیلائیں گے، حق جاری کرنے میں قوی اور ضعیف میں تفاوت کے قائل نہیں ہوں گے، اور اسلام کو مشرق ومغرب میں چھا جائے گا، اور قسطنطنیہ کو

۱۔ خریدة العجائب، ص ۱۹۹، مطبوعہ مصر، سال ۱۰۳۹ھ۔

فتح کریں گے، زمین پر کوئی ایسا شخص باقی نہیں رہے گا مگر یہ کہ یا تو دین اسلام سے مشرف ہو چکا ہوگا یا تو جزیہ ادا کرے گا۔ اس مقام پر اس آیۂ کریمہ "لیظهره علی الدّین کُلّه..." کے مطابق وعدہ الٰہی محقق ہوگا"

۷۔ جلال الدین سیوطی شافعی (م ۹۱۱ھ)

امام، حافظ، مورخ، ادیب، صاحب کتاب "الحاوی للفتاوٰی" نے اپنی اس کتاب کے ایک حصے کو حضرت مہدی علیہ السلام سے مخصوص کیا ہے اور اس کو "العرف الوردی فی الاخبار المهدی" کا نام دیا ہے اور اس کے آغاز میں تحریر کرتے ہیں:

(الحمد لله و سلام علی عباده الذین اصطفیٰ ، هٰذا جزء جمعت فیه الأحادیث و الآثار الواردة فی المهدی ، لخّصت فیه الأربعین التی جمعها الحافظ ابو نعیم وزدت علیه ما فاته)۔

(حمد وثنا اس خداوند متعال کی، اوران کے منتخب بندوں پر درود وسلام ہو یہ وہ حصہ ہے کہ جس میں میں نے حضرت مہدی علیہ السلام کے متعلق احادیث کا ذکر کیا ہے۔ اور اس میں حافظ ابو نعیم نے چالیس احادیث کو جمع کیا ہے۔ میں نے ان کا خلاصہ کیا ہے اور جو ان کے قلم سے باقی رہ گیا ہے اس کا اضافہ کیا ہے۔)

حضرت مہدی علیہ السلام کے متعلق "سیوطی نے" دوسو سے زیادہ احادیث ذکر کی ہیں اور ذکر کرنے کے وقت نقل کرنے والوں کے نام بھی بیان کیے ہیں۔

مثلاً تحریر کرتے ہیں: (أخرج ابو داؤد والطبرانی عن ابن مسعود عن النبی صلّی الله علیه وآله وسلم قال : (لو لم یبق من الدنیا الا یوم لطوّل

الله ذلک الیوم حتی یبعث فیه رجل من أهل بیتی ، یواطی اسمه اسمی .... یملأ الأرض قسطاً و عدلاً کما ملئت ظلماً و جوراً)(۱)۔

(ابو داؤد اور طبرانی ابن مسعود سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (اگر دنیا میں ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو خدا اس دن کو اتنا طولانی کرے گا کہ میرے اہل بیت علیہم السلام میں سے ایک شخص کو مبعوث کرے گا جس کا نام اور اس کے والد کا نام میرے اور میرے والد گرامی کے نام پر ہے وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی۔)

۸۔ الشیخ الامام علی بن حسام الدین، الشہیر بالمتقی ہندی (م ۹۷۵ھ)

فقیہ، محدث، واعظ، اور کتاب "کنز العمال" کے مؤلف نے حضرت مہدی علیہ السلام کے موضوع پر انہوں نے خاص توجہ دی ہے اور مندرجہ ذیل کتابوں کو آپ کے متعلق تحریر کیا ہے:

۱۔ البرہان فی علامات مہدی آخر الزمان۔

۲۔ تلخیص البیان، ایضاً فی علامات مہدی آخر الزمان۔

۳۔ "کنز العمال" میں ایک خاص فصل کو "ظہور مہدی" کے عنوان سے ذکر کیا ہے۔(۲)

۱۔ الحاوی للفتاویٰ، تحقیق: محمد محی الدین عبد الحمید، ج ۲، ص ۱۳۰۔ ۱۷۰۔

۲۔ کنز العمال، ص ۲۰۴ تا ۲۱۹ تک۔

وہ رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ: (المهدی رجل من ولدی وجهه كالكوكب الدّری)۔(۱)

(مہدی میری اولاد میں سے ہیں ان کا چہرہ چمکدار ستارے کی طرح ہے۔)

۹۔ ﴿فضل اللہ روزبہان خنجی اصفہانی (م ۹۲۷ھ)﴾

وہ بارھویں امام پر صلوٰت کی تشریح میں تحریر کرتے ہیں:

(اللهم صلّ و سلّم علی الامام الثانی عشر)۔

(بارالھا! بارھویں امام پر درود وسلام بھیج)۔

وہ مزید تحریر کرتے ہیں:

(جان لو کہ امت اس بات پر متفق ہے کہ آخری زمانے میں رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد میں سے ایک شخص دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔ اس اتفاق کا سرچشمہ وہ صحیح احادیث ہیں جو اس سلسلے میں ذکر ہوئی ہیں جس طرح ''ام سلمہؓ'' سے روایت ہے کہ میں نے رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپؐ نے فرمایا: مہدی (علیہ السلام) میری عترت اور فاطمہ (علیہا السلام) کی اولاد میں سے ہیں۔ اور ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مہدی مجھ میں سے ہیں اور ان کی پیشانی کشادہ، بڑی ناک کے حامل ہیں اور وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی.....)۔

''ابن روزبہان'' کثیر روایات نقل کرنے کے بعد حضرت مہدی علیہ السلام کے

۱۔ کنز العمال ج ۱۴ ص ۲۰۹۔

عقیدے کے متعلق رقم طراز ہیں:

(ہمارا نظریہ یہ ہے کہ صحیح احادیث کی بنا پر امام مہدی علیہ السلام کے موجود ہونے کا عقیدہ رکھنا واجب ہے کہ وہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کی اولاد میں سے ہیں ان کا نام محمد ہے، اور یہ تمام صفات محمد ابن الحسن میں جمع ہیں، بہت سے لوگوں کا عقیدہ ہے کہ وہ محمد ابن حسن ہیں اور بہت سے واقعات اور حکایتیں اس بات کی دلیل ہیں کہ وہ مہدی موعود محمد ابن الحسن ہیں، اور یہ عقیدہ کسی اسلامی قاعدے اور قانون سے ناہم آہنگ اور نامناسب نہیں ہے اس لیے کہ حدیث میں بارہ اماموں کا ذکر ہوا ہے کہ جو محمد ابن حسن (مہدی) تک مکمل ہوتے ہیں اور یہی بارھویں امام ہیں کہ جو زمین کو عدل انصاف سے بھر دیں گے۔

پس بطور احتیاط شیعہ افراد سے ہم لوگ متفق ہیں کہ مہدی علیہ السلام محمد ابن حسن ہیں وہ قائم اور منتظر ہیں جیسے ہی ان کا وقتِ ظہور ہوگا وہ ظہور کریں گے۔ دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے ظلم و جور اور طغیان کا خاتمہ کریں گے۔ مہدی کہ جس کا وعدہ کیا گیا ہے وہ اس وقت زندہ ہیں اگر ہمارا یہ عقیدہ ہے تو ہم نے حق کے راستے کو انتخاب کیا ہے اور آپ پر صلوات اور درود بھیجنے سے ہم ثواب حاصل کریں گے.....)۔

اس کے بعد وہ ''ختم ولایت'' کے معنی کو بیان کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں: (جان لو کہ اماموں سے حضرت مہدی علیہ السلام کی نسبت، خاتم الانبیاء کی دیگر انبیاء سے نسبت کی طرح ہے، کہ جس میں تمام سابقہ صفات اور کمالات موجود ہیں جیسے حضرت خاتم الانبیاء تمام پیغمبروں کے صفات کے حامل ہیں حضرت مہدی علیہ السلام میں بھی تمام انبیاء کی صفات موجود ہیں۔)

وہ مزید امام زمانہ علیہ السلام کے بارے میں تحریر کرتے ہیں:(والقوة المرتضوية والمكارم الحسنية والعزائم الحسينية والعبادة العلوية والعلوم الباقرية ، والامامة الصادقية والأخلاق الكاظمية والمعارف الرضوية و الكرامات التقوية والمقامات النقوية والعساكر العسكرية ، الذى فاق الأنام كرامة و فضلاً ، الأمام المودود والمظهر الموعود، ابى القاسم محمد المهدى العبد الصالح والحجة القائم المنتظر لزمان الظهور)

(آپ قوت مرتضوی، مکارم حسنی، حسینی ارادوں، امام زین العابدین علیہ السلام کی عبادتوں، امام باقر علیہ السلام کے علوم، امام صادق علیہ السلام کی امامت، امام کاظمؑ کے اخلاق، اور امام رضا علیہ السلام کے معارف، اور امام محمد تقیؑ کی کرامتوں، اور امام علی نقی علیہ السلام کے درجات، اور امام عسکری علیہ السلام کے لشکروں، کے وارث ہیں، آپ وہ ہیں جو لوگوں پر کرامت اور بزرگی میں غالب ہیں وہ امام کہ جن کی حکومت دلوں پر ہے وہ مظہر موعود ہیں کہ جن کا وعدہ رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا کہ وہ دنیا کو عدالت سے نورانی کریں گے ان کی کنیت ''ابوالقاسم'' ان کا لقب ''مہدی'' ہے، اور عبد صالح، حجت، قائم، منتظر آپ کے القاب میں سے ہیں۔

آخر میں تحریر کرتے ہیں:(اللهم صلّ على سيدنا محمد وآل سيدنا محمد ،لا سيما الامام الموعد محمد المهدى المنتظر وسلم تسليماً وسلم و بارک عليهم و أنزل تحياتک و بلّغ صلواتنا و سلامنا اليهم)(۱)

۱۔ وسیلۃ الخادم الی المخدوم، ص۲۷۳۔۲۹۵۔

''پروردگار! صلوات بھیج ہمارے آقا محمد اور ہمارے آقا کی آل پر، بالخصوص وہ امام کہ جن کا وعدہ کیا گیا ہے جو محمد مہدی منتظر ہیں۔ اور سلام بھیج اور سلام اور برکتیں بھیج ان سب پر اور اپنی درود وسلام بھیج اور ہمارے درود وسلام ان کے لیے بھیج۔''

۱۰۔ ﴾حافظ حسین کربلائی تبریزی۔(۹۹۴ھ)﴿

یہ بزرگ عالم لکھتے ہیں:(ذكر الامام الهمام ، صاحب الصمصام ، شمس الظّلام و بدر التمام و ربيع الأيام و نظرة الأنام و قلاق الهام ، السيف المضئ ، محمد بن الحسن بن على بن محمد بن على بن موسى المهدى صلوات الله عليهم اجمعين)

وہ مزید تحریر کرتے ہیں:

وفی تاریخ الیافی:

(محمدبن الحسن العسكرى ابو القاسم الذى يلقبه الامامية بالحجة والقائم المهدى و المنتظر و صاحب الزمان وهو عندهم خاتم الاثنیٰ عشر اماماً .....)۔

(محمد بن حسن عسکری علیہ السلام کے بیٹے ہیں کہ جس کو شیعہ حجت، قائم، مہدی، منتظر، اور صاحب الزمان علیہ السلام کا لقب دیتے ہیں۔ اور وہ ان کے نزدیک بارہ اماموں میں سے آخری امام ہیں....)۔

اس کے بعد تحریر کرتے ہیں:(ولا استحالة فی طول عمره كنوح ولقمان والخضر ''عليهم السلام'' و ذهب أهل السنة الى انه امام عادل من وُلد

فاطمة يخلقه الله متىٰ شاء و يبعثه نصرة لدينه)۔(۱)

(ان کے لیے طولانی عمر کو ہونا محال نہیں ہے جیسے نوح اور لقمان اور خضر" علیہم السلام" کی طولانی عمر تھی اور اہل سنت کا یہ نظریہ ہے کہ وہ امام عادل اور فاطمہ علیہا السلام کی اولاد میں سے ہیں خدا جب چاہے گا ان کو خلق کرے گا اور ان کو دین کی نصرت کے لئے مبعوث کرے گا۔

۱۱۔﴿محمد بن عبد الرسول الحسنی الشافعی البرزنجی (م۱۱۰۳ھ)﴾

مفسر، محدث، اصولی، ادیب اور لغوی مؤلف کتاب "الاشاعۃ لأشراط الساعۃ" اسی کتاب میں تحریر کرتے ہیں:

(الباب الثالث فى الأشراط العظام و الأمارات القريبة التى تعقبها الساعة و هى أيضاً كثيرة ...... فمنها المهدى وهو أوّلها واعلم انّ الاحاديث الواردة فيه على اختلاف رواياتها لا تكاد تنحصر فقد قال محمد بن الحسن الاسنوى فى كتاب مناقب الشافعى قد تواترت الأخبار عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بذكر المهدى وانه من أهل بيته ...)۔

(تیسرا باب قیامت کی بڑی نشانیوں کے متعلق ہے جو بہت زیادہ ہیں ان میں سے مہدی علیہ السلام کا ظاہر ہونا ہے، کہ ان علامات میں سے پہلی علامت یہ ہے۔ جان لو کہ ان کے متعلق نقل شدہ احادیث اور مختلف روایتیں جو لاتعداد ہیں۔ اور محمد ابن حسن اسنوی نے اپنی کتاب "مناقب الشافعی" میں تحریر کیا ہے: رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

۱۔ روضات الجنان، روضۂ ہشتم، ج۲، ص۳۸۹ سے ۳۹۳ تک۔

مہدی علیہ السلام کے متعلق کہ وہ اہلِ بیتؑ رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے ہیں متواتر احادیث نقل ہوئی ہیں۔ یہاں تک کہ وہ احادیثِ مہدی علیہ السلام میں ایک عمیق جستجو کے بعد تحریر کرتے ہیں: (قد علمت ان احاديث وجود المهدى وخروجه آخر الزمان و انه من عترة رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من ولد فاطمة "عليها السلام" بلغت حد التواتر المعنوى فلا معنى لانكارها ومن ثمّ ورد من كذب بالدجال فقد كفر و من كذب بالمهدى فقد كفر)(۱)۔

(اب یہ بات واضح ہوگئی کہ حضرت مہدی علیہ السلام اور ان کے آخری زمانے میں ظہور کے متعلق احادیث (اور یہ کہ وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عترت اور فاطمہ" علیہا السلام" کی اولاد میں سے ہیں) متواتر اور معنوی طور پر نقل ہوئی ہیں، اس بنا پر ان کا انکار بے جا ہے اور یہی وجہ ہے کہ روایت میں ذکر ہوا ہے: جو بھی حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور اور دجّال کی تکذیب کرے، وہ کافر ہے.....)۔

۱۲۔﴿احمد بن محمد بن صدیق حضرمی (م۱۳۸۰ھ)﴾

محدث، حافظ، مغرب اقصیٰ کے فضلاء میں سے اور اہم تالیفات کے مالک، من جملہ: "ابراز الوھم المکنون من کلام ابن خلدون" یا "المرشد المبدی لفساد طعن ابن خلدون فی احادیث" میں حضرت مہدی "علیہ السلام" کے متعلق تحریر کرتے ہیں:

۱۔ الاشاعۃ لاشراط الساعۃ، ص۲۲۴ سے ۲۵۸ طبع اول۔

(.....وان من أعلامها الصريحة و أشراطها الثابتة الصحيحة ظهور الخليفة الأكبر والامام العادل الأشهر الذى يحيى الله به مادَرَس من آثار السنة النبوية واندثر و يميت به ما شاع من ضلالات أهل البدع و ذاع و انتشر ويملأ الارض عدلاً كما ملئت بظلم من جور و فجر .... امام العترة الطاهرة المصطفوية محمد بن عبد الله المنتظر فقد تواترت بكون ظهوره من أعلام الساعة وأشراطها الأخبار و صحت عن رسول اللّه صلّى اللّه عليه وآله وسلم فى ذلک الآثار و شاع ذكره وانتشر خبره من الكافة من أهل الاسلام علی ممرّ الدهور والاعصار فالايمان بخروجه واجب واعتقاد ظهوره تصديقاً لخبر الرسول محتم.....)۔(۱)۔

علم حدیث کے ماہرین نے ابن خلدون کے بیانات کو واضح دلیلوں سے رد کیا ہے، ان میں سے شیخ احمد صدیق حضرمی اپنی کتاب (ابراز الوھم المکنون...) کو ان کی رد میں تحریر کیا ہے اور وہ آخر الزمان میں حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور کے ضروری اور لازم ہونے کے متعلق تحریر کرتے ہیں: (قیامت کی واضح اور صحیح علامتوں میں سے خداوند متعال کے عظیم خلیفہ اور امامِ عادل کا ظہور مشہور ہے، خداوند متعال ان کے ذریعہ جو کچھ آثار نبویؐ میں سے کھنہ ہوگیا ہے اس کو احیاء کریں گے اور پھیلی ہوئی بدعتوں اور گمراہیوں کو ختم کریں گے اور امام زمانہ زمین کو عدل انصاف سے بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہو گی۔ امام محمد ابن عبداللہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عترت میں سے ہیں کہ امت

۱۔ابراز الوھم المکنون من کلام ابن خلدون، ص ۴۳۳، مطبوعہ دمشق، سال ۱۳۴۷ھ۔

جن کے انتظار میں ہے۔ آپؑ کے ظہور کے متعلق متواتر روایات نقل ہوئی ہیں، اور آپؑ کے ظہور کی خبر مسلمانوں میں گذشتہ صدیوں میں شہرت یافتہ ہے۔ تو پھر آپؑ کے ظہور پر ایمان پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کرنے کی وجہ سے واجب ہے اور اہل سنت والجماعۃ کے عقائد میں سے شمار ہوتا ہے)۔

۱۳۔﴿شیخ محمد بن احمد السفارینی النابلسی (م۱۱۸۸ھ)﴾

حنبلی مذہب کے فقیہ، صوفی اور محدث اور تاریخی کتاب (لوائح الانوار البهية و سواطع الأسرار الأثرية ، لشرح الدرة المضيئة فى عقد الفرقة المرضية) کے مولف اپنی اس کتاب میں تحریر کرتے ہیں: ”منها“ اى من اشراط الساعة التى وردت به الأخبار و تواترت فى مضمونها الآثار اى من العلامات العظمىٰ وهى اولها ان يظهر (الامام) المتقدىٰ بأقواله و أفعاله.....)۔

(یعنی قیامت کی علامات میں سے ہے کہ جس کی بطور متواتر خبر دی گئی ہے یعنی آخری زمانے کی عظیم اور پہلی نشانی یہ ہے کہ ایک امام گفتار اور کردار میں امت کے مقتدا اور اماموں کے خاتم ہیں جو ظہور کریں گے اور اس کے بعد کوئی امام نہیں آئے گا جیسے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور ان کے بعد کوئی پیغمبر اور رسول نہیں آیا۔ اس امام کی زبان فصیح ہے، اس لیے کہ وہ اصیل عربوں میں سے اہل فصاحت اور بلاغت ہیں۔ اس کا نام ”محمد المہدی علیہ السلام“ ہے، یہ نام ان کے مشہور ترین اوصاف میں سے ہے اس لیے کہ ”محمد“ بہت سی روایتوں میں آیا ہے....“

وہ مزید تحریر کرتے ہیں:

(ابونعیم) نے ''ابوہریرہ'' سے روایت کی ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

(لو لم یبق من الدنیا الّا یوم لطوّل الله ذلک الیوم حتیٰ یلی رجل من أهل بیتی یواطی اسمه اسمی ... یملأها قسطا وعدلاً کما مُلئت ظلماً وجوراً)۔

(اگر دنیا میں سے فقط ایک دن باقی رہ جائے تو خداوند متعال اس دن کو اتنا طولانی کرے گا یہاں تک کہ میرے اہل بیت علیہم السلام میں سے کوئی مرد ظہور کرے گا کہ جس کا نام میرے نام جیسا....جو زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی)۔

نیز یہ بزرگ عالم تحریر کرتے ہیں:

(قد کثرت الأقوال فی المهدی حتی قیل لا مهدی الا عیسی و الصواب الذی علیه اهل الحق ان المهدی غیر عیسی و انه یخرج قبل نزول عیسی علیه السلام وقد کثرت بخروجه الروایات حتی بلغت حد التواتر المعنوی و شاع ذلک بین علماء السنة حتی عد من معتقداتهم وقد روی الامام الحافظ ابن الاسکاف بسند مرضی الی (جابر بن عبد الله عنهما قال : قال رسول الله صلّی الله علیه وآله وسلم : من کذّب بالدجال فقد کفر و من کذّب بالمهدی فقد کفر)۔

(حضرت مہدی علیہ السلام کے متعلق بہت سے بیانات نقل ہوئے ہیں یہاں تک

کہ کہا گیا ہے: جناب عیسیٰؑ کے علاوہ کوئی اور مہدی علیہ السلام نہیں ہیں لیکن اہل حق نے اس بیان کو صحیح نہیں جانا ہے اور وہ معتقد ہیں کہ حضرت مہدی علیہ السلام عیسیٰؑ کے علاوہ کوئی اور شخص ہے اور وہ عیسیٰؑ کے نازل ہونے سے پہلے ظہور کریں گے۔ اس کے قیام کے متعلق بہت سی روایات ہیں جو ''تواتر معنوی'' کی حد تک پہنچ گئی ہیں۔ اور علمائے اہل سنت کے درمیان رائج ہوئی ہیں، یہاں تک کہ حضرت مہدی کا ظہور اہل سنت کے اعتقادات میں سے اس کا شمار ہوتا ہے۔ امام حافظ ابن اسکاف نے اپنی سند کے ساتھ (جو سند مورد قبول ہے) جابر ابن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (جو بھی دجّال کے آنے کی تکذیب کرے، وہ کافر ہے، اور جو حضرت مہدی ''علیہ السلام'' کا انکار کرے اس نے دین خدا میں کفر کیا)۔

نیز وہ حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور کے متعلق روایات نقل کرنے کے بعد تحریر کرتے ہیں: ہم صحابہ اور تابعین سے متعدد روایات سے یہ نتیجہ اَخذ کر سکتے ہیں کہ حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہو کا ایمان اور اعتقاد، اہل سنت کے اعتقادات میں سے شمار کیا گیا ہوا ہے اور واجبات میں سے ہے۔(۱)۔

۱۴۔﴿محمد صدیق خان بن حسن حسینی بخاری قنوچی ہندی (م ۱۳۰۷)﴾

ہندوستان کے اسلامی گروہ کے رجال میں سے فارسی اور عربی اور ہندی میں مختلف

۱۔کتاب (لوائح الانوار البهیة و سواطع الاسرار الأثریة) لشرح (الدرة المضیئة فی عقد الفرقة المرضیة)، ج۲ ص۳۴۸ سے ۳۶۳ تک مطبوعہ مصر، ۱۳۲۴ھ ق۔

کتابوں کے مالک اپنی کتاب (الاذاعة لما کان وما یکون بین یدی الساعة) کے باب میں تحریر کرتے ہیں قیامت کے برپا ہونے سے پہلے حضرت مہدی موعود کا ظاہر ہونا ہے کہ جس کے متعلق متواتر روایتیں نقل ہوئی ہیں۔

وہ نیز تحریر کرتے ہیں (فلا معنیٰ للریب فی أمر ذلک الفاطمی الموعود المنتظر المدلول علیه بالأدلة بل اِنکار ذلک جرأة عظیمة فی مقابلة النصوص المستفیضة المشهورة البالغة الی حد التواتر .....)۔(۱)

(فاطمہ ''علیہا السلام'' کی ذریت میں سے جس شخص کا وعدہ کیا گیا ہے اس وعدے کے صحیح ہونے کے متعلق دلائل موجود ہیں اور مشہور اور متواتر روایات کے مقابلہ میں اس کی تردید اور اس میں شک کرنا بہت بڑی گستاخی ہے۔)

۱۵۔﴿ قاضی محمد بن علی شوکانی (م ۱۲۵۰) ﴾

حضرت عیسیٰؑ کے نازل ہونے کے متعلق تحریر کرتے ہیں: (حضرت مہدی منتظر ''علیہ السلام'' کے متعلق متواتر احادیث موجود ہیں اور ''دجال'' کے متعلق بھی متواتر روایتیں موجود ہیں جیسے کہ حضرت عیسیٰؑ کے نازل ہونے کے متعلق متواتر روایتیں موجود ہیں۔)

۱۶۔﴿ شیخ منصور علی ناصف (معاصر) ﴾

(جامعة الازهر) کے علماء میں سے اور ''التاج الجامع لأصول فی احادیث الرسول'' کے مؤلف ہیں انہوں نے اپنی اس کتاب میں وہ احادیث جو اہل سنت کے نزدیک قابل اطمینان ہیں کی جمع آوری کی ہے۔ وہ حضرت مہدی علیہ السلام کے متعلق

۱۔الاذاعة لما کان وما یکون بین یدی الساعة، تألیف: سید محمد صدیق حسن قنوجی بخاری، ص ۳۹۰ سے ۴۲۵ تک۔

تحریر کرتے ہیں:

(اشتهر بین العلماء سلفاً و خلفاً انه فی آخر الزمان لابدّ من ظهور رجل من أهل البیت یسمّیٰ المهدی یستولی علی الممالک الاسلامیة و یتبعه المسلمون و یعدل بینهم ویؤیّد الدین ....وقد روی احادیث المهدی جماعة من خیار الصحابة و خرجها أکابر المحدثین کأبی داؤد و الترمذی ، ابن ماجه ، والطبرانی ، وأبی یعلی والبزاز والامام احمد والحاکم .(رضی الله عنهم اجمعین) . ولقد اخطأ من ضعف احادیث المهدی کلها کابن خلدون وغیره)۔(۱)

(علمائے گذشتہ اور ہم عصر علماء کے درمیان یہ امر مشہور ہے کہ آخری زمانے میں اہل بیت علیہم السلام میں سے ایک شخص جس کا نام حضرت مہدی (علیہ السلام) ہوگا یقیناً وہ ظہور کریں گے اور وہ اسلامی ممالک پر مسلط ہوں گے، مسلمان ان کی پیروی کریں گے، وہ لوگوں میں عدالت سے پیش آئیں گے، دین الٰہی کی تائید و نصرت کریں گے......احادیث حضرت مہدی (علیہ السلام) کی بعض نیک اصحاب نے روایت کی ہے، اور بزرگ محدّثین جیسے: ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، طبرانی، ابویعلی بزاز اور امام احمد اور حاکمؒ نے اپنی کتاب میں استخراج کیا ہے اور یہ مسلّم امر ہے، کہ ابن خلدون جیسے افراد کہ جنہوں نے حضرت مہدی (علیہ السلام) کے متعلق تمام احادیث کو ضعیف شمار کیا ہے انہوں نے اشتباہ کیا ہے۔

۱۔التاج الجامع للاصول ج ۵ ص ۳۴۱۔ حاشیہ، مطبوعہ ۴، ۱۴۰۶ھ۔۱۹۸۶م۔

امام حضرت مہدی علیہ السلام کی ولادت کا اعتراف علمائے اہل سنت کے نزدیک

اہل سنت کے علماء میں سے بعض نے امام زمانہ علیہ السلام کی ولادت کا اعتراف کیا ہے کہ امام مہدی (علیہ السلام) امام حسن عسکری کے فرزند ہیں۔

ہم اس مقام پر بعض علماء کے نام ذکر کرتے ہیں:

۱۔علامہ شمس الدین قاضی ابن خلکان شافعی۔(۱)

۲۔علامہ صلاح الدین خلیل بن اَیبک صفدی۔(۲)

۳۔ابن اثیر جزری۔(۳)

۴۔علامہ میر خواند۔(۴)

۵۔علی بن حسین مسعودی۔(۵)

۶۔محمد فرید وجدی۔(۶)

۷۔ابوالفداء اسماعیل بن علی شافعی۔(۷)

۸۔سبط بن جوزی۔(۸)

۹۔محمد بن طلحہ شافعی۔(۹)

۱۔وفیات الاعیان، ج۴ص۱۷۶۔ ۲۔الوافی بالوفیات، ج۳ص۳۳۶۔
۳۔الکامل فی التاریخ، ج۴، ص۴۵۴۔ ۴۔روضۃ الصفا، ج۳ص۵۹۔
۵۔مروج الذھب، ج۴ص۱۱۲۔ ۶۔دائرۃ المعارف، ج۶ص۴۳۹۔
۷۔المختصر فی اخبار البشر، ج۱ص۳۶۱۔ ۸۔تلبیس ابلیس، ص۱۱۸۔
۹۔مطالب السؤول فی مناقب آل الرسول ج۲ص۱۵۲۔

۱۰۔شمس الدین محمد بن طولون حنفی۔(۱)

۱۱۔میرزا محمد بن رستم بدخشی شافعی۔(۲)

۱۲۔احمد بن حجر ہیتمی شافعی۔(۳)

۱۳۔محمد بن یوسف گنجی شافعی۔(۴)

۱۴۔عارف عبدالوھاب شعرانی حنفی۔(۵)

۱۵۔محی الدین عربی۔(۶)

۱۶۔مؤمن بن حسن شبلنجی شافعی۔(۷)

۱۷۔شیخ سلیمان قندوزی حنفی۔(۸)

۱۸۔شیخ محمد بن علی صبان شافعی(۹)

۱۹۔صفی الدین عبدالمؤمن بغدادی۔(۱۰)

۲۰۔زین الدین عمر بن وردی۔(۱۱)

۱۔الشذ رات الذہبیہ، ص۱۱۷۔ ۲۔مفتاح النجا، ص۱۰۴۔
۳۔صواعق المحر قہ، ص۲۰۸۔ ۴۔کفایۃ الطالب، ص۳۱۲۔
۵۔الیواقیت والجواھر، ج۲ص۱۲۷۔ ۶۔فتوحات المکیۃ، باب۳۶۶۔
۷۔نور الابصار، ص۳۴۱۔
۸۔ینابیع المودۃ، ج۳ص۳۰۶
۹۔اسعاف الراغبین کے حاشیے میں نور الابصار، ص۱۵۴۔
۱۰۔مراصد الاطلاع، ج۲ص۶۸۵۔
۱۱۔تتمۃ المختصر فی اخبار البشر، ج۱ص۳۱۹۔

۲۱۔ابوالعباس احمد بن علی قلقشندی شافعی۔(۱)

۲۲۔ابوعبداللہ یاقوت حموی۔(۲)

۲۳۔محمد امین بغدادی معروف بہ سویدی۔(۳)

۲۴۔ابن خلدون۔(۴)

۲۵۔ابوالفتح محمد بن عبدالکریم شہرستانی۔(۵)

۲۶۔نورالدین ابن صبّاغ مالکی۔(۶)

۲۷۔نورالدین عبدالرحمٰن جامی حنفی۔(۷)

۲۸۔ملاعلی قاری حنفی مکی۔(۸)

۲۹۔فضل بن روزبھان۔(۹)

۳۰۔جمال الدین محمد بن یوسف زرندی حنفی۔(۱۰)

۳۱۔احمد امین مصری۔(۱۱)

۳۲۔صدرالدین حموینی۔(۱۲)

۳۳۔عطار نیشاپوری۔(۱۳)

۱۔نھایۃ الارب، ص ۱۱۸۔

۲۔معجم البلدان، ج ۳ ص ۱۷۳۔

۳۔سبائک الذھب، ص ۷۸۔

۴۔تاریخ ابن خلدون، ج ۳، ص ۳۶۱۔

۵۔ملل ونحل ج ۱ ص ۱۹۸۔

۶۔الفضول المھمۃ، ص ۲۷۳۔

۷۔شواھد النبوۃ، ص ۴۰۴۔

۸۔المرقاۃ فی شرح المشکاۃ، ج ۱۰ ص ۳۳۶۔

۹۔دلائل الصدق، ج ۲ ص ۳۷۰۔

۱۰۔معارج الوصول۔

۱۱۔ضحیٰ الاسلام، ج ۳ ص ۲۱۰۔

۱۲۔فرائد السمطین، ج ۲ ص ۱۳۲۔

۱۳۔بہ نقل از ینابیع المودۃ ج ۳، ص ۳۵۰۔

۳۴۔جلال الدین بلخی رومی۔(۱)

۳۵۔صدرالدین قونوی۔(۲)

۳۶۔حسین بن محمد دیار بکری مالکی۔(۳)

۳۷۔احمد بن یوسف ابوالعباس قرمانی حنفی۔(۴)

۳۸۔شمس الدین ذھبی شافعی۔(۵)

۳۹۔فخر رازی شافعی۔(۶)

۴۰۔شیخ عبداللہ بن محمد شبراوی مصری شافعی۔(۷)

۴۱۔ابن عماد دمشقی حنبلی۔(۸)

۴۲۔محمد عبدالرسول برزنجی شافعی۔(۹)

۴۳۔ابوالبرکات نعمان بن محمود آلوسی حنفی (۱۰)

اور دیگر علماء

۱۔گذشتہ حوالہ۔

۲۔گذشتہ حوالہ۔

۳۔تاریخ الخمیس، ج ۲ ص ۲۸۸۔

۴۔اخبار الدول وآثار الأول، ج ۱ ص ۳۵۳۔

۵۔العبر فی خبر من غبر، ج ۱ ص ۳۸۱۔

۶۔الشجرۃ المبارکۃ فی انساب الطالبیہ، ص ۷۸ و ۷۹۔

۷۔الاتحاف بحب الاشراف، ص ۱۷۹۔

۸۔شذرات الذھب فی اخبار من ذھب، ج ۳ ص ۲۶۵۔

۹۔الاذاعۃ لأشراط الساعۃ، ص ۱۴۹۔

۱۰۔غالیۃ الواعظ، ج ۱، ص ۷۸۔

﴿اہل سنت کے بعض علماء کے اقرار کے مطابق حضرت مہدیؑ امام حسن عسکریؑ کے فرزند منجیِ منتظر ہیں﴾

اگر چہ اہل سنت کے بعض علماء نے فقط حضرت مہدی علیہ السلام کی ولادت اور امام عسکری علیہ السلام کے فرزند ہونے کا اقرار کیا ہے اور اب تک آپ کے زندہ اور ہمارے زمانے کے منجی ہونے کی نسبت شیعوں سے دی ہے لیکن ان میں سے بعض نے آپؑ کے اس زمانے تک زندہ ہونے اور منجی موعود ہونے کی صراحت کی ہے جن میں سے بعض مندرجہ ذیل افراد ہیں:

۱۔﴿محمد بن یوسف گنجی شافعی (م ۶۹۸ ھ)﴾

تحریر کرتے ہیں: (ابو محمد حسن عسکری علیہ السلام کا ایک بیٹا ہے جو وہی امام منتظر صلوٰت اللہ علیہ ہے)۔(۱)

۲۔﴿عبدالوھاب شعرانی حنفی:﴾

تحریر کرتے ہیں کہ: آخری زمانے میں حضرت مہدی ''علیہ السلام'' کے ظہور کی امید ہے۔ وہ امام حسن عسکری ''علیہ السلام'' کی اولاد میں سے ہیں جن کی ولادت ۱۵ شعبان ۲۵۵ سال ہجری میں ہوئی وہ اب تک زندہ ہیں یہاں تک کہ حضرت عیسیٰؑ سے ملاقات کریں گے، آپؑ کی عمر اس زمانے تک سات سو چھ (۷۰۶) سال ہے۔ اسی طرح شیخ حسن عراقی نے بھی خبر دی ہے۔(۲)

۱۔کفایۃ الطالب، ص۳۱۲۔ ۲۔الیواقیت والجواہر، ج۲ص ۱۲۷۔

۳۔﴿نورالدین عبدالرحمٰن جامی حنفی﴾

وہ حضرت مہدی علیہ السلام کی ولادت کی تاریخ کے ذکر کرنے کے بعد تحریر کرتے ہیں: (حضرت مہدی ''علیہ السلام'' وہ ہیں جو زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔(۱)

۴۔﴿قاضی بہلول بہجت افندی﴾

تحریر کرتے ہیں: (بارھویں امام کی ولادت ماہ شعبان ۲۵۵ھ میں ہوئی اور آپ کی والدۂ گرامی نرجس خاتون ہیں۔ آپؑ کی دو قسم کی غیبتیں ہیں ایک صغریٰ اور دوسری کبریٰ۔ جس وقت خداوند متعال انہیں اذن دے گا وہ ظہور کریں گے، اس وقت زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔)(۲)

۵۔﴿صدرالدین حموینی﴾

وہ تحریر کرتے ہیں: ایک حدیث پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کی گئی ہے: (.....یقیناً میری اولاد میں سے بارہویں فرزند غائب ہوں گے...... یہاں تک کہ خداوند متعال اس کو اذنِ ظہور دے۔)(۳)

۶۔﴿صدرالدین قونوی﴾

انہوں نے اپنی وفات کے وقت اپنے شاگردوں سے اپنی وصیت میں کہا: (.........سترہ ہزار مرتبہ لا الہ الا اللہ کا ذکر میرے مرنے کی پہلی رات حضور قلب کے ساتھ

۱۔شواہدالنبوۃ ۴۰۴۔ ۲۔المحاکمۃ فی تاریخ آل محمد ''صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم''، ص۲۴۶۔
۳۔فرائدالسمطین، ج۲ص۱۳۲۔

پڑھنا اور حضرت مہدی علیہ السلام کو میرا اسلام بھی کہنا ۔)(۱)

۷۔﴿احمد بن یوسف ابوالعباس کرمانی حنفی﴾

نیز تحریر کرتے ہیں: (محمد، حجت خلف صالح وہ ہین کہ جن کی عمران کے والدگرامی کی وفات کے وقت ۵ سال تھی۔خداوندمتعال نے اس عمر میں انہیں حکمت کی تعلیم دی، جیسے جناب یحییٰؑ کو بچپن میں تعلیم دی،.......علماء اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت مہدی علیہ السلام وہی قائم آخرالزمان ہیں.....)۔(۲)

﴿اہل سنت کی نگاہ میں حضرت مہدی علیہ السلام کے منکر کا حکم﴾

بعض علمائے اہل سنت نے حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور کو واجب جانا ہے اور بعض دوسروں نے آپ کے منکرین کا شمار کافروں میں سے کیا ہے:

احمد بن محمد بن صدیق کہتے ہیں: (حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور پر ایمان رکھنا واجب ہے اور ان کے ظہور کا عقیدہ پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی تصدیق کرنے کی وجہ سے یقینی اور مسلّم ہے....)۔(۳)

یہی تعبیر سفارینی حنبلی (۴)۔

ناصر الدین البانی (۵)۔

عبدالمحسن بن حماد العباد (۶) سے نیز نقل ہوئی ہے۔

۱۔۲۔اخبار الدول وآثار الأول، ج۱، ص۳۵۳۔

۳۔ابراز الوہم المکنون، ص۴۳۳۔ ۴۔الاذاعۃ، ص۱۴۶۔

۵۔مجلۂ تمدن اسلامی شمارہ۲۲ ص۶۴۳۔ ۶۔مجلّۂ الجماعۃ السلامیہ شمارہ۳۔

فقیہ شافعی ابن حجر نے تصریح کی ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کا انکار اگر سنت اور اصل واساس کے انکار کا باعث بنے تو سبب کفر ہے، اور جو شخص بھی یہ کام کرے اس کو قتل کرنا واجب ہے۔اور اگر انکار فقط ائمۂ اسلام سے دشمنی اور عناد کی وجہ سے ہو نہ کہ سنت کی وجہ سے تو لازم ہے کہ اسے آشکار طور پر سزا دی جائے اور اس کی مذمت کی جائے تاکہ وہ ان افعال سے دست بردار ہو جائے...)۔(۱)

احمد بن محمد بن صدیق غماری ازہری حضرت مہدی علیہ السلام کے متعلق احادیث کے لیے کہتے ہیں: یہ احادیث متواتر ہیں اور ان کے منکرین بدعت گزار ہیں اور ان کا شمار گمراہوں میں سے ہے)۔(۲)

۱۔البرہان ص۱۷۸۔

۲۔المہدی المنتظر ص۵۔

تیسری فصل

حضرت امام مہدی علیہ السلام کے متعلق اہم امور

﴿اصحاب حضرت مہدیؑ﴾

۱۔﴿عدد اصحاب﴾

مستفیض بلکہ متواتر روایات کے مطابق امام زمانہ علیہ السلام کے اصحاب کی تعداد جنگ بدر میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لشکر جتنی ہے، یعنی تین سو تیرہ ہیں''۔

جناب قندوزی اس آیت کی تفسیر (ولئن اَخرنا عنهم العَذابَ اِلی اُمَّةٍ معدُودَةٍ لیقولنّ ما یحسبه) ''اور اگر ہم ان کے عذاب کو ایک معینہ مدت کیلئے ٹال دیں تو طنز کریں گ کہ عذاب کو کس چیز نے روک لیا ہے''۔ میں امام باقر علیہ السلام سے اور امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: (تین سو تیرہ افراد آخری زمانے میں حضرت مہدی علیہ السلام کے اصحاب میں سے ہیں ان کی تعداد وہی جنگ بدر والی تعداد جتنی ہے وہ مختصر وقت میں جمع ہو جائیں گے.....)۔(۱)

۲۔﴿کیا آپ کے اصحاب میں عورتیں بھی ہیں؟﴾

بعض روایات کے مطابق ان تین سو تیرہ میں سے پچاس عورتیں امام کے ہم رکاب ہوں گی:

جابر بن یزیدِ جعفی امام باقر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ظہور کی بعض علامتوں کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: (ویجی ء و الله ثلاثمائة و بضعة عشر رجالاً فیهم خمسون امرأة یجتمعون بمکّة ....)۔(۲)

۱۔ ینابیع المودة، ص ۵۰۹۔ ۲۔ مجموع الزوائد، ج ۷، ص ۳۱۵؛ معجم الامام المهدی علیہ السلام، ج ۱ ص ۵۰۰۔

(خدا کی قسم! وہ تین سو دس افراد کے ساتھ آئیں گے کہ جن میں سے پچاس عورتیں ہیں جو افراد مکہ میں ایک دوسرے کے ساتھ جمع ہوں گے۔)

۳۔﴿ کیا حضرت مہدیؑ کے اصحاب کسی خاص مقام کے ہوں گے؟ ﴾

بعض روایات کے مطابق، آپؑ کے اصحاب کسی خاص مقام اور محلّہ کے نہیں بلکہ پوری دنیا میں سے ہیں، اور خداوند متعال مختصر وقت میں انہیں بیت اللہ کے گرد جمع کرے گا۔

سید ابن طاووس نے ایک حدیث امام علی علیہ السلام سے حضرت مہدی علیہ السلام کے متعلق نقل کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا ہے: (ان کی تعداد تین سو تیرہ ہے، خداوند متعال ان کو مشرق اور مغرب سے بیت اللہ کے گرد جمع کرے گا.....)۔(۱)

۴۔﴿ امام زمانہؑ کے اصحاب کی شجاعت ﴾

حاکم نیشاپوری نے اپنی سند کے ساتھ محمد بن حنفی سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: ہم علی علیہ السلام کے پاس تھے ایک شخص نے آپ سے حضرت مہدی علیہ السلام کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا: (.... یخرج فی آخر الزمان ، اذا قال الرجل : اللہ اللہ قتل ، فیجمع اللہ تعالیٰ لہ قوماً کقزع السحاب یؤلف اللہ بین قلوبھم لا یستوحشون الی احد ولا یفرحون بأحد یدخل فیھم ....)۔(۲)

۱۔التشریف بالمنن ص ۲۸۸ سے ۲۹۴۔ ۲۔مستدرک حاکم ج ۴ ص ۵۵۴۔

(وہ آخری زمانے میں ظہور کریں گے، جس وقت ایک شخص اعلان کرے گا خدارا! خدارا! وہ مارا جائے گا۔ اس وقت خداوند متعال اس کے لیے ایک گروہ کو جمع کرے گا جو بادلوں کی طرح پھیلے ہوئے ہیں خداوند متعال ان کے دلوں کو ہم آہنگ کرے گا۔ وہ کسی سے نہیں ڈریں گے اور اگر کوئی ان کی جماعت میں داخل ہوگا اس کے داخل ہونے سے خوشحال نہیں ہوں گے۔

﴿ عصرِ غیبت میں ہماری ذمہ داریاں ﴾

حضرت مہدی علیہ السلام اور ان کی قیام گاہ کے متعلق ان کے شیعوں پر ایک خاص قسم کے وظائف ہیں:

۱۔﴿ حضرت مہدیؑ کے ظہور کو یقینی جاننا ﴾

اہل سنت کی روایات میں ذکر ہوا ہے کہ پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

(من انکر خروج المھدیّ فقد کفر بما انزل علی محمد)(۱)۔

(جو بھی حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور کا منکر ہوگا وہ جو کچھ محمد صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا ہے اس کا منکر ہے۔)

۲۔﴿ فتنوں کے دور میں صبر اور دین حق سے متمسک رہنا ﴾

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: (طوبیٰ لمن تمسّک بأمرنا فی غیبة قآئمنا ، فلم یزغ قلبه بعد الهدایة ....)۔(۲)

۱۔فرائد السمطین، ج۲ ص ۳۳۴ حدیث ۵۸۵ وغیرہ۔

۲۔کمال الدین، ص ۳۵۸۔

(خوش نصیب ہے وہ شخص جو ہمارے قائم کی غیبت میں ہمارے امر سے متمسک رہے اور وہ ہدایت کے بعد منحرف نہ ہو ...)۔

۳۔ امام علیہ السلام کی ولایت سے متمسک ہونا

امام باقر علیہ السلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:(طوبی لمن أدرک قائم أهل بیتی و هو یأتمّ به فی غیبته قبل قیامه و ......)(۱)۔

(خوش نصیب ہے وہ شخص جو ہمارے اہل بیت کے قائم کو درک کرے اور اس کی غیبت میں اس کے قیام سے قبل اس کی اقتدا کرے۔)

۴۔ خداوند متعال سے امام زمانہ علیہ السلام کی معرفت طلب کرنا

کلینیؒ اپنی سند کے ساتھ ابو بصیر سے نقل کرتے ہیں کہ امام باقر علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا:(هل عرفت إمامک ؟ قال : قلت : ای واللّه ، قبل أن أخرج من الکوفة . فقال : حسبک اذاً)۔(۲)

(کیا اپنے امام کو تم نے پہچان لیا ہے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں ہاں خدا کی قسم! قبل اس کے کہ میں کوفہ سے خارج ہوں۔تو آپؑ نے فرمایا: تو تمہارے لیے بس یہی کافی ہے)۔

۱۔کمال الدین،ص ۲۸۶؛ بحار الانوار،ج۵۱ص۷۲حدیث۱۴۔

۲۔کافی،ج۱ص۱۸۵حدیث۱۲۔

۵۔ تجدید بیعت اور اطاعت پر ثابت قدم رہنا

دعائے عہد میں امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا گیا ہے(اللّهم انی اجدّد له فی صبیحة یومی هذا و ما عشت فی أیّامی عهداً و بیعة له فی عنقی لا أحول عنها و لا أزول أبداً،اللّهمّ اجعلنی من أنصاره و أعوانه و الذّابّین عنه ......)(۱)۔

(خدایا! میں تجدید کرتا ہوں آج کے دن کی صبح اور جتنے دنوں میں زندہ رہوں اپنے عہد وعقد و بیعت کی جو میری گردن میں ہے، میں اس بیعت سے نہ پلٹوں گا اور اب تک اس پر ثابت قدم رہوں گا۔ خدایا! مجھ کو قرار دے ان کے انصار اور ان کے اعوان اور ان سے دفاع کرنے والوں میں سے۔)

اس دعا میں امام کے ساتھ تجدید عہد کے لیے ہر روز کے سلسلے میں گفتگو ہوئی ہے۔

۶۔ شبہات اور اعتراضات سے مقابلہ کرنا

امام صادق علیہ السلام ایک حدیث میں فرماتے ہیں:(ایّاکم و الشک و الارتیاب انفوا عن نفوسکم الشکوک ، وقد حذّرتم فاحذروا ، و من الله أسئل توفیقکم و ارشادکم)۔(۲)

(.....اپنے آپ کو شک وشبھہ سے دور رکھو اور شک وشبہ سے پرہیز کرو،(اس لیے کہ)

۱۔ بحار الانوار،ج۱۰۲،ص۱۱۱؛ مصباح الزائر،ص ۲۳۵۔

۲۔ بحار الانوار،ج۵۱ص۱۴۶حدیث۱۷۔

آپ کو پرہیز کرنے کی دعوت دی گئی ہے تو بس باز آ جاؤ اور پرہیز کرو، اور میں تمہاری توفیق اور ہدایت کی خداوند متعال سے درخواست کرتا ہوں)۔

۷۔﴿مومنین کی مدد کرنا﴾

امام صادق علیہ السلام ایک حدیث میں سورۂ العصر (وعملوا الصالحات) کے اس جملے کو بھائی چارگی اور برادران دینی کے تعاون پر منطبق کرتے ہیں:(۱)۔

امام حسن عسکری علیہ السلام سے منسوب تفسیر میں ذکر ہوا ہے: (جو شخص ہمارے ان یتیموں کا متکفل ہو جو ہماری تعلیمات سے دور ہیں اور ان کی دسترسی ہمارے علوم تک نہیں ہے وہ ان کو علم سے سرشار اور سیراب کرے، تا کہ ان کی ہدایت ہو جائے، خداوند متعال اس شخص کے حق میں فرماتا ہے: (**یا أیها العبد الکریم المواسی ! أنا اولی بالکرم منک ، اجعلوا له یا ملائکتی فی الجنان بعدد کلّ حرف علّمه الف الف قصر ....**)۔(۲)

(اے بندۂ کریم جو مدد کرنے والا ہے! میں اس کرم میں تم سے اولیٰ تر ہوں، اے ملائکہ! اس کے لیے بہشت میں ہر حرف کے مقابل میں کہ جو انہیں تعلیم دیا ہے ایک ملین قصر اور محلات دے دو.....)۔

۸۔ ﴿مہدویت کے جھوٹے دعوے داروں سے فریب نہ کھانا﴾

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: (**ولتعرفن اثنیٰ عشر رایة مشتبهة ، لا یدری أیّ من أیّ**)۔(۳)

۱۔کمال الدین، ص۶۵۶؛ بحارالانوار، ج۲۴ص۲۱۴ حدیث ۱۔
۲۔تفسیر منسوب بہ امام عسکریؑ، ص۳۴۲؛ بحارالانوار، ج۲ص۴ حدیث ۵۔
۳۔کمال الدین، ص۳۴۷؛ بحارالانوار، ج۵۲ص۲۸۱، حدیث ۹۔

(...یقینی طور پر اور ضرور بالضرور بارہ پرچم اور مشتبہ دعوتیں برپا ہوں گی جو ایک دوسرے سے تشخیص نہیں دی جائیں گی...)۔

۹۔﴿امام علیہ السلام کے ظہور کی تعجیل کے لیے کثرت سے دعا کرنا﴾

حضرت مہدی علیہ السلام نے ایک توقیع میں کہ جس میں اسحاق بن یعقوب کے سوالوں کے جواب دیے، فرمایا: (**أكثروا الدعآء بتعجیل الفرج ، فان ذلک فرجکم**)۔(۱)

(....امام کے ظہور کی تعجیل کے لیے کثرت سے دعا کرو، اس لیے کہ تمہاری آسائش اسی میں ہے)۔

۱۰۔﴿جلد بازی سے پرہیز کرنا﴾

کلینیؒ اپنی سند کی ساتھ امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: (**انما هلک الناس من استعجالهم لهذا الامر ، اِنّ اللّٰه لا یعجل لعجلة العباد .أنّ لهذا الامر غایة ینتهی اِلیها .....**)۔(۲)

(...یقیناً لوگ اس امر میں جلد بازی کرنے سے ہلاک ہو گئے ہیں، خداوند متعال بندوں کی جلد بازی کی وجہ سے جلد بازی نہیں کرے گا، اس لیے کہ یہ امر واقع ہونا لازمی ہے...)۔

۱۔کمال الدین، ص۴۸۳؛ بحارالانوار، ج۵۳ص۱۸۰ حدیث ۱۰۔
۲۔کافی، ج۱ص۳۶۹ حدئث ۷۔

۱۱۔﴿امام علیہ السلام کے لیے وقتِ ظہور کو معین نہ کرنا﴾

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:(انّا اهل بيت لا نوقّت)۔(۱)

(...یقیناً ہم اہل بیت (علیہم السلام) وقت ظہور کو معین نہیں کرتے...)۔

۱۲۔﴿امام علیہ السلام سے محبت کرنا﴾

بہت سی روایات میں اہل بیتِ عصمت و طہارت علیہم السلام کی محبت من جملہ حضرت مہدی علیہ السلام کی محبت کی تاکید ہوئی ہے،اور یہ محبت خود لوگوں کی حضرت مہدی علیہ السلام کے مقابلے میں ان کے دستورات کی پیروی اور دیگر اماموں کے فرامین کی پیروی کے لیے مہم کردار کی حامل ہے۔

﴿فلسفۂ غیبتِ امام زمانہ علیہ السلام﴾

تاریخِ عصرِ غیبت میں ایک سوال جو بیان ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے امام علیہ السلام کیوں غائب ہوئے ہیں،اور ہم ان سے رابطہ کیوں نہیں رکھ سکتے ؟

﴿جواب:﴾

اس سوال کا جواب بعض مقدمات کے ذکر کرنے کے بعد دیا جاسکتا ہے

۱۔خداوندمتعال نے اپنی کتاب قرآن کریم میں اور پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے نیز دین اسلام کے غالب ہونے کی خبر دی ہے جو تمام ادیان پر غالب ہو جائے گا

۱۔بحارالانوار،ج۵۲ص۱۱۹حدیث۴۸۔

اور یہ اتفاق تاریخِ بشریت کے اختتام پر ہوگا۔

خداوندمتعال فرماتا ہے:(هُوَ الَّذِی أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ)۔(۱)

(وہ خدا وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اپنے دین کو تمام ادیان پر غالب بنائے چاہے مشرکین کو کتنا ہی ناگوار کیوں نہ ہو)۔

۲۔بندوں کے مصالح حالات کے اعتبار سے تبدیل ہوتے ہیں۔خداوندمتعال نے اپنے بندوں کی تدبیر اور مصلحت کو اپنے ذمہ لیا ہے۔ان کی عقل کو کامل کیا ہے اور ان کو صالح اعمال انجام دینے کے لیے وادار کیا ہے تاکہ وہ اس کے ذریعے سعادت تک پہنچیں۔اس حال میں اگر لوگ خداوندمتعال کے دستورات پر عمل کریں،تو خداوندمتعال کے لیے ضروری ہے کہ ان کی مدد کرے یعنی اپنی عنایتوں کو اپنے بندوں پر زیادہ کرے،اور ان کے راستے کو ہموار کرے،لیکن اگر بندے اس کے دستورات کی مخالفت اور اس کی نافرمانی کریں تو بندوں کی مصلحت تبدیل ہو جائے گی ،نتیجہ میں موقعیت بھی تبدیل ہو جائے گی ،خداوندمتعال ان سے توفیق کو سلب کرلے گا ،اور اس حال میں وہ سرزنش اور ملامت کے مستحق ہو جائیں گے۔خداوندمتعال نے اماموں کو یکے بعد دیگرے لوگوں کے لیے بھیجا لیکن جب خداوند متعال کی انہوں نے نافرمانی کی اور وسیع طور پر ان کے نمائندوں کے خون کو بہایا،تو مسئلہ برعکس ہوگیا اور مصلحت یہ قرار پائی کہ لوگوں کے امام غائب اور مخفی ہو جائیں۔

۳۔یقیناً ہر اجتماعی کام (چھوٹا یا بڑا) زمینہ فراہم ہونے کا محتاج ہے۔اس لیے عالمی

۱۔سورہ توبہ،آیت ۳۳،سورہ صف،آیت ۹۔

قیام کے لیے ایک ہمہ گیر اور وسیع آمادگی ہونی چاہیے۔

۴۔ یقیناً جو دین عصر ظہور میں غالب ہوگا، اس کو غالب امام اور رہبر کی ضرورت ہے کہ جس میں: قدرت کاملہ، علم جامع اور عصمت موجود ہو۔

۵۔ سنی، شیعہ متواتر روایات کے مطابق پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بعد قیامت تک بارہ افراد کا تذکرہ کیا ہے جو ایک دوسرے کے بعد آئیں گے۔(۱)

۶۔ مجموعی روایات اور عقلی دلائل سے استفادہ ہوتا ہے کہ امام معصوم اور حجت خدا کا تا روز قیامت باقی رہنا ایک ضروری امر ہے۔

کلینیؒ نے اپنی صحیح سند کے ساتھ ابو حمزہ سے نقل کیا ہے کہ اس نے امام صادق علیہ السلام سے سوال کیا: کیا زمین بغیر امام کے باقی رہے گی؟ امام نے فرمایا: (لو بقیت الارض بغیر اِمام لساخت)۔(۲)

(اگر زمین بغیر امام کے باقی رہ جائے تو دگرگون ہو جائے گی)۔

۷۔ انبیاء اور رسل کے گوشہ نشین ہونے کے اسباب میں سے ایک سبب قتل سے خائف ہونا ہے لہٰذا وہ اپنی جان محفوظ کرتے تھے تاکہ اپنی شریعت کو نشر کریں۔ امام مہدی علیہ السلام بھی عادی اسباب فراہم نہ ہونے اور ناصروں کی کمی نیز اپنے قتل کے خوف سے اللہ تعالیٰ کے حکم سے غائب ہوئے ہیں۔

امام صادق علیہ السلام نے زرارہ سے فرمایا: (للقائم غیبة قبل قیامه . قلت ولِمَ ؟ قال : یخاف علی نفسه الذبح)۔(۳)

۱۔ صحیح بخاری، ج ۸ ص ۱۲۷۔ ۲۔ کافی، ج ۱ ص ۱۷۹ حدیث ۱۰۔
۳۔ کمال الدین، ج ۲ ص ۴۸۱، حدیث ۱۰۔

(ہمارے قائم کے لیے قیامت سے پہلے ایک غیبت ہے۔ زرارہ نے کہا: میں نے آپ سے عرض کیا: کس وجہ سے؟ آپ نے فرمایا: اس لیے کہ آپ اپنے قتل ہونے سے خائف ہیں)۔

۸۔ امام زمانہ علیہ السلام کے غائب ہونے کے مختلف عوامل اور اسباب میں سے ایک یہ کہ جس کی طرف روایات میں اشارہ ہوا ہے، حاکمانِ عصر سے آپ کی بیعت نہ کرنا ہے۔

شیخ صدوقؒ نے اپنی سند کے ساتھ نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: (یقوم القائم علیه السلام ولیس لأحد فی عنقه بیعة)۔(۱)

(قائم علیہ السلام قیام کریں گے جب کہ ان کے ذمے کسی کی بیعت نہیں ہوگی۔)

۹۔ ہدایت کی قسمیں:

الف۔ ہدایت فطری: یعنی فطرت کے راستے سے ہدایت

(فَأَقِمْ وَجْهَکَ لِلدِّینِ حَنِیفًا فِطْرَةَ اللهِ الَّتِی فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا لاتَبْدِیلَ لِخَلْقِ اللهِ ذَلِکَ الدِّینُ الْقَیِّمُ وَلَکِنَّ أَکْثَرَ النَّاسِ لایَعْلَمُونَ)۔(۲)

(آپ اپنے رخ کو دین کی طرف رکھیں اور باطل سے کنارہ کش رہیں کہ یہ دین وہ فطرت الٰہی ہے جس پر اس نے انسانوں کو پیدا کیا ہے اور خلقت الٰہی میں کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی ہے۔ یقیناً یہی سیدھا اور مستحکم دین ہے مگر لوگوں کی اکثریت اس بات سے بالکل بے خبر ہے)۔

۱۔ کمال الدین، ص ۴۸۰۔ ۲۔ سورہ روم، آیت ۳۰۔

ب۔ ہدایت تشریعی: کہ جو امام علیہ السلام کے اجتماع میں حاضر ہونے پر متفرع ہے تاکہ لوگوں کو نزدیک سے رھنمائی کریں۔

(كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً فَبَعَثَ اللهُ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ وَأَنزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ)۔(۱)

((فطری اعتبار سے) سارے انسان ایک قوم کے تھے۔ پھر اللہ نے بشارت دینے والے اور ڈرانے والے انبیاء بھیجے اور ان کے ساتھ برحق کتاب نازل کی تاکہ لوگوں کے اختلافات کا فیصلہ کریں)۔

ج۔ ہدایت تکوینی: یعنی نظام آفرینش میں تصرف اور تطبیق کرنا۔

(قَالَ الَّذِي عِندَهُ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَن يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا رَآهُ مُسْتَقِرًّا عِندَهُ قَالَ هَذَا مِن فَضْلِ رَبِّي لِيَبْلُوَنِي أَأَشْكُرُ أَمْ أَكْفُرُ.......)۔(۲)

(اور ایک شخص نے جس کے پاس کتاب کے ایک حصہ کا علم تھا اس نے کہا کہ میں اتنی جلدی لے آؤں گا کہ آپ کی پلک بھی نہ جھپکنے پائے اس کے بعد سلیمان نے تخت کو اپنے سامنے حاضر دیکھا تو کہنے لگے یہ میرے پروردگار کا فضل وکرم ہے وہ میرا امتحان لینا چاہتا ہے کہ میں شکریہ ادا کرتا ہوں یا کفرانِ نعمت کرتا ہوں.......)۔

۱۔سورۂ بقرہ، آیت۲۱۳۔
۲۔سورۂ نمل، آیت۴۰۔

د۔ ہدایت باطنی: جو ولایت تکوینی کا شعبہ ہے جو ایصال الی المطلوب کے معنا میں (یعنی مقصد تک پہنچانا) ہے۔

(وَجَعَلْنٰهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا وَأَوْحَيْنَآ إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَإِقَامَ الصَّلَوٰةِ وَإِيتَآءَ الزَّكَاةِ وَكَانُوا لَنَا عٰبِدِينَ)۔(۱)

(اور ہم نے ان سب کو پیشوا قرار دیا جو ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے اور ان کی طرف کار خیر کرنے نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کی وحی کی اور یہ سب کے سب ہمارے عبادت گذار بندے تھے)۔

﴿نتیجہ:﴾

ان مقدمات میں غور وفکر کرنے سے ہم یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ بارہویں امام کے عنوان سے امام زمانہ علیہ السلام کے وجود مبارک کا وعدہ کیا گیا ہے کہ وہ غیبت کے پردے میں ہیں، اور اذن الٰہی سے ہدایت بشر کے لیے ظہور کریں گے۔

۱۔سورہ انبیاء، آیت۷۳۔

علامات ظہور

علامات ظہور کے نقل کرنے کے آثار

علامات ظہور کی روایات میں غور وفکر کرنے سے ہم ان کے آثار اور ان کے نشر کرنے کے فائدوں تک پہنچ سکتے ہیں۔ اس مقام پر ان میں سے ہم بعض کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

۱۔ امت کی آگاہی گمراہ کرنے والے پرچم اور دعوتوں سے۔

۲۔ حق کی دعوتوں کی بشارت اور وہ قیام جو لوگوں کو حق کی طرف دعوت دیتے ہیں۔

۳۔ غیبی اخبار اس جہت سے کہ وہ خارق عادت ہیں نبوت اور امامت کے اہم دلائل میں سے ان کا شمار ہوتا ہے، لہٰذا ان کا نشر کرنا اور محقق ہونا مسلمانوں کے قلوب میں یقین کے زیادہ ہونے کا سبب ہوگا۔

۴۔ اس جہت سے کہ کافر اسلام کے قبول کرنے کے لیے دلیل اور برہان اور معجزے کے درپے ہیں، اس قسم کی احادیث ان کے یقینی ہونے کے بعد، ان کے لیے حجت ہوں گی۔

۵۔ علامات ظہور میں سے ہر ایک علامت کے محقق ہونے کے بعد، عصر ظہور کے لیے لوگوں کا اطمینان زیادہ ہوجائے گا۔

۶۔ تمام علامات ظہور کا خارج میں واقع ہونا، خداوند متعال کے اسلام و مسلمین کا

کفار پر پوری زمین میں نصرت کے لیے عزم مصمم کو پیش کرتا ہے۔

۷۔ مسلمانوں کو ظہور کے لیے آمادہ ہونا اور اس کا زمینہ فراہم کرنے کے لیے برانگیختہ کرتا ہے اور انہیں روحی سیاسی، اور جہادی آمادگی اور آپ کی حکومت میں شرکت کے لئے فراہم کرتا ہے۔

۸۔ کیونکہ انسان اخبارِ غیبی کے سننے کا غریزہ اور جذبہ رکھتا ہے، اس قسم کی واقعی اور اسلامی غیبی اخبار کا بیان کرنا جادوگروں اور نجومیوں کے فکری انحرافات کا ان کے ذریعے مقابلہ ہوگا۔

۹۔ علامات ظہور میں سے اہم علامت اسلام کے سیاسی امور ہیں کہ اسلامی حکومت کے عہدے دار اپنی حکومت کے مسائل میں ان کی طرف توجہ کریں۔

۱۰۔ علامات ظہور کے متعلق بحث کرنا، ایک ایسا موضوع نہیں ہے جو شیعوں یا مسلمانوں کے ساتھ مخصوص ہو بلکہ ہر دین اور آئین میں کم وبیش علاماتِ ظہورِ منجی بشریت کا تذکرہ ہوا ہے۔

جرمن رائیٹر (ھالسیل) جرمنی کے مؤلفین میں سے) اپنی کتاب (خبر وسیاست) میں تحریر کرتے ہیں: ہم عیسائیوں کا ایمان ہے کہ تاریخ بشریت مستقبل میں نہ بہت دور بلکہ ایک معرکہ (ہرمجدون) کے نام سے اختتام پذیر ہوگی۔ یہ وہ معرکہ ہے کہ جس میں عیسیٰؑ واپس آئیں گے اور تمام زندہ اور مردہ لوگوں پر حکومت کریں گے)۔(۱)

۱۔ عمر امّۃ الاسلام، ص۶۳۔

سفیانی کون ہے؟

شیعہ سنی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سفیانی امام زمانہ علیہ السلام کے معاندین اور دشمنوں میں سے ہے جو آپ کے مقابلے کی نیت سے خارج ہوگا، اور سرزمین بیداء میں خداوندمتعال کے امر سے، اپنے لشکر والوں کے ساتھ، زمین میں اندر چلا جائے گا۔

مسلم نے اپنی سند کے ساتھ رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: ایک شخص خانۂ خدا کی طرف پناہ لے گا، اس وقت ایک لشکر کو اس کی طرف بھیجا جائے گا، جب وہ (بیدا) میں پہنچے گا تو وہ زمین میں اندر چلا جائے گا)۔(۱)

نعمانی اپنی سند کے ساتھ امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: (ہمارے قائم کے لیے پانچ علامتیں ہیں، کہ ان میں سے ایک خسف بیدا کو شمار کیا ہے۔(۲)

نعمانی ایک دوسرے مقام پر، سفیانی کے خروج اور خسف بیدا کو علامات ظہور میں سے جانتے ہیں۔(۳)

معرکہ ہرمجدون کیا ہے؟

بعض دانشوروں نے حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور کی علامات میں سے ہر مجدون کو بھی جانا ہے جو ایک جنگی علاقہ ہے۔ اس بات کی طرف یہاں تک کہ اہل کتاب نے بھی اشارہ کیا ہے۔(۴)

۱۔ صحیح مسلم، ج۸، ص۱۶۷۔
۲۔ الغیبۃ، نعمانی، ص۲۵۲۔
۳۔ الغیبۃ نعمانی، ص۲۶۴۔
۴۔ رؤیای یوحنا، ۱۶/۱۳/۔۱۶؛ سفر زکریا، ۱۴/۱۔۵؛ کتاب مقدس، ص۸۴۳۔

بخاری اپنی سند کے ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: (قیامت برپا نہیں ہوگی مگر یہ کہ تم یہودیوں سے لڑو، اس وقت ان میں سے اتنے قتل کیے جائیں گے یہاں تک کہ ایک پتھر کہ جس میں یہودی نے پناہ لی ہوگی کہے گا۔ اے مسلمان! یہ یہودی ہے جو میرے پاس پناہ حاصل کیے، ہوئے ہے، اس کو قتل کردو۔)(۱)

کلینیؒ اپنی سند کے ساتھ امام باقر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے میسر سے فرمایا: اے میسر! تمہارے اور قرقیسیا کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ میں نے عرض کیا: وہ فرات کے کنارے ہے۔ آپؑ نے فرمایا: **(أما أنه سيكون بها وقعة لم يكن مثلها منذ خلق الله تبارک و تعالىٰ السموات والأرض ولا يكون مثلها ما دامت السموات والأرض . مأدبة للطير تشبع منها سباع الارض و طيور السمآء ....)**(۲)۔

(آگاہ رہو! اس مکان میں ایک واقعہ پیش آئے گا کہ جس واقعہ کی طرح آسمانوں اور زمین کی خلقت سے خداوندمتعال کی طرف سے ایسا واقعہ کبھی پیش نہیں آیا ہے اور نہیں آئے گا۔ وہاں پرندوں کی پذیرائی کا مقام ہے۔ زمین کے درندے اور آسمان کے پرندے اس سے سیر ہوں گے۔)

۱۔ صحیح بخاری ج۳ ص۲۳۲۔
۲۔ کافی، ج۸ ص۲۲۵ حدیث ۴۵۱۔

دجال کے خروج سے کیا مراد ہے

بخاری نے اپنی سند کے ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: دجال خارج ہوگا یہاں تک مدینے سے نیچے آئے گا اور تین بار جنگ کا اعلان کرے گا، اس وقت اس کی طرف ہر کافر اور منافق حرکت کرے گا)۔(۱)

اہل سنت کی کتابوں میں دجال کے لیے بعض صفات ذکر کئے گئے ہیں:

۱۔وہ ربوبیت کا دعویٰ کرے گا۔(۲)

۲۔اس کی عمر طولانی ہوگی۔(۳)

۳۔اس کے ساتھ پانی اور آگ ہوگی۔(۴)

۴۔اندھے کو بینا کرے گا اور برص والے کو شفا دے گا۔(۵)

۵۔مردوں کو زندہ کرے گا۔(۶)

۶۔کسی کو قتل کرے گا اور اسی وقت اس کو زندہ کرے گا۔(۷)

۷۔اس کے ساتھ بہشت اور آگ ہے۔(۸)

۸۔اس کے ساتھ سفید پانی کی نہر اور آگ کی نہر ہے۔(۹)

۹۔وہ لوگوں کی حاجات کو پورا کرے گا۔(۱۰)

۱۔صحیح بخاری ج۸ص۱۰۲۔
۲۔سنن ابن ماجہ، ج۲ص۱۳۶۰۔
۳۔صحیح مسلم، ج۸ص۲۰۵۔
۴۔صحیح بخاری، ج۸ص۱۰۳۔
۵۔مسند احمد، ج۵ص۱۳۔
۶۔گذشتہ حوالہ۔
۷۔مستدرک حاکم، ج۴ص۵۳۷۔
۸۔مسند احمد، ج۵ص۴۳۵۔
۹۔معجم الکبیر، ج۲ص۵۶۔
۱۰۔صحیح مسلم، ج۸ص۱۹۷۔

یاددہانی

ایک بات کا احتمال ہے کہ دجال شاید وہی سفیانی ہے۔شیعہ روایات میں آخری زمانے میں اس کے خروج کی بہت سی تاکید وارد ہوئی ہے۔اس بات کا ذکر کرنا لازم ہے کہ دجال خداوند متعال کی دی ہوئی قوتِ سحر اور جادو کے ذریعے کام انجام دے گا تاکہ حقیقی مؤمنین کا امتحان لیا جائے اور جو کافر اور منافق ہوں گے وہی دجال کی پیروی کریں گے اور جو حقیقی مومن ہوں گے وہ اپنے ایمان کی قوت کی وجہ سے اس کے فریب سے آشنا ہوجائیں گے۔

امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کا انتظار

انتظار ایک روحی کیفیت ہے کہ جس کی وجہ سے ایک خاص حالت طاری ہوتی ہے ان کے لیے جو منتظر ہیں اور انتظار کی ضد یأس اور ناامیدی ہے۔ جتنا انتظار زیادہ ہوگا آمادگی نیز زیادہ ہوگی، اگر انسان ایک مسافر کا منتظر ہو جیسے اس کے آنے کا وقت نزدیک ہوگا زیادہ اپنے آپ کو آمادہ کرے گا۔حالت انتظار بسا اوقات اس مرحلے میں پہنچتی ہے کہ نیند کو اڑادیتی ہے، جیسے کہ اس نظر کے اعتبار سے درجاتِ انتظار میں فرق ہے، اسی طرح محبت اور دوستی جس کا انتظار کیا جارہا ہے اس میں بھی تفاوت ہے۔ جتنا "منتظَر" کا عشق زیادہ ہوگا اتنی ہی محبوب کے لیے زیادہ آمادگی ہوگی اور محبوب کا فراق دردناک ہوگا، یہاں تک کہ انسانِ منتظر محبوب کے عشق کے راستے میں مختلف سختیوں اور درد کو برداشت کرے گا۔

﴿اقسام انتظار﴾

﴿انتظارِ فرج کی تین قسمیں ہیں:﴾

۱۔﴿وہ انتظار جو تعمیری، تحرک بخش اور تعہد آور ہے، عبادت بلکہ افضل ترین عبادت ہے۔﴾

آیاتِ قرآنی اور روایات اسلامی کے مجموعے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کا ظہور اہل حق اور اہل باطل کے مبارزہ کے حلقات میں سے ایک حلقہ ہے کہ جس میں نہائی غلبہ اہل حق کو نصیب ہوتا ہے۔اس سعادت میں ایک شخص کا شریک ہونا اس بات پر موقوف ہے کہ وہ شخص عملاً اہل حق کے گروہ میں سے ہو۔ائمہ معصومین علیہم السلام نے بطور روشن ایک مناسب انتظار کی تصویر پیش کی ہے کہ انتظار کو ایسے عمل میں سے شمار کیا گیا ہے اس لیے پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:(افضل اعمال امتی انتظار الفرج)۔(۱)(انتظار فرج میری امت کے اعمال میں افضل عمل ہے)۔

۲۔﴿وہ انتظار جو ویرانگر اور فلج کرنے والا ہے:﴾

بعض افراد کی غلط فہمی یہ ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کا قیام اور انقلاب فقط ظلم اور امتیاز اور حق کشی کے وسیع کرنے کے لیے ہوگا۔اس انتظار کا تصور ایک قسم کے اسلامی قوانین کی تعطیل کا تصور کرنا ہے یعنی وہ امام قرآن کے خلاف عمل کریں گے۔

۱۔کمال الدین ص۶۴۴،حدیث۳۔

۳۔﴿انتظار بغیر عمل کے﴾

ترمذی نے اپنی سند کے ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:(....... وافضل العبادة انتظار الفرج)۔(۱)(....برترین عبادت انتظار فرج ہے)۔

شیخ صدوقؒ نے امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:(طوبی لشیعة قآئمنا المنتظرین لظهوره فی غیبته)۔(۲) (خوش نصیب ہے وہ شخص جو ہمارے قائم کے شیعوں میں سے ہے، جو عصر غیبت میں ان کے ظہور کے منتظر ہیں)۔

یہ بات واضح ہے کہ منتظر کی خصوصیات میں سے یہ ہے کہ انتظار افضل عبادت ہے یعنی انتظار بغیر عمل کے افضل عبادت نہیں ہوسکتا اس لیے کہ انتظار بغیر عمل کے معنا نہیں رکھتا ،کوئی کسی کا منتظر ہو لیکن اس کے آنے کے لیے کوئی کوشش نہ کرے انتظار واقعی یہ ہے کہ ہم اپنے عمل کے ذریعہ امام زمانہ علیہ السلام کے منتظر ہوں۔

﴿انتظار کے فائدے اور اس کی اہمیت﴾

ہم انتظار کی اہمیت کو مختلف زاویوں سے تحقیق کرتے ہیں:

۱۔انتظار ایک قیام کے لیے آمادگی اور زمینہ فراہم کرنے کا باعث ہے اور ہر وہ انقلاب کہ جس میں انتظار نہ ہو وہ ناقص اور بے ثمر ہے۔

۱۔سنن ترمذی،ج۵ص۲۲۵،حدیث۳۶۲۴۔

۲۔کمال الدین ص۳۵۷،حدیث۵۴۔

۲۔انتظار کی اہمیت میں یہی کافی ہے کہ دشمن اس کو مسلمانوں پر اپنے آپ کے مسلط ہونے کی رکاوٹ جانتے ہیں۔میشل فوکر،کلر بریر نے تفکر مہدی باوری کے مبارزے میں قیام کی ابتداء قیام امام حسین اور بعد میں انتظار امام زمانہ علیہ السلام شیعوں کے پائیدار ہونے کے دو مہم عامل کو متعارف کرایا ہے۔تل آویو کانفرنس (nerefnocvavaleT e c) میں نیز بارنارد لوییس،میکل ام جی۔(micheal m.g) جنشر برونبرک اور مارٹین (Martin) کرامر اس نکتہ پر تکیہ کرتے ہوئے شیعوں کی توصیف میں کہتے ہیں: (شیعہ امام حسین علیہ السلام کے نام پر قیام کرتے ہیں اور امام زمانہ علیہ السلام کے نام سے اپنے قیام کی حفاظت کرتے ہیں)۔(۱)

ماربین، جرمن محقق کہتے ہیں: (مسائل اجتماعی میں سے جو مسئلہ شیعوں کی امید واری اور کامیابی کا باعث بنا ہے، وہ وجود حجت عصر کا عقیدہ اور انتظار ظہور ہے)۔(۲)

پٹرو شفسکی تاریخ دان اور ایران شناس اس سلسلے میں کہتے ہیں: حضرت مہدی علیہ السلام کا انتظار عمومی تیرہویں صدی کے لوگوں میں ایران میں برپا ہوا، کہ جس کا مقام بلند تھا۔(۳)

۳۔انتظار کا وقت فتنوں اور مشکلوں اور گرفتاریوں کے ہجوم کا دور ہے اُس وقت ایک چیز دل کے سکون کا باعث بن سکتی ہے کہ منجی اور حاضر کے منتظر رہو۔

۱۔مجلّہ بازتاب اندیشہ،خرداد ۸۰ص ۱۹۳۔

۲۔سیاست اسلام،ماربین،ص ۴۹ و ۵۰۔

۳۔نہضت سربداران خراسان،پٹرو شفسکی کا اثر۔

۴۔ناپسند رزائل سے اپنے آپ کو دور کرنا اور فضائل سے اپنے آپ کو آراستہ کرنا انتظار کے دیگر فوائد میں سے ہے۔امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:(**من سرّ ان یکون من أصحاب القآئم فلینتظر ولیعمل بالورع و محاسن الأخلاق**)۔(۱)

(جو شخص بھی چاہتا ہے کہ حضرت قائم کے اصحاب میں سے ہو اس کو منتظر ہونا چاہیے اور اس حالت میں پرہیزگار اور نیک اخلاق پر عمل کرے)۔

۵۔انتظار کے نتائج میں سے،مومن منتظر کی فکری تلاش اور بصیرت اور اس کی آگاہی ہے۔اور فتنے اس کے علاوہ کہ وہ غفلت لاتے ہیں،شک وشبہ کو نیز اجتماع کے افکار میں ایجاد کرتے ہیں، یہ واقعی منتظر ہے کہ جو فکری ہوشیاری تک پہنچے اور بیدار ہے اور اعتراضات کے جوابات دیتا ہے۔

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:(**طوبیٰ لمن تمسک بأمرنا فی غیبة قآئمنا فلم یزغ قلبه بعد الهدایة . . . . .**)۔(۲)

(خوش نصیب ہے وہ شخص جو ہمارے قائم کے زمانۂ غیبت میں ہمارے فرمان سے تمسک کرے کہ اس کے نتیجے میں اس کا دل ہرگز باطل کی طرف مائل نہیں ہوگا)۔

۶۔انتظار انسان کو ایک ایسے عمل کی طرف وادار کرتا ہے کہ اجتماع میں حالتِ انتظار منجی الٰہی، حاکم ہوتا ہے، اور بشر کو زمینہ فراہم اور فردی اور اجتماعی اصلاح کے لیے آمادہ کرتا ہے۔

۷۔انتظار مقدمۂ عمل ہے، اور منجی عالم بشریت کے ظہور کا زمینہ ساز بھی ہے۔

۱۔بحار الانوار، ج ۵۲ ص ۱۴۰، حدیث ۵۰۔

۲۔بحار الانوار، ج ۵۲، ص ۱۲۳، حدیث ٦۔

چوتھی فصل

اعتراضات کے جوابات

﴿اعتراضات کے جوابات﴾

ڈاکٹر مسعود امید صاحب امریکی جو شہر نیویارک کے رہنے والے ہیں انہوں نے انٹرنیٹ کے ذریعہ امام مہدی علیہ السلام کے متعلق بعض اعتراضات کو بیان کیا ہے اس مقام پر ہم ان کے اہم اعتراضات اور ان کے جوابات ذکر کرتے ہیں اعتراضات اور جوابات کے مطالعے کے بعد خود قارئین محترم ملاحظہ فرمائیں،(ان میں سے اکثر اعتراضات اوران کے جوابات کتاب موعود ادیان سے اخذ کئے ہیں)

﴿پہلا اعتراض﴾

﴿ہادی فقط قرآن ہے نہ امام زمانہ "علیہ السلام" اور اہل بیت "علیہم السلام"﴾

ڈاکٹر صاحب اس اعتراض کے بیان میں کہتے ہیں (یہ بات واضح ہے کہ ہر مسلمان کو اپنے دینی عقائد کو قرآن کہ اس کے علاوہ کوئی اور زمین پر حجت الٰہی نہیں ہے سے اخذ کرنا چاہیے۔ اس لیے کہ ہدایت الٰہی قرآن سے مخصوص ہے، لہذا خداوند متعال نے مسلمانوں کی رہنمائی کے لئے قرآن کو ہادی قرار دیا ہے اور فرماتا ہے:" قل ان ھدی اللہ ھو الھدیٰ "" "تو آپ کہہ دیجیے کہ ہدایت صرف ہدایت پروردگار ہے"۔ اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی خداوند متعال ارشاد فرماتا ہے:"ان اتبع الاّ ما یوحی الیّ "تو بس وہم وگمان شدہ مہدی کو حجت الٰہی اور ہادی کہنا صحیح نہیں ہے اس لیے کہ امر ہدایت فقط قرآن سے مخصوص ہے۔) لہذا قرآن کے علاوہ کوئی حجت خدا نہیں

ہے۔

﴿جواب:﴾

اس اعتراض کا جواب دومحور میں دیا جاسکتا ہے:

پہلا محور: ﴿پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی حجیت پر قرآن کریم کی واضح دلالت﴾

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ قرآن امت اسلامیہ کے لئے ہدایت کی کتاب ہے، لیکن حجت الٰہی اور طریقۂ ہدایت قرآن کریم سے مخصوص کرنا صحیح نہیں ہے، اس لیے کہ عقل کے قطعی اور یقینی ادراکات ہدایت کے طریقے ہیں، یہاں تک کہ قرآن کے حجت ہونے اور اس کو سمجھنے کے لئے عقل کی ضرورت ہے، شاید اسی وجہ سے احادیث میں عقل کو حجت باطنہ کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔

عقل کے علاوہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت نیز حجت الٰہی کی مصداق ہے۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت اوران کے قول کے حجت ہونے کے متعلق ہم اس مقام پر بعض آیات کوذکر کرتے ہیں:

۱۔(وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهٰكُمْ عنه فانتهو)۔(۱)

(اور جو کچھ بھی رسول تمھیں دے دے اسے لے لو اور جس چیز سے منع کردے اس سے رک جاؤ)۔

۱۔سورہ حشر، آیت ۷۔

۲۔(فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لاَتَعْلَمُونَ)۔(۱)

(اگر تم نہیں جانتے ہو تو جاننے والوں سے دریافت کرو)۔

۳۔(وَأَنزَلْنَا إِلَيْکَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ)۔(۲)

(اور آپ کی طرف بھی ذکر کو (قرآن) نازل کیا ہے تاکہ ان کے لیے ان احکام کو واضح کردیں جو ان کی طرف نازل کیے گئے ہیں۔

یہ آیت واضح طور پر پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت اور قول کی حجیت پر دلالت کرتی ہے جو کچھ خداوندمتعال کی طرف سے تم پر نازل ہوا ہے۔

۴۔(فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللهِ وَالرَّسُولِ)۔(۳)

(پھر اگر آپس میں کسی بات میں اختلاف ہو جائے تو اسے خدا اور رسول کی طرف پلٹا دو۔)

اگر پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت حجت نہ ہوتی تو قرآن اس کو تنازع کے دفع کرنے، اور بشریت کے اختلافات کے دور کرنے کے لئے، خداوند عالم کے ساتھ نہ لاتا ۔

۵۔(فَلاوَرَبِّکَ لايُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوکَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لاَيَجِدُوا فِيٓ أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا)۔(۴)

۱۔سورہ نحل، آیت ۴۳۔

۲۔سورہ نحل، آیت ۴۴۔

۳۔سورہ نساء، آیت ۵۹۔

۴۔سورہ نساء، آیت ۶۵۔

(پس آپ کے پروردگار کی قسم کہ یہ ہرگز صاحب ایمان نہ بن سکیں گے جب تک آپ کو اپنے اختلافات میں حکم نہ بنائیں اور پھر جب آپ فیصلہ کردیں تو اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی کا احساس نہ کریں اور آپ کے فیصلہ کے سامنے سراپا تسلیم ہوجائیں)۔

اس آیت میں قضاوت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور لوگوں کو کامل طور پر ان کی قضاوت قبول کرنے کو، ایمان کا ملاک اور معیار قرار دیا گیا ہے۔

۶۔(مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی ۔ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی ۔ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْیٌ یُوحٰی)(۱)۔

(تمہارا ساتھی نہ گمراہ ہوا ہے اور نہ بہکا۔ اور وہ اپنی خواہش سے کلام بھی نہیں کرتا ہے۔ اس کا کلام وہی وحی ہے جو مسلسل نازل ہوتی رہتی ہے)۔

۷۔(قُلْ إِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِی یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ)۔(۲)

(اے پیغمبر! کہہ دیجیے کہ اگر تم لوگ اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔ خدا بھی تم سے محبت کرے گا)۔

۸۔(فَلْیَحْذَرِ الَّذِینَ یُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِہٖ)۔(۳)

(لہٰذا جو لوگ حکمِ خدا کی مخالفت کرتے ہیں وہ اس امر سے ڈریں)۔

۹۔(إِنَّمَا کَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِینَ إِذَا دُعُوا إِلَی اللّٰهِ وَرَسُولِهِ

۱۔سورہ نجم، آیت ۲،۳،۴۔

۲۔سورہ آل عمران، آیت ۳۱۔

۳۔سورہ نور، آیت ۶۳۔

لِیَحْکُمَ بَیْنَهُمْ أَنْ یَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأُولٰئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ)(۱)۔

(مومنین کو تو خدا اور رسول کی طرف بلایا جاتا ہے کہ وہ فیصلہ کریں گے تو ان کا قول صرف یہ ہوتا ہے کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی اور یہی لوگ درحقیقت فلاح پانے والے ہیں)۔

۱۰۔(وَمَنْ یُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَیَخْشَ اللّٰهَ وَیَتَّقْهِ فَأُولٰئِکَ هُمُ الْفَائِزُونَ)۔(۲)

(اور جو بھی اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گا اور اس کے دل میں خوف خدا ہوگا اور وہ پرہیزگاری اختیار کرے گا تو وہی کامیاب کہا جائے گا)۔

۱۱۔(قُلْ أَطِیعُوا اللّٰهَ وَأَطِیعُوا الرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَیْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَیْکُمْ مَا حُمِّلْتُمْ وَإِنْ تُطِیعُوهُ تَهْتَدُوا وَمَا عَلَی الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِینُ)۔(۳)

(آپ کہہ دیجیے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو پھر اگر انحراف کروگے تو رسول پر وہ ذمہ داری ہے جو اس کے ذمہ رکھی گئی ہے اور تم پر وہ مسئولیت ہے جو تمہارے ذمہ رکھی گئی ہے اور اگر تم اطاعت کروگے تو ہدایت پاجاؤ گے اور رسول کے ذمہ واضح تبلیغ کے سوا اور کچھ نہیں ہے)۔

۱۔سورہ نور، آیت ۵۱۔

۲۔سورہ نور، آیت ۵۲۔

۳۔سورہ نور، آیت ۵۴۔

۱۲۔(وَ أَقِيمُوا الصَّلاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَ أَطِيعُوا الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ)۔(۱)

(اور نماز قائم کرو اورزکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو کہ شاید اسی طرح تمہارے حال پر رحم کیا جائے)۔

مذکورہ آیات کے علاوہ سورہ نساء کی اٹّیاسی اور سورہ اعراف کی ایک سوستاون اورایک سواٹھاون، سورہ احزاب کی ۴۶ نمبر اور تمام وہ آیات جن میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہادی اور بشیر کہا گیا ہے، سب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سنت کی حجیت پر دلالت کرتی ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کو واجب اور آپ کی مخالفت کو ان آیات میں حرام کیا گیا ہے۔

تو بس ہدایت الٰہی قرآن سے مخصوص نہیں ہے، پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول وفعل یہاں تک کہ تقریر پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی حجت اور ہدایت الٰہی کے طریقے ہیں۔

۱۔سورہ نور، آیت/۵۶۔

دوسرا محور: ﴿اہل سنت کی نگاہ میں عترتِ پیغمبرؐ کی حجیت احادیث نبوی میں﴾

۱۔﴿حدیث ثقلین﴾

فریقین نے متواتر روایات کے مطابق حدیث ثقلین کو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپ نے اپنی عترت واہل بیت علیہم السلام کو اوراپنی سنت کو قرآن کے علاوہ ہدایت کا سرچشمہ قرار دیا ہے اورفرمایا ہے:(انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی "سنتی" ما ان تمسکتم بھما لن تضلو ابدا)۔

(ہم تمہارے درمیان دوگراں بہا چیزوں کو چھوڑے جارہے ہیں کتاب خدا اور میری عترت ان سے متمسک رہو گے تو ہرگز گمراہ نہیں ہوگے۔)

یہ روایت صحاح ستہ، سنن ابن ماجہ، اہل سنت کی مسندوں میں مختلف عبارتوں کے ساتھ ذکر کی گئی ہے اوراس روایت کے راوی اہل سنت میں سے اتنی کثیر تعداد میں ہیں کہ علامہ سید حامد حسین ہندیؒ نے ان کو اپنی قیمتی کتاب "عبقات الانوار" میں جمع کیا ہے۔

صاحب کتاب "الکشاف المنتقیٰ" کے قول کے مطابق ایک سوانتیس اہل سنت کی کتابوں نے "عترتی اھل بیتی" کے ساتھ اس حدیث کو نقل کیا ہے، اورعلمائے اہل سنت نے حدیثِ ثقلین کے موضوع پر ساٹھ مستقل کتابیں تحریر کی ہیں کہ ان کتابوں میں "وعترتی و اھل بیتی" ذکر ہوا ہے۔(۱)

۱۔الکشاف المنتقیٰ لفضائل علی المرتضیٰ، کاظم عبود الفتلاوی، ص ۲۰۸ کے بعد۔

۲۔حدیث ثقلین کے علاوہ اہل سنت اور شیعہ کتب میں ،ان روایتوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خداوند متعال کی جانب سے بارہ افراد حجت الٰہی اور ہادی ہیں ۔

اس قسم کی روایتوں کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

پہلا حصہ:﴿وہ روایات جو پیغمبر اسلامؐ کے بارہ وصی ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔﴾

مندرجہ ذیل روایات کے مطابق پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کلی طور پر فرمایا ہے: (ہمارے وصی بارہ ہیں۔اور وہ سب قریش میں سے ہیں)۔ وہ روایات یہ ہیں:

۱۔(جابر بن سمرة قال : سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم یقول فی حجة الوداع :(لا یزال ھذا الدین ظاھراً علی من ناواہ و لا یضرّہ مخالف و لا مطارق حتی یمضی من امتی اثنا عشر امیراً کلھم من قریش)۔ (۱)

(جابر ابن سمرہ سے منقول ہے کہ میں نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حجۃ الوداع کے وقت سنا کہ آپ نے فرمایا: (یہ دین ہمیشہ مخالفوں پر غالب رہے گا اور کوئی بھی مخالف اور رہزن اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتا جب تک کہ میری امت میں بارہ امیر اور خلفا قریش میں سے نہ گذر یں۔)

۱۔مسند احمد حنبل،ج۱ص ۳۹۸،۴۰۶؛ج۵ص۸۹۔

۲۔عن النبی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم (لا یزال الدین قائماً حتی تقوم الساعة ویکون علیھم اثنا عشر خلیفة کلھم من قریش)۔(۱)

(پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (ہمیشہ دین اسلام تا روز قیامت قائم رہے گا اور قریش میں سے بارہ خلفا لوگوں پر خلافت کریں گے۔)

۳۔جابر ابن سمرہ کہتے ہیں کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

یکون بعدی اثنا عشر اُمیراً فقال کلمة لم أسمعھا فقال ابی انہ قال: کلھم من قریش ۔(۲)

(ہمارے بعد بارہ امیر ہوں گے)اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اور جملہ کہا کہ میں نے وہ نہیں سنا،لیکن میرے والد کہتے تھے :وہ جملہ یہ تھا: (وہ تمام بارہ امیر قریش میں سے ہیں)۔

۴۔نیز پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

(یکون بعدی اثنا عشر خلیفة)(۳)

(میرے بعد بارہ خلفا ہوں گے۔)

اس قسم کی روایات اہل سنت کی معتبر کتابوں میں موجود ہیں:

(المستدرک)(۴)

۱۔الجامع الصحیح (صحیح مسلم)،قشیری نیشاپوری،ج۶،ص۴۔ ۲۔صحیح بخاری،ج۸،ص۱۲۷۔
۳۔کنز العمال،متقی ھندی،ج۱۱ص ۶۲۹،حدیث ۳۳۰۶۵؛ الصواعق المحرقة ،ابن حجر ھیثمی ،ص ۱۸۹؛ ینابیع المودة،قندوزی حنفی،ج۳،ص۲۸۹۔ ۴۔المستدرک علی الصحیحین ،حاکم نیشاپوری،ج۳ص ۶۱۷۔

(سنن ابی داؤد)(۱)

(مسند الطیالسی)(۲)

(المعجم الکبیر)(۳)

(سنن ترمذی)(۴)

(مسند احمد)(۵)

مذکورہ روایات سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ یہ بیان معقول نہیں ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن کے ساتھ اہل بیت علیہم السلام کو متعارف کرائیں ، اور پروردگار کے نزدیک ان کی سنت معتبر نہیں ہے اور حجت نہیں ہے، وہ بھی وہ نبی جو" وما ینطق عن الھوی ان ھو الاّ وحی یوحی "کے مصداق ہوں۔

اگر ہم اس بات کے قائل ہوں کہ قول رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم، قول خداوند متعال ہے تو ہمیں یہ بات تسلیم کرنی ہوگی کہ جن افراد کو بطور خلیفہ اور جانشین مقرر کیا گیا ہے انہیں خداوند متعال نے معین کیا ہے اور یہ بہترین دلیل ہے کہ اہل بیت اور امام زمانہ علیہم السلام حجت الٰہی ہیں کہ جن کو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہ امرِ پروردگار قرآن کے ہم رتبہ قرار دیا ہے۔

۱۔سنن ابی داؤد، السجستانی الازدی، ج ۲، ص ۳۰۹۔

۲۔مسند الطیالسی، ابی داؤد الطیالسی، ص ۱۰۵ سے ۱۸۰ تک۔

۳۔المعجم الکبیر، سلیمان بن احمد الطبرانی، ج ۲، ص ۲۵۵، حدیث ۲۰۶۷۔

۴۔سنن ترمذی محمد بن عیسی سلیمی الترمذی، ج ۳ ص ۳۴۰۔

۵۔مسند احمد حنبل، ج ۱ ص ۳۹۸؛ ج ۵ ص ۸۶، ۹۰، ۹۳، ۹۸ اور ۱۰۱۔

﴿پیغمبر اسلامؐ کی اوصیا اور خلفاء سے مراد﴾

﴿اعتراض:﴾

ممکن ہے کہ کوئی یہ اعتراض کرے کہ یہ روایت مجمل اور کلی ہے آپ کے پاس کیا دلیل ہے کہ خلفا اور اوصیا سے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مراد شیعہ کے بارہ امام ہیں؟

﴿جواب:﴾

اس اعتراض کے جواب میں یہ کہنا مناسب ہوگا:

پہلی بات: روایات کے دوسرے اور تیسرے حصے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مراد کیا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بیان فرما رہے ہیں کہ اس مقام پر ان کا مختصر طور پر تذکرہ کیا جائے گا۔

دوسری بات: یہ کیسے ممکن ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو وحی الٰہی کے بغیر کلام نہیں کرتے (وما ینطق عن الھوی ان ھو الاّ وحی یوحی) اتنے حساس موقعہ پر جو حجۃ الوداع کا موقع ہے ایسے افراد کو خلیفہ معین کریں اور ان کا ذکر کریں جو ناشناس، مبہم، مجمل ہوں اور ہر ایک شخص پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس بیان سے اپنے سلیقے کے مطابق جداگانہ نتیجہ اخذ کرے، یہ بات غیر معقول ہے کہ خلفا کا ذکر تو ہو لیکن خلفا سے مقصد اور مراد معین نہ ہو، یہ عام عقل مند انسان سے بعید ہے، عقل اوّل سے یہ امر سرزد ہونا تو دور کی بات ہے۔

تیسری بات: ''خلفائی'' کی تعبیر سے سمجھا جاسکتا ہے کہ خلیفہ اسے ہونا چاہیے جو تمام صفات میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا ہو، خلیفہ نائب اور جانشین کے معنا میں ہے نائب اور منوب عنہ'' جس کا نائب ہورہا ہے'' میں تناسب اور مشابہت کا ہونا عقلاء کے نزدیک ایک ضروری امر ہے۔ پس خلفائے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم میں، عصمت میں، شجاعت میں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح ہونا چاہیے اور اس بات کو قارئین محترم منصف ہونے کے بعد سمجھ سکتے ہیں کہ وہ کون سے افراد تھے جو نبی کی طرح ہیں اگر ہم خلفائے بنی عباس اور بنی امیہ کو صالح افراد میں شامل کریں'' کہ ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے'' تو کوئی محقق ہمیں اہل سنت کی کتابوں میں سے، نہ شیعہ کتب میں سے، بنی امیہ یا بنی عباس کے خلفاء کا، ہمارے بارہ اماموں پر افضل ہونا ثابت کرے، شجاعت میں، علم میں، حلم میں، تقویٰ میں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کرنے میں، اسلام لانے میں، بستر پر سونے میں، اسلام فتح کرنے میں، صبر میں۔ قرآن میں یہ بات روز روشن کی طرح واضح دلیل ہے کہ ہم اہل بیت علیہم السلام سے بنی امیہ اور بنی عباس کے خلفا کا مقایسہ نہیں کرسکتے ہیں۔'' این حجر الاسود فی اللیل علی الأرض واین نور سماوی، '' کہاں رات میں زمین پر کالا پتھر اور کہاں آسمانی نور؟)

فاضل قندوزی کی نظر میں خلفا سے مراد ائمہ طاہرینؑ ہیں

فاضل قندوزی اہل سنت کے علمائے اکابر میں سے ہیں جو کہتے ہیں: بعض محققین نے کہا ہے کہ روایات جو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خلفاء کو معین اور مشخص کرتی ہیں وہ اکثر طریقوں سے نقل ہوئی ہیں، زمانی اور مکانی قرائن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقصد فقط شیعہ کے بارہ امام ہیں، اس لیے کہ روایت عبدالملک بن جابر میں ذکر ہوا ہے'' کلهم من بنی هاشم '' اور بنی امیہ اور بنی عباس کے خلفاء کی تعداد بارہ سے زیادہ تھی اور بنی عباس اور بنی امیہ کے خلفاء کا برتاؤ اور رفتار، آیۂ کریمہ (قل لا اسئلکم علیه اجراً الاّ المودة فی القربی) اور حدیث کساء کے ساتھ مطابق نہیں ہے پس اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ شیعوں کے امام اپنے زمانے میں اعلم، اورع، اور اتقیٰ تھے اور بہترین حسب ونسب اور کرامت کے حامل تھے، اس کے علاوہ کوئی اور راستہ نہیں ہے کہ ہم ان روایات کو شیعہ کے اماموں پر حمل کریں)۔(۱)

دوسرا حصہ: ائمہؑ کے علوم اور فضائل کے بیان میں:

برادران اہل سنت کی متواتر روایات میں حضرت علیؑ اور دوسرے معصومین

۱۔ ینابیع المودة، ج ۳ ص ۲۹۳۔

علیہم السلام کے علوم اور فضائل اور دوسرے کمالات کو مختلف تعبیروں کے ساتھ نقل کیا گیا ہے، ان کا ذکر کرنا پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہلبیت علیہم السلام کی حجیت کی دلیل ہے۔ من جملہ یہ:

۱۔ روایت غدیر

اس روایت میں پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقدمہ ذکر کرنے کے بعد فرمایا :(اتعلمون أنی اولی بالمومنین من انفسهم ؟) قالوا : نعم یا رسول الله ،قال : (من کنت مولاہ فهذا علیّ مولاہ ، اللّهم وال من والاہ)۔(۱)

(اے لوگو! کیا تم جانتے ہو کہ میں مومنین کی نسبت ان کے نفسوں سے برتر ہوں؟) کہا: جی ہاں یا رسول اللہ ''صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم''! بعد میں آپ نے فرمایا: (جس کا میں مولا ہوں یہ علی ''علیہ السلام'' اس کے مولا ہیں خدایا! اس سے دوستی رکھ جو علی ''علیہ السلام'' سے دوستی کرتا ہے اور اس سے دشمنی رکھ جو علی ''علیہ السلام'' سے دشمنی کرتا ہے)۔

علامہ محمد تقی مجلسیؒ کہتے ہیں: محمد بن جریر طبری نے ''کتاب الولایۃ'' میں حدیث غدیر کو پچھتر طریقوں سے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے۔(۲)

صاحبِ الغدیر علامہ امینیؒ نے حدیث غدیر کے راویوں کی تعداد کو اصحاب رسول

۱۔ مسند احمد حنبل، ج ۴، ص ۲۸۱ و ۳۷۰؛ کنز العمال، ج ۱۱ ص ۳۳۲؛ تاریخ مدینہ دمشق، ابن عساکر، ج ۱۳ ص ۶۹؛ خصائص امیر المومنین، نسائی شافعی، ص ۱۰۰؛ أسد الغابۃ، ابن اثیر، ج ۱ ص ۳۶۷، ج ۴، ص ۲۸ و ج ۵، ص ۲۶۷؛ شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید، ج ۱۹، ص ۲۱۷ و ج ۱۲، ص ۴۹؛ مجمع الزوائد، ج ۷، ص ۱۶۔

۲۔ روضۃ المتقین، محمد تقی مجلسی، ج ۱۳ ص ۲۴۷۔

اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے ایک سو دس بیان کی ہے۔(۱) اور چوّاسی راویانِ حدیثِ غدیر کو تابعین میں سے بیان کیا ہے، اور وہ علماء اور راویانِ حدیث کہ جن کا تعلق اہل سنت سے ہے تین سو ساٹھ افراد کو بیان کیا ہے۔(۲)

حدیث غدیر میں ''مولا'' لفظ کی وضاحت

مندرجہ ذیل دلائل سے ثابت ہوسکتا ہے کہ لفظِ مولا دوستی کے معنی میں نہیں بلکہ پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانشین کے معنی میں ہے:

پہلی دلیل: میدان غدیر میں حاضرین نے لفظِ مولا سے کیا سمجھا؟

اگر میدان میں حاضرین نے مولیٰ سے مراد دوستی کا معنی سمجھا ہوتا، تو خلیفۂ دوم مولائے کائنات علی علیہ السلام کو مبارک باد پیش نہ کرتے اور خلیفۂ اول اور خلیفۂ سوم اور طلحہ و زبیر اور دیگر مہاجرین اور انصار پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس بیان کے بعد حضرت علی علیہ السلام سے بیعت نہ کرتے۔

خلیفۂ اول و دوم، سوم اور دیگر افراد کی بیعت سے ہم یہ نتیجہ اُخذ کرسکتے ہیں کہ بیعت ہمیشہ ایک نبوت یا امامت کے منصب سے کی جاتی ہے نہ دوست سے، یعنی حاضرین کا ذہن پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس جملے کے بعد فوراً ایک منصب کی طرف منتقل ہوا کہ ان سب نے بیعت کی نہ دوست کی طرف اگر دوست کی طرف ذہن منتقل ہوتا تو وہ سب بیعت نہ کرتے۔

۱۔ الغدیر، ج ۱ ص ۱۴ سے ۶۰ تک۔ ۲۔ الغدیر، ص ۷۳۔۱۵۱۔

خود برادران اہل سنت کے نقل کے مطابق خلیفۂ دوم نے کہا: (ھنیئاً لک یا بن ابی طالب ، أصبحت مولای و مولی کل مومن و مؤمنة) (۱)۔ ''خوشگوار ہو آپ کے لیے اے ابوطالب کے بیٹے ،تم میرے اور ہر مومن ومومنہ کے مولیٰ ہو گئے۔

اور بعض روایات اہل سنت میں ''ھنیئاً لک '' کی جگہ پر ''بخٍ بخٍ لک '' ذکر ہوا ہے (۲)۔

دوسری دلیل: ''بعدی'' سے مراد جانشین ہے۔

صاحب غایۃ المرام نے اہل سنت کی کتاب ''فضائل صحابہ'' ''سمعانی'' سے نقل کیا ہے کہ پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی ''علیہ السلام'' کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا: '' ھذا ولیکم من بعدی ''میرے بعد یہ (علی) ''علیہ السلام'' آپ کے ولی ہیں، اگر پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقصد دوستی ہوتا تو '' بعدی '' کا لفظ استعمال نہ کرتے کہ میرے بعد، جو چیز پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ذہن میں آتی ہے وہ حضرت علی علیہ السلام کی اطاعت وامامت اور ولایت ہے۔

تیسری دلیل: روایت کے پہلے حصّے سے استفادہ:

صدر روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (اتعلمون انی اولیٰ بالمومنین من انفسھم) (کیا آپ جانتے ہیں میں مومنین پر ان کے نفوس سے برتر ہوں) یہ بہترین جملہ اس بات کی دلیل ہے کہ لفظ مولا سے، پیغمبر

۱۔ فرائد السمطین ، جوینی خراسانی، ج۱ ص۶۴؛ مسند احمد حنبل، ج۴ ص۲۸۱۔
۲۔ فرائد السمطین ، جوینی خراسانی، ج۱ ص۶۴؛ مسند احمد حنبل، ج۴ ص۲۸۱۔

اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مراد اولیت اور برتری ہے اس لیے اس اقرار لینے کے فوراً بعد آپ فرماتے ہیں ''من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ '' تو بس اولیت فقط امامت اور مولیٰ امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت دوسروں پر منطبق ہوگی۔

چھوتھی دلیل: شرائط اور قرائن سے استفادہ: جس وقت یہ جملہ ''من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ '' پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس وقت کے حالات اور قرائن سے استفادہ کیا جاسکتا ہے، کہ وداع اور آخری حج کا موقع میں سب کو جمع ہونے کا دستور جو آگے ہیں ان کو روکنا جو پیچھے ہیں ان کا انتظار کرنا ان قرائن سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسئلہ دوستی کا نہیں، بلکہ ولایت اور امامت کا تھا، انسان اگر عقل سلیم سے غور وفکر کرے کیا یہ ممکن ہے کہ ایک عاقل انسان عرب کی اس وقت کی اتنی شدید گرمی میں اتنے بڑے اجتماع کو دوستی کے اعلان کے لیے روکے، ایک عام شخص سے یہ کام سرزد نہیں ہوسکتا عقل اوّل، نبی اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ امر سرزد ہونا تو دور کی بات ہے۔ تو بس یہ معلوم ہوا کہ ایک خاص امر کے لیے یہ اہتمام کیا گیا ہے کہ وہ امر ولایت اور امامت علی ابن ابی طالب ہے۔

پانچویں دلیل: ولایت علی علیہ السلام اصول دین میں سے ہے دوستی کے معنی میں نہیں ہے۔

صاحب کتاب النص والاجتہاد رقم طراز ہیں: (ولایت علی علیہ السلام کے مسئلہ کو اصول دین کے درمیان بیان کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ ولایت علی علیہ السلام اصول دین میں سے ہے اور مولیٰ سے مراد خلیفہ اور امام ہے نہ کہ دوست)(۱)۔

۱۔ النص والاجتہاد ص ۳۵۱۔

صاحب الغدیر نے بیس متصل اور منفصل قرائن کو ذکر کیا ہے، کہ مولا سے مراد دوست نہیں بلکہ ولی، خلیفہ اور امام ہے کہ ہم ان کے ذکر کرنے سے معذور ہیں قارئین محترم تحقیق کے لئے رجوع کریں۔(۱)

۲۔ ﴿فضائل علی علیہ السلام کے بیان میں دوسری روایت﴾

احمد ابن حنبل پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے متعلق نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:(قال لفاطمة :(أما ترضین انی زوجتک اقدم أمتی سلماً و أکثرهم علما و اعظمهم حلماً)۔(۲)

(کیا تم راضی نہیں ہو تمہاری شادی ایک ایسے شخص سے کردوں جو سب سے پہلے اسلام لایا اور دوسروں سے علم اور حلم میں زیادہ ہے۔)

حجیت، علم کی ذاتی صفت ہے جب علی "اکثر علماً" ہیں تو ان کی نظر دوسروں کے لئے حجت اور معتبر ہے۔

۳۔رسول اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:(یا علی ... أنت أولهم ایماناً بالله وأفاهم بعهد الله و أقومهم بامر الله و أقسمهم بالسوية و أعدلهم فی الرعية و أبصرهم فی القضية وأعظمهم عند الله يوم القيامة مزية)۔(۳)

۱۔الغدیر ج ا ص ۳۷۰۔
۲۔مسند احمد حنبل، ج ۵، ص ۲۵؛ معجم الکبیر، ج ۲۰ ص ۲۳۰، حدیث ۵۳۸؛ مجمع الزوائد ج ۹، ص ۱۰۲؛ کنز العمال، ج ۱۱، ص ۶۰۵، حدیث ۳۲۹۲۴۔
۳۔مناقب، خوارزمی، ص ۱۱۰، حدیث ۱۱۱۸؛ فرائد السمطین، ج ا ص ۲۲۳، حدیث ۱۷۴؛ لسان المیزان، ابن حجر عسقلانی، ج ۲، ص ۱۹؛ حلیۃ الاولیاء، ج ا، ص ۶۵ و ۶۶۔

(اے علی! تم دوسروں سے پہلے ایمان لائے اور دوسروں سے زیادہ عدالت اور مساوات کا اجرا کرتے ہو، قضاوت میں دوسروں سے دانا تر ہو اور قیامت کے روز بھی تمہارا مقام سب سے بالاتر ہوگا۔)

۴۔پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:(فان وصیی و موضع سرّی و خیر من أترک بعدی و ینجز عدتی و یقضی دینی علی بن ابی طالب)۔(۱)

(علی میرے وصی، اور میرے راز داں، اور وہ بہترین شخص ہیں کہ میں جس کو اپنے بعد چھوڑے جا رہا ہوں، وہی ہیں جو میرے وعدوں کو پورا کریں گے اور میرے قرضوں کو ادا کریں گے)۔

۵۔پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متواتر روایات منقول ہیں:(ألا انّ مثل اهل بیتی فیکم مثل سفینة نوح ، من رکبها نجیٰ و من تخلف عنها غرق)۔(۲)

(آگاہ رہو میرے اہل بیت "علیہم السلام" کی مثال آپ کے درمیان نوح کی کشتی کی طرح ہے جو اس پر سوار ہوگا وہ نجات پائے گا اور جو سوار نہیں ہوگا وہ غرق ہو جائے گا)۔

۶۔پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا:(أنت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی)۔(۳)

۱۔مجمع الزوائد، ج ۹، ص ۱۳۳۔
۲۔مستدرک علی الصحیحین، ج ۲ ص ۳۴۳؛ نظم درر السمطین، زرندی حنفی، ص ۲۳۵؛ ینابیع المودۃ، ج ا ص ۹۳، اسعاف الراغبین، ص ۱۱۰، فرائد السمطین، ج ۲، ص ۲۴۶، حدیث ۵۱۹۔
۳۔صحیح مسلم، ج ۷ ص ۱۲۰؛ صحیح بخاری، ج ۵، ص ۱۲۹۔

(اے علی! ''علیہ السلام'' تمہاری نسبت مجھ سے وہ ہے کہ جو ہارون کو موسیٰ سے تھی، فرق یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔)

۷۔ قال النبی صلی اللہ علیه و آله و سلم (أنه سیّد المؤمنین و امام المتقین و قائد الغرّ المحجلین)۔(۱)

عبد اللہ ابن عکیم جہنی نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ شب معراج میں آپ پر علی علیہ السلام کے متعلق وحی ہوئی کہ علی مومنین کے سردار، متقین کے امام، اور سفید پیشانی والوں کے پیشوا ہیں۔

۸۔ پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: (أنت أخی و وصیی و خلیفتی من بعدی فاسمعوا له و أطیعوا...)۔(۲)

(اے علی! تم میرے بھائی اور میری وصی، اور میرے خلیفہ ہو، پس اے لوگو! ان کی باتوں کو سنو اور ان کی اطاعت کرو)۔

۹۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: (علی مع الحق و الحق مع علی یدور حیثما دار)۔(۳)

(علی حق کے ساتھ اور حق علی کے ساتھ حق وہاں جاتا ہے جہاں علی کا رخ ہوتا ہے)۔

۱۔ فرائد السمطین، ج ۱، ص ۱۴۳، حدیث ۱۰۷۔

۲۔ مسند احمد حنبل، ج ۱ ص ۱۵۹؛ تاریخ الامم والملوک (تاریخ طبری) محمد بن جریر طبری، ج ۲، ص ۶۳۔

۳۔ تاریخ مدینۂ دمشق، ج ۴۲، ص ۴۴۹؛ یہی مضمون صحیح ترمذی، ج ۵، ص ۳۹۸؛ فرائد السمطین، ج ۱ ص ۱۷۶ و ۱۷۷ ، احادیث ۱۳۸ تا ۱۴۲؛ شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید، ج ۱۸ ص ۷۲ در مکتوب نمبر ۷۷، کی وضاحت نقل ہوا ہے وغیرہ

امام فخر رازی تفسیر کبیر میں تحریر کرتے ہیں: (و من اقتدیٰ فی دینه بعلی ابن ابی طالب فقد اهتدی ، و الدلیل علیه قوله : اللّهم أدر الحق مع علی حیث دار)۔(۱)

(جو شخص اپنے دین میں علی ابن ابی طالب کی اقتدا کرے گا وہ ہدایت یافتہ ہے اس کی دلیل کلامِ پیغمبر ہے کہ آپؐ نے فرمایا: خدایا! جہاں علی علیہ السلام ہوں وہاں حق کو قرار دے۔)

قارئین محترم! یہ فخر رازی کا بیان کہ جن کا شمار اہل سنت کے بزرگوں میں سے ہوتا ہے اس بات کی روشن دلیل ہے کہ علی علیہ السلام قرآن کے ساتھ حجت الٰہی ہیں۔ لہٰذا ڈاکٹر صاحب جیسے فہیم انسان کے اس اعتراض کی گنجائش نہیں رہتی کہ قرآن کے علاوہ کوئی اور حجت الٰہی نہیں ہے۔ جب امیر المومنین علی علیہ السلام کی پیروی ہدایت کا سبب ہے، تو جس کو پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہدایت کا چراغ خدا کی طرف سے بیان کریں اس کی پیروی بھی ہدایت کا سبب ہوگی کہ جس کے واضح مصداق ہمارے زمانے میں امام زمانہ'' علیہ السلام'' ہیں۔ یہ عقلی اعتبار سے ممکن نہیں ہے کہ ہم ایک طرف سے بطور حجت انہیں تسلیم کریں اور دوسری طرف ہم اہل سنت کے بزرگوں کے اقوال سے چشم پوشی کریں۔ کہ علی علیہ السلام کی پیروی باعث ہدایت ہے۔

اس سے بالاتر ایک طرف توحسبنا کتاب اللہ کا دعویٰ، اور دوسری طرف **لو لاعلی لهلک عمر** کا نعرہ۔ علی علیہ السلام کا وجود باعث نجات، اور ہدایت کا باعث

۱۔ التفسیر الکبیر فخر رازی، ج ۱ ص ۲۰۵۔

ہے۔ جب خود خلیفۂ دوم کا قول ہے کہ اگر علی علیہ السلام نہ ہوتے تو میں ہلاک ہوجاتا، یہ اس بات کی روشن دلیل ہے کہ منصفانہ بات یہ ہے کہ علی علیہ السلام حجت الٰہی ہیں۔ اور حسبنا کتاب اللہ کا دعویٰ تعصب کی نشانی ہے کہ اہل بیت علیہم السلام کی حجیت اوران کا قول و فعل اور عمل عوام کے نزدیک محبوب قرار نہ پائے۔

''الحق و الانصاف علی القارئین و المنصفین''۔ ''قارئین محترم حق وانصاف کیجیے''۔

۱۰۔ پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (علی مع القرآن و القرآن مع علی لن یفترقا حتی یردا علی الحوص)۔(۱)

(جناب ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: علی قرآن کے ساتھ قرآن علی کے ساتھ ہے ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے جب تک حوض کوثر کے کنارے میرے پاس وارد ہوں۔)

۱۱۔ پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا: (أنا مدینة العلم و علی بابها)۔(۲)

(میں علم کا شہر ہوں اور علی ''علیہ السلام'' اس کا دروازہ ہیں۔)

۱۲۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (النجوم امان لأهل الارض من الغرق ، وأهل بیتی امان لأمتی من الاختلاف ؛ فاذا خالفتها قبیلة من

۱۔ مناقب خوارزمی، ص ۱۷۷۔
۲۔ المستدرک علی الصحیحین ج ۳، ص ۱۲۶؛ مجمع الزوائد، ج ۹، ص ۱۱۴، ؛ المعجم الکبیر، ج ۱۱، ص ۶۵، ۶۶ ؛ تاریخ بغداد خطیب بغدادی ، ج ۵ ، ص ۱۱۰ ؛ کنز العمال ، ج ۱۳، ص ۱۴۸ ؛ تهذیب الآثار طبری ، ج ۱ ص ۹۰ ، حدیث ۱۸۱۔

العرب اختلفوا فصاروا حزب ابلیس)(۱)۔

(اہل زمین کے لیے آسمان کے ستارے امان کا وسیلہ ہیں اور غرق ہونے سے حفاظت کا وسیلہ ہیں، میرے اہل بیت میری امت کو اختلاف سے بچانے کا وسیلہ ہیں، تو بس اگر کوئی قبیلہ میرے اہل بیت ''علیہم السلام'' کی مخالفت کرے اور منتشر ہوجائے تو وہ ابلیس ''شیطان'' کے گروہ میں سے ہوجائے گا۔)

۱۳۔ وہ روایت جو خلیفۂ دوم نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کی ہے: ''حب علیّ براء ة من النّار''(۲)۔

(علی کی محبت آتش جہنم کا پروانہ ہے۔)

۱۴۔ جناب مقداد پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: (سمعت رسول الله یقول : معرفة آل محمد برائة من النار ، وحب آل محمد جواز علی الصراط و الولایة لآل محمد امان من العذاب)۔(۳)

(میں نے رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپ نے فرمایا: آل محمد کی معرفت جھنم کی آگ سے نجات کا پروانہ اور آل محمد صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت صراط سے گزرنے کا جواز اور ولایتِ آل محمد صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم عذاب سے امان کا باعث ہے۔)

۱۔ مستدرک علی الصحیحین ، ج ۳ ص ۱۴۹ ؛ الصواعق المحرقہ ، ص ۹۱ ، ۱۱۱ ، ۱۴۰ ؛ نظم درر السمطین ، ص ۲۳۴ ؛ ینابیع المودة ، ص ۲۱ و ۲۲ ؛ فیض القدیر ، ج ۶ ، ص ۲۹۷۔
۲۔ الفردوس ، ج ۲ ، ص ۲۲۶ ؛ کنوز الحقائق ، ج ۱ ص ۱۱۷ ؛ مناقب سیدنا علی ، ص ۲۳ ؛ ینابیع المودة ، ص ۲۱۱ و ۳۰۰۔
۳۔ مناقب سیدنا علی ، ص ۱۳ ؛ فرائد السمطین ، ج ۲ ، باب ۴۹ ؛ الحاوی للفتاوی ، ج ۲ ص ۴۰۔

۱۵۔انس بن مالک پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:(نحن اھل بیت لایقاس بنا أحد)۔(۱)

(ہم اہل بیت (علیہم السلام) کے ساتھ کوئی بھی شخص قابل مقایسہ نہیں ہے۔)

یہ بات قابل ذکر ہے کہ جب معرفت اور محبتِ اہل بیت علیہم السلام جہنم سے نجات کا جواز ہے اور کسی کو ان پر قیاس نہیں کرسکتے، تو یقیناً وہ ہادی اور دوسروں سے افضل ہوں گے۔

کیا یہ ممکن ہے وہ پیغمبر کہ جس کے لیے (وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الاّ وحی یوحی)(۲)(اور وہ اپنی خواہش سے کلام نہیں کرتا ہے۔اس کا کلام وہی وحی ہے جو مسلسل نازل ہوتی رہتی ہے) نازل ہوئی وہ پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس نے علی علیہ السلام کے لیے فرمایا:(اعلم الناس ، اقدم الناس اسلاماً، اوفاھم بامر اللہ وعھدہ، من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ (انت منی بمنزلة ھارون من موسی)،(سید المومنین) (امام المتقین)، (قائد الغرّ المحجّلین)، (أنت أخی و وصیّی و خلیفتی من بعدی)، (علی مع الحق و الحق مع علی)، (علی مع القران و القرآن مع علی)، (انا مدینة العلم و علی بابھا)، (و اھل بیتی أمان لامتی من الاختلاف) وغیرہ۔

(اس کا قول اور فعل حجت نہ ہو؟ کیا اہل بیت علیہم السلام کہ جن کو پیغمبر اسلامؐ نے جناب نوحؑ کی کشتی سے شباہت دی ہے اور ان کے لیے فرمایا ہے: (من رکبھا نجی و

۱۔کنز العمال، ج۶ص۲۱۸؛ الفردوس، ج۵ص۳۴؛ کنز الحقائق، ج۲ص۱۲۹؛ ینابیع المودة ص۲۲۷۔
۲۔سورہ نجم آیت ۳ اور ۴۔

تخلف عنھا غرق)(جو اس پر سوار ہوگا نجات پائے گا جو اس سے منہ موڑے گا وہ ہلاک ہوجائے گا) دوسرے افراد کی طرح ان کا قول اور فعل دوسروں کے لئے حجت نہ ہو؟!

لہٰذا اگر شیعہ اصول اور فروع دین میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عترت کی سنت سے متمسک ہوتے ہیں تو گویا وہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن سے تمسک کرتے ہیں۔

تیسرا حصہ: ﴿پیغمبر اسلامؐ کے کلام میں ائمہ علیہم السلام کے نام کی صراحت﴾

بعض روایات پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہیں کہ جن میں بارہ خلفاء کی صراحت کے علاوہ، ان کے نام بھی بیان کیے گئے ہیں، بیان کا انداز اس طرح ہے کہ بعض روایات میں پہلے علی علیہ السلام اور آخری مھدی علیہ السلام یا بعض دیگر روایات میں پہلے علی علیہ السلام اور آخری مہدی علیہ السلام کا ''جو صلبِ امام حسین علیہ السلام میں سے نویں فرزند ہیں'' ذکر کیا گیا ہے۔

ہم ان روایات میں سے بعض روایات کو ذکر کرتے ہیں:

۱۔پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:(انّ خلفائی و أوصیائی حجج اللہ علی الخلق بعدی اثنا عشر أوّلھم علیّ و آخرھم ولدی)۔(۱)

۱۔ینابیع المودة، ج۳ص۲۹۵۔

(میرے خلفاء اور وصی میرے بعد خداوند متعال کی حجتیں ہیں وہ بارہ افراد ہیں ان میں سے پہلے علی علیہ السلام اور آخری میرا بیٹا ہوگا۔)

۲۔ جابر بن یزید جعفی کہتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے سنا کہ انھوں نے کہا: پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: (یا جابر ان اوصیائی و ائمة المسلمین من بعدی اوّلھم علی ثم الحسن ثم .... ثم القائم اسمہ اسمی و کنیتہ کنیتی ، ابن الحسن ....)(۱)۔

(اے جابر! میرے وصی اور میرے بعد مسلمانوں پر امام، ان میں سے پہلے علی ''علیہ السلام'' ان کے بعد حسن اس کے بعد......اور اس کے بعد قائم ''علیہم السلام'' ہیں، جس کا نام میرے نام جیسا، جس کی کنیت میری کنیت جیسی ہوگی، وہ حسن (عسکری) ''علیہ السلام'' کا بیٹا ہوگا....)۔

۳۔ جندل بن جنادہ (جو یہودی تھا اور خواب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو مسلمان ہونے کا حکم دیا) پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بیان کرتا ہے:

(انی رأیت البارحة فی النوم موسیٰ بن عمران (ع) فقال : یا جندل أسلم علی محمد خاتم الانبیاء واستمسک الاوصیاء من بعدہ .....ثم قال : أخبرنی یا رسول اللہ عن اوصیائک من بعدک ......قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : اوصیائی الاثنا عشر . قال جندل : ھکذا وجدنا فی التوراة و قال : یا رسول اللہ سمّھم لی . فقال : أوّلھم سید الاوصیاء ابو الائمة علیّ ....ثم قال : و یکون آخر زادک من الدنیا شربة لبن تشربہ . . .)۔(۲)

۱۔ ینابیع المودة، ج۳ص۳۹۹۔ ۲۔ ینابیع المودة، ج۳ص۲۸۵۔

(میں نے شب گذشتہ موسیٰ بن عمران کو خواب میں دیکھا، انہوں نے مجھ سے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدست اسلام قبول کرو اور اس کے اوصیاء کے ساتھ تمسک کرو۔ یہودی نے کہا: آپ کے بعد آپ کے اوصیاء کون سے ہیں؟ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے وصی بارہ ہیں۔ جندل نے کہا: ہم نے توریت میں نیز اسی طرح پڑھا ہے اس کے بعد میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کی کہ ان کے نام معین کریں؟ اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے صفات کے ساتھ ان کے نام لیے، اور جندل مسلمان ہوا۔ اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے لیے پیشین گوئی کی کہ تمھارا آخری طعام دووھ ہوگا جندل ایک مرض میں مبتلا ہوا اور دودھ کا شربت پیا اور دنیا سے رخصت ہوگیا اور وہ طائف میں دفن ہوا۔)

۴۔ صاحب مقتضب الاثر اہل سنت کے طریقے سے سورہ اعراف کی چھیالیسویں آیت (وعلی الاعراف رجال ....)۔(۱)(اور اعراف پر کچھ لوگ ہونگے) میں امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: (ھم الاوصیاء من آل محمد الاثنیٰ عشر لایعرف اللہ الاّ من عرفھم و عرفوہ ....)۔(۲)

(وہ آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے بارہ وصی ہیں کوئی خدا کو ان کی شناخت کے بغیر نہیں پہچان سکتا)۔

۵۔ ابو طفیل علی علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

۱۔ سورہ اعراف، آیت ۴۶۔

۲۔ مقتضب الاثر، جوہری، ص ۴۸۔

ہم سے مخاطب ہوکرفرمایا:(یا علی انت وصیی...و أنت الامام و ابو الأئمة الاحد عشر ، الذین هم المطهرون المعصومون و منهم المهدی الذی یملأ الارض قسطاً و عدلاً ....)۔(۱)

(اے علی! تم میرے وصی، اور گیارہ اماموں کے باپ، اور امام ہو، وہ امام جو پاک اور معصوم ہیں، اور مہدی علیہ السلام ان میں سے ہیں، جو زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے)۔

۶۔ نیز ابوطفیل امام علی علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:(لیلة القدر فی کل سنة ینزل فیها علیٰ الوصاة بعد رسول الله ما ینزل ، قیل له و من الوصاة یا أمیر المومنین ؟ قال : أنا و أحد عشر من صلبی هم الائمة المحدثون .. ...)۔(۲)

(ہر سال شب قدر میں وہ چیز جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوتی تھی ان کے بعد بھی ان کے اوصیاء پر نازل ہوتی ہے) میں نے مولیٰ سے دریافت کیا: وہ اوصیاء کون ہیں؟ آپ نے جواب میں فرمایا: میں اور میری صلب میں سے گیارہ افراد ہیں، یہ وہ امام ہیں کہ جن کے دلوں پر مختلف چیزیں الہام ہوتی ہیں)۔

۷۔ عبداللہ بن عباسؓ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:(ان خلفائی و اوصیائی و حجج الله علی الخلق بعدی اثنا

۱۔ ینابیع المودة، ج۱ص۲۵۲۔

۲۔ مقتضب الاثر ص۲۹،اہل سنت کی کتابوں سے نقل کیا ہے۔

عشر اولهم أخی و آخرهم ولدی) قیل : یا رسو ل الله و من اخوک؟ قال : (علی بن ابی طالب) قیل : فمن ولدی ؟ قال(المهدی الذی یملأها قسطاً وعدلاً کما ملئت جوراً و ظلماً....).(۱)

(یقیناً میرے خلفاء اور وصی جو میرے بعد خدا کی طرف سے لوگوں پر حجت ہیں وہ بارہ ہیں۔ان میں سے پہلا میرا بھائی اور آخری میرا بیٹا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا: یارسول اللہ! آپ کے بھائی کون ہیں؟ فرمایا: علی بن ابی طالب دریافت کیا گیا آپ کا بیٹا کون ہے؟ فرمایا: مہدی جو زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی۔

۸۔ نیز ابن عباسؓ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:(أنا سید المرسلین و علی بن ابی طالب سید الوصیّین و ان اوصیائی بعد اثنا عشر أوّلهم علی بن ابی طالب و آخرهم القائم)۔(۲)

(میں پیغمبروں کا سردار، اور علی ابن ابی طالب ''علیہ السلام'' اوصیاء کے سردار ہیں اور میرے وصی بارہ ہیں، کہ جن میں سے پہلے علی بن ابی طالب اور ان میں سے آخری قائم ''علیہ السلام'' ہیں)۔

۹۔ ثابت بن دینار نے امام زین العابدین علیہ السلام سے، اور امام زین العابدین علیہ السلام نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپؐ نے علی علیہ السلام

۱۔ فرائد السمطین، ج۲ص۳۱۲، حدیث۵۶۲؛ وینابیع المودة، ج۳ص۳۸۳۔

۲۔ فرائد السمطین، ج۲ص۳۱۳، حدیث۵۶۴۔

سے مخاطب ہوکر فرمایا:(قال : الأئمة بعدی اثنا عشر أولھم أنت یا علی و آخرھم القائم ....)۔(۱)

(میرے بعد بارہ امام ہیں، اے علی! ان میں سے پہلے تم اور آخری قائم ''علیہ السلام'' ہوگا۔)

۱۰۔عبدالسلام ہروی امام رضا علیہ السلام سے اور امام رضا علیہ السلام اپنے آباء و اجداد سے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:(ما خلق اللہ خلقاً افضل منی ... فقلت یا رب و من اوصیائی ؟ فنودیت یا محمد اوصیاؤک المکتوبون علی سرادق عرشی فنظرت فرأیت اثنیٰ عشر نوراً... أولھم علی و آخرھم القائم المھدی ....)۔(۲)

(خداوند متعال نے مجھ سے بہتر کوئی مخلوق خلق نہیں کی .....اس کے بعد میں نے خداوند متعال سے دریافت کیا: پروردگارا! میرے وصی کون ہیں؟ تو اس وقت مجھے بلایا گیا، نداء دی گئی اے محمد! تمہارے اوصیاء کے نام عرش کے پردے پر مرقوم ہیں، اس کے بعد میں نے دیکھا اور بارہ انوار کا مشاہدہ کیا.....ان میں سے پہلے علی اور آخری قائم مہدی ''علیہ السلام'' تھے)۔

۱۱۔ابو طفیل سے منقول ہے کہ ایک یہودی نے علی علیہ السلام سے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصیا کے صفات کے متعلق سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا:(لھذا الامة بعد نبیھا اثنا عشر اماماً ... انا و آخرنا القائم المھدی) قال

۱۔ینابیع المودة، ج۳ص۳۹۵۔ ۲۔ینابیع المودة، ج۳ص۳۷۹)

صدقت .قال علیؑ :(سل عن الواحدة) قال : أخبرنی کم تعیش بعد نبیّک ؟ و ھل تموت او تقتل ؟ قال : (اعیش بعده ثلاثین سنة و تخضب ھذه . و اشار الی لحیته.) فقال الیھودی : اشھد ان لا اله الاّ الله ..)۔(۱)

(اس امت کے لئے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بارہ امام ہوں گے .....ان میں سے پہلا میں، اور آخری قائم مہدی ''علیہ السلام'' ہوگا) یہودی نے کہا: آپ نے سچ کہا اس کے بعد مولا علی علیہ السلام نے فرمایا: ایک مسئلہ کے متعلق دریافت کرو یہودی نے دریافت کیا: آپ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کتنے سال زندہ رہیں گے؟ کیا آپ قتل ہوں گے یا طبیعی موت کے ساتھ دنیا سے رخصت ہو جائیں گے؟ آپؑ نے فرمایا: (تیس سال پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد زندہ رہوں گا، اور اپنی ریش مبارک کی طرف اشارہ کیا کہ یہ ریش خون سے رنگین ہو جائے گی۔) یہودی مسلمان ہوگیا اور کلمۂ شہادتین زبان پر جاری کیا۔

۱۲۔ابن عباسؓ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں:(أنا و علی والحسن والحسین و تسعة من ولد الحسین مطھرون معصومون)۔(۲)

(میں اور علی اور حسن و حسین اور حسین کے نو فرزند ''علیھم السلام'' پاک اور معصوم ہیں)۔

۱۔ینابیع المودة، ج۳ص۲۸۷۔

۲۔فرائد السمطین، ج۲ص۱۳۲، حدیث۴۳۰؛ وص۳۱۳، حدیث۵۶۳۔

ائمہ علیہم السلام کے نام خلفاء کے زمانے میں مشہور تھے

من جملہ شواہد میں سے ایک شاہد اس بات پر یہ ہے کہ ائمہ علیہم السلام کے نام خصوصاً حضرت مہدی علیہ السلام کا نام اس تاریخ کے زمانے میں یقینی اور واضح تھا۔ بنی عباس، بنی امیہ کی حکومت کو ختم کرنے کے لیے اور قدرت نیز حکومت تک پہنچنے کے لئے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلافت سے سوئے استفادہ کرتے تھے۔ اور وہ اہل بیت علیہم السلام کو مظلوم نمایاں کر کے اور اہل بیت علیہم السلام کی حقانیت کو بیان کر کے عوام کو بنی امیہ کے خلاف اُکساتے تھے۔ اور بنی امیہ کے ضعیف اور کمزور ہونے کے بعد انہوں نے ابراہیم بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ سے بعنوان مہدی اور امام زمانہ بیعت کی۔ اور ابراہیم کی موت کے بعد اپنے آپ کو اہل بیت علیہم السلام اور نسل بنی ہاشم سے متعارف کرایا۔ وہ آیات اور روایات جو ذوی القربیٰ کے متعلق تھیں اپنے لئے تطبیق کرتے تھے اور روایات ”رایات مشرق“ کہ مشرق سے پرچم بلند ہوں گے کہ وہ امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کی نشانیوں میں سے ہیں کہ جن کی پیشینگوئی پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کی تھی۔ اس قسم کی روایات کو ابو مسلم خراسانی کے قیام پر منطبق کرتے تھے اور کالے لباس سے استفادہ کرنے کو حکومتی آداب اور رسوم میں سے جانتے تھے۔

بنی عباس کے پہلے رسمی خلیفے یعنی ابو عباس سفاح نے اپنے پہلے خطبہ میں کوفہ کی عوام سے مخاطب ہو کر کہا: (الحمد للّٰہ الذی اصطفیٰ الاسلام ..... وخصّنا برحم

رسول اللہ و قرابتہ) ذوی القربیٰ کی آیات کی تطبیق بنی عباس پر کرنے کے بعد سفاح نے کہا:

اے کوفہ کے لوگو! ہم ہمیشہ محل ظلم وستم قرار پائے اور ہمارا حق ضائع ہو گیا بالآخر خدا نے ہمارے شیعوں کو خراسان سے اکسایا کہ ہمارا حق ہم تک پلٹائیں...لہٰذا جان لو کہ یہ امر ہمارے لیے باقی رہے گا جب تک کہ ہم حضرت عیسیٰ ابن مریم کو دیں)۔(۱)

نتیجہ

قارئین محترم گذشتہ معروضات سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ یہ اعتراض کرنا (کہ حجت الٰہی فقط قرآن ہے اور امام زمانہ اور اہل بیت علیہم السلام حجت الٰہی نہیں ہیں) گذشتہ اہل سنت کی کتابوں میں سے ذکر کیے گئے دلائل کے بعد بے جا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے مطابق ان کی عترت قرآن کی طرح حجت الٰہی ہے، تو بس اس بنا پر قرآن انحصاری طور پر ہدایت الٰہی نہیں ہے اس کے ساتھ ساتھ اس کی ہم پلہ اور ہم ردیف اہل بیتؑ جو وسیلۂ ہدایت اور حجت الٰہی ہیں اور اس کے واضح مصداق جو حجت الٰہی ہیں امام زمانہ علیہ السلام ہیں جیسا کہ اعتراض میں بیان کیا گیا ہے۔

بہت ہی ادب اور احترام کے ساتھ اس بات پر تعجب ہے کہ اعتراض کرنے والے ڈاکٹر صاحب اہل سنت میں سے ہیں (درحالیکہ اکثر اہل سنت پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے معتقد ہیں اور پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہل بیت علیہم السلام سے محبت کا اظہار کرتے ہیں۔ ان کی کتابیں اہل بیت علیہم اسلام کی محبت کی رغبت دلانے کے لیے بھری ہوئی ہیں)۔

۱۔ تاریخ الامم والملوک (تاریخ طبری)، ج ۶ ص ۸۲۔

لیکن سنت پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی حجت الٰہی نہیں جانتے ہیں فقط قرآن کو حجت الٰہی جانتے ہیں۔ جب سنت پیغمبر صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حجت نہیں جانتے تو اہل سنت کیسے کہلائیں گے؟؟؟'' انصاف کے ساتھ پڑھیے اور فیصلہ کیجیے۔''

اگر عوام کے نزدیک بنی عباس کے دور میں امام زمانہ علیہ السلام اور ان کا نام واضح نہ ہوتا تو لوگ امام کے نام سے بیعت نہ کرتے یہ اور بات ہے کہ ان لوگوں نے فریب دے کر لوگوں کی سادگی سے غلط فائدہ اٹھایا، یعنی یہ کہ امام زمانہ علیہ السلام کا قیام ظہور اور امام کا حجت ہونا لوگوں کے لیے ایک مسلمہ اور یقینی امر تھا اس لیے خلفائے بنی عباس اپنے لیے تطبیق کرتے تھے۔

﴿دوسرا اعتراض﴾

﴿امام مہدیؑ کا تذکرہ قرآن کی آیات میں نہیں ہے﴾

امام مہدی علیہ السلام کا تذکرہ قرآن کی آیات میں نہیں ہے

اعتراض کرنے والے محترم ڈاکٹر صاحب اس بات کے قائل ہیں کہ قرآن میں جس امام مہدی کے شیعہ قائل ہیں اس کا ذکر موجود نہیں ہے۔شیعہ آیات کو تحریف وتأویل کے ذریعے اپنے امام مہدی پر منطبق کرتے ہیں۔

جواب

یہ اعتراض چند جہات سے باطل ہے:

۱۔ تمام دینی معارف کا قرآن میں ذکر ہونا ضروری نہیں:

الف: اس بات پر کوئی دلیل نہیں ہے کہ ہر موضوع بعینہ قرآن میں موجود ہو اور آیۂ کریمہ سے مراد (ولا رطب ولا یابس الاّ فی کتٰبٍ مبین)۔(۱)

(کوئی خشک وتر ایسا نہیں ہے جو کتاب مبین کے اندر محفوظ نہ ہو)۔

نیز آیۂ کریمہ (ما فرّطنا فی الکتٰب من شیء)۔(۲)(کسی شے کے بیان میں کوئی کمی نہیں کی ہے)۔

۱۔سورہ انعام، آیت/۵۹۔

۲۔سورہ انعام آیت/۳۸۔

اگر ’’کتاب‘‘ سے مراد قرآن کریم ہو’’نہ کتاب تکوینی اور نظام ہستی‘‘ یعنی جو امور ہدایت سے مربوط ہیں اور انسان کیلئے ضروری ہیں وہ قرآن میں موجود ہیں (کہ آسمانی کتابوں کے نازل ہونے کا اصلی مقصد بھی یہی ہے)۔

ب: اس بات میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ قرآن کتاب ہدایت ہے، اور پورا قرآن کتاب ہدایت ہے نہ قرآن کا بعض حصہ، وہ آیات ہدایت کہ جن کا قرآن میں بنیادی کردار ہے، وہ آیات ہیں کہ جن میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کے لئے، اہل علم ودانش کو دعوت دی گئی ہے، یعنی بعض آیات میں براہ راست پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل بیت علیہم السلام کی تعلیمات سے استفادہ کے لئے کہا گیا ہے۔

اہل علم ودانش اس بات سے واقف ہیں کہ بہت سے عبادت کے ارکان، یہاں تک کہ بعض اصول دین کی خصوصیات قرآن میں واضح طور پر بیان نہیں ہوئی ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا ان کی عترت ’’اہل بیت علیہم السلام‘‘ نے ان کو بیان کیا ہے۔ یہ آیت (ولا رطب ولا یابس الاّ فی کتٰب مبین)۔(۱)(کوئی خشک اور تر ایسا نہیں جو کتاب مبین کے اندر محفوظ نہ ہو) اس سے تضاد نہیں رکھتی، اس لیے معیار مکمل قرآن ہے نہ بعض قرآن، آیۂ کریمہ (وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم)۔(۲)

(اور آپ کی طرف بھی ذکر کو ’’قرآن‘‘ نازل کیا ہے تا کہ ان کے لیے ان احکام کو واضح کردیں جو ان کی طرف نازل ہوئے ہیں)

اس بات پر واضح طور پر دلالت کرتی ہے ’’ذکر‘‘ یعنی قرآن پیغمبر اسلامؐ کے

۱۔سورہ انعام، آیت/۵۹۔ ۲۔سورہ نحل، آیت/۴۴۔

بیان کے ساتھ منظّم ہونا چاہیے اوران کے بیان کے بغیر قرآن میں اجمال رہے گا۔

اس بنا پر حضرت مہدی علیہ السلام کا نام کلام پیغمبر اکرمؐ میں متعدد مرتبہ ذکر ہوا ہے، اس بات کی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ ان کا قرآن میں بھی نام ذکر کیا جائے۔

۲۔﴿بہت سی دینی تعلیمات قرآن مجید میں ذکرنہیں ہوئی ہیں﴾

ائمہ علیہم السلام کی تعداد اور ان کی خصوصیات ، اور بہت سے ارکان اور مختلف عبادتوں کے شرائط، من جملہ نماز یومیہ کی رکعتوں کی تعداد اوران کا کس انداز سے انجام دینا ، اور بہت سے دینی معارف اور دینی احکام قرآن میں بیان نہیں ہوئے ہیں ان کا بیان پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل بیت علیہم السلام کی ذمہ داری ہے۔

امامت اور ولایتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے بعد کلی موضوع جب کہ اس کی اصل عقلی دلائل کے ساتھ ثابت ہے، لیکن قرآن نے بطورِ کلی اطاعت اولی الامر کو ضروری جانا ہے کہ جس کو اطاعت پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ قرار دیا اور فرمایا :(أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُوْلِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ)(۱)۔

(اللہ کی اطاعت کرو رسول اور صاحبان امر کی اطاعت کرو)۔

اس آیۂ کریمہ میں اولی الامر سے مراد یقیناً مندرجہ چند دلائل کے ساتھ ائمہ طاہرین علیہم السلام ہیں :

الف : خداوند حکیم کا امر مطلق ''بغیر کسی قید وشرط کے'' سوائے معصوم کے صحیح نہیں

۱۔سورہ نساء، آیت/۵۹۔

ہے، کیونکہ غیر معصوم گناہ اور خطا کے دہانے پر ہوتا ہے۔ خداوند حکیم کے لئے یہ قبیح ہے کہ اس کے لئے امر مطلق کرے جو گناہ اور خطا کے دھانے پر ہو۔

اس بنا پر بعض دانشوروں اور اہل سنت کے مفسروں نے ''اولی الامر'' سے اس آیۂ کریمہ میں مراد وہی معصومین علیہم السلام کو لیا ہے۔ بطور نمونہ :

شواہد التنزیل،(۱)

تفسیر البحر المحیط (۲)

ینابیع المودۃ (۳)

فرائد السمطین (۴) ملاحظہ فرمائیں۔

ب: معتبر روایات جو اہل بیت علیہم السلام سے منقول ہیں کہ ''اولیٰ الامر'' سے مراد ائمہ معصومین علیہم السلام ہیں۔

۳ ۔﴿اہل سنت کی نگاہ میں قرآن کریم کی آیات کی تطبیق امام مہدی علیہ السلام کے لیے اوران کا فرق تحریف اور تاویل کے ساتھ﴾

معترض اعتراض کے دوسرے حصہ میں اس بات کے قائل تھے کہ شیعہ جس امام مہدی علیہ السلام کے قائل ہیں، آیات کو تحریف اور تاویل کے زور سے امام مہدی

۱۔شواہد التنزیل، حاکم حسکانی، ج۱ص۱۹۰۔
۲۔تفسیر البحر المحیط، ابی حیان اندلسی، ج۳ص۲۷۸۔
۳۔ینابیع المودۃ ج۱ص۳۵۱۔
۴۔فرائد السمطین، ج۱ص۳۱۴، حدیث۲۵۰۔

علیہ السلام کے لیے منطبق کرتے ہیں۔ یہ دعویٰ بلا دلیل ہے کیونکہ:

قرآن کے کلی حقائق کی بعض مصادیق پر تطبیق کرنا نہ تحریف میں سے ہے اور نہ ہی تأویل میں سے۔

بزرگان اہل سنت نے آیات کو امام مہدی علیہ السلام کے لیے منطبق کیا ہے من جملہ:

ا۔ آیۂ کریمہ: (الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلاةَ)۔(۱)

(جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں۔ پابندی سے پورے اہتمام کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں)۔

نیشاپوری غرائب القرآن (۲) میں اور فخر رازی اپنی تفسیر کبیر (۳) میں مذکورہ آیۂ کریمہ کے سلسلہ میں تحریر کرتے ہیں:

بعض شیعوں کے قول کے مطابق غیب سے مراد مہدی منتظر ''علیہ السلام'' ہیں کہ جس کا وعدہ قرآن اور حدیث میں کیا گیا ہے، قرآن میں: (وعد الله الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُم فِي الْأَرْضِ)۔(۴)

(اللہ نے تم میں سے صاحبان ایمان و عمل صالح سے وعدہ کیا ہے کہ انھیں روئے زمین میں اسی طرح اپنا خلیفہ بنائے گا)۔

ا۔ سورہ بقرہ، آیت ۳/۔
۲۔ غرائب القرآن، حسن بن محمد القمی النیشاپوری ج ا ص ۱۱۵۔
۳۔ تفسیر کبیر، ج ۲ ص ۳۹۔
۴۔ سورہ نور، آیت ۵۵/۔

اور حدیث میں (لو لم يبق من الدنيا الا يوم واحد لطوّل الله ذلك اليوم حتى يخرج رجل من امتى ، يواطى اسمه اسمى و كنية كنيتى ، يملأ الارض قسطاً و عدلاً كما ملئت جوراً و ظلماً)۔(۱)

(اگر عمر دنیا میں سے ایک دن بھی باقی رہ گیا ہو تو خداوند متعال اس ایک دن کو اتنا طولانی کرے گا یہاں تک کہ میری امت سے ایک شخص قیام کرے اور اس کا نام اور کنیت ہمارے نام اور کنیت کی طرح ہوگی، اور وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جیسے وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی)۔

نیشاپوری نے شیعوں کے اس نظریہ پر سکوت اختیار کیا ہے اگر انہیں یہ عقیدہ قبول نہ ہوتا تو یا تو اعتراض کرتے یا کم از کم اس بات کی طرف اشارہ کرتے کہ ہمیں یہ بات قبول نہیں ہے۔ لیکن امام فخر رازی نے شیعوں کے اس نظریہ پر اعتراض کیا ہے کہ غیب کو مخصوص کرنا ''جو مطلق ہے'' مورد خاص امام مہدی ''علیہ السلام'' پر دلیل کے بغیر ہے، اور صحیح نہیں ہے۔ تو بس اسی بنا پر غیب کی عمومیت اس آیۂ کریمہ میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ساتھ ان دو بزرگ عالموں کے نزدیک بلا اشکال ہے، اس لیے کہ اگر غیب کو بطور مطلق بھی لیں تو اس کے ایک مصداق امام مہدی علیہ السلام ہیں۔ فخر رازی نے فقط اس چیز کا انکار کیا ہے کہ لفظ غیب امام مہدی علیہ السلام سے مخصوص نہیں ہے۔ انہوں نے لیکن امام مہدی علیہ السلام کے غیب کے ایک مصداق ہونے پر کوئی اعتراض بھی نہیں کیا۔ صاحب (ینابیع المودۃ) اس بات کے قائل ہیں کہ یقینی طور پر مذکورہ آیت امام مہدی علیہ السلام کے متعلق نازل ہوئی ہے۔(۲)

ا۔ المعجم الکبیر، ج ۱۰، ص ۱۳۵۔ ۲۔ ینابیع المودۃ، ج ۳، ص ۲۸۳۔

۲۔ابن ابی الحدید: امیر بیان مولا علی علیہ السلام کے نہج البلاغہ کے اس بیان:

(لتطفن الدنیا علینا بعد شماسھا، عطف الضّر وس علی ولدھا)۔(۱)

(یہ دنیا منہ زوری دکھلانے کے بعد ایک دن ہمارے طرف بہر حال جھکے گی جس طرح کاٹنے والی اونٹنی کو اپنے بچی پر رحم آتا ہے۔)

ان کلمات کے بعد اس آیۂ کریمہ(وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ)۔(۲)

(اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ جن لوگوں کو زمین میں کمزور بنا دیا گیا ہے ان پر احسان کریں اور انہیں لوگوں کا پیشوا بنائیں اور زمین کا وارث قرار دے دیں)۔کے متعلق تحریر کرتے ہیں:

(ہمارے اصحاب کہتے ہیں: یہ آیت اس امام کا وعدہ ہے جو مالک زمین اور تمام ممالکِ پر قابض اور حاکم ہوں گے۔)(۳)

۳۔اہل سنت کے جلیل القدر مفسر آلوسی: اس آیۂ کریمہ(أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُونَ)۔(۴)

(ہماری زمین کے وارث ہمارے نیک بندے ہی ہوں گے) کی تفسیر میں کہتے ہیں: (زمین سے مراد زمین دنیا ہے کہ مومنین اس پر مسلط ہوں گے، یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ اتفاق امام مہدی علیہ السلام ،اور عیسی ، کے نازل ہونے والے مومنین کے لیے رونما ہوگا۔)۔

۱۔نہج البلاغہ، حکمت ۲۰۹۔
۲۔سورہ قصص، آیت/۵۔
۳۔شرح نہج البلاغہ، ج۱۹،ص۲۹۔
۴۔سورہ انبیاء، آیت/۱۰۵۔

۴۔(صاحب کتاب صواعق المحرقہ):(۱) نے اس آیۂ کریمہ:”وانہ لعلم للساعة“(۲)(وہی وہ ”عیسیٰ“ قیامت کے یقینی ہونے کی نشانی ہے) کے ذیل میں نقل کیا ہے کہ:

(مقاتل بن سلیمان اور دیگر مفسرین میں سے اس کا اتباع کرنے والوں نے کہا ہے۔ یہ آیۂ کریمہ امام مہدی علیہ السلام کے متعلق نازل ہوئی ہے)۔

(اسعاف الراغبین)(۳)

اور(ینابیع المودة)(۴) میں نیز اس آیت کریمہ کے نزول کی امام مہدی علیہ السلام کے متعلق تائید ہوئی ہے۔

۵۔صاحب کتاب (غایت المرام) نے (۵) کتاب ”البیان فی اخبار صاحب الزمان“ (جو گنجی شافعی کی کتاب ہے) سے نقل کیا ہے: سعید بن جبیر نے حضرت مہدی علیہ السلام کے زندہ ہونے کے متعلق اس آیۂ کریمہ(لیظھره علی الدین کلّه ولو کره المشرکون)۔(٦)(تا کہ اپنے دین کو تمام ادیان پر غالب بنائے چاہے مشرکین کو کتنا ہی ناگوار کیوں نہ ہو) سے استدلال کیا ہے اور کہا ہے کہ:

(اس سے مراد حضرت مہدی ہیں جو عترتِ فاطمہ علیہا السلام میں سے ہیں) نیز صاحب کتابِ ”الدّیباج“(۷) نے کہا ہے:(اس آیۂ کریمہ سے مراد ظہور حجت خدا ہے)۔

۱۔تفسیر روح المعانی، ج۱۷،ص۹۵۔ ۲۔صواعق المحرقہ،ص۱۶۲۔
۳۔سورہ زخرف، آیت/۶۱۔ ۴۔اسعاف الراغبین ،ص۱۳۹۔
۵۔ینابیع المودة، ج۲،ص۴۵۲۔ ٦۔سورہ توبہ، آیت/۳۳۔
۷۔غایۃ المرام، طبع قدیم،ص۱۲۷، باب۱۲۴، آخری فصل۔

۶۔ صاحب (ینابیع المودۃ) رقم طراز ہیں:

(مناقب خوارزمی میں جابر ابن عبداللہ انصاری نے بیان کیا ہے: ایک یہودی رسول اللہ کے پاس آیا اس نے بعض مسائل من جملہ آپ کے اوصیاء کے متعلق سوال کیا۔ اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یکے بعد دیگرے ان کے نام لیے، امام حسن علیہ السلام حضرت امام مہدی علیہ السلام کے والد تک پہنچے اور فرمایا: (ابنہ محمد یدعی بالمهدی .... فیغیب ثم یخرج ، فاذا خرج یملأ الارض قسطاً و عدلاً کما ملئت جوراً و ظلماً، طوبی للصابرین فی غیبته ، طوبی للمتقین علی محبته ، اولئک الذین وصفهم الله فی کتابهٖ و قال :(هدی للمتقین ، الّذین یؤمنون بالغیب)۔(۱)

(اس کا بیٹا مہدی کے نام سے پکارا جائے گا اور وہ غائب ہوگا اس کے بعد وہ قیام کرے گا اور زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہو گی۔ خوش نصیب ہیں وہ افراد جوان کے دور میں سے صابرین میں سے ہوں گے، اور خوش نصیب ہیں وہ افراد جو اس کی محبت میں حلیم و بردبار اور پرہیزگار رہوں گے یہ وہی ہیں کہ جن کے لیے خداوند متعال نے فرمایا ہے: یہ صاحبانِ تقویٰ اور پرہیزگار لوگوں کے لیے مجسم ہدایت ہے۔ جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں۔)

نیز فرمایا: (اولٓئک حزب الله ألآ انّ حزب الله هم المفلحون)۔(۳)

(یہی لوگ اللہ کا گروہ ہیں آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ کا گروہ ہی نجات پانے والا ہے۔)

۱۔سورہ بقرہ، آیت ۲ اور ۳۔ ۲۔گذشتہ حوالہ۔ ۳۔سورہ مجادلہ آیت ۲۲۔

۷۔ صاحبِ ینابیع المودۃ نے فرائد السمطین سے نقل کیا ہے:

حسن بن خالد نے امام رضا علیہ السلام سے امام مہدی علیہ السلام کے متعلق ایک حدیث کو نقل کیا ہے، کہ اس کے ضمن میں آپ نے فرمایا: (فاذا خرج اشرقت الارض بنور ربّها .... وهو الذی ینادِ منادٍ من السماء یسمعه جمیع اهل الارض ألا انّ حجة الله قد ظهر ..... فاتبعوه ، فان الحق فیه و معه وهو قول الله تعالیٰ : (ان نشأ ننزل علیهم من السماء اٰیة فظلت اعناقهم لها خاضعین)۔(۱) (اگر ہم چاہتے تو آسمان سے ایسی آیت نازل کر دیتے کہ ان کی گردنیں خضوع کے ساتھ جھک جاتیں) (جس وقت امام مہدی علیہ السلام قیام کریں گے اس وقت نور پروردگار سے زمین نورانی ہو جائے گی..... اور وہ یہ ہے کہ منادی آسمان سے ندا دے گا، اے زمین والو: تمام زمین والے اس آواز کو سنیں گے اور کہیں گے: (آگاہ ہو جاؤ! کہ حجت خدا ظاہر ہو گیا........ تو بس اس کی پیروی کرو، اس لیے کہ حق اس میں اور اس کے ساتھ ہے، یہ وہی ہے کہ جس کے لیے اللہ نے فرمایا: (اگر ہم چاہتے تو آسمان سے ایسی آیت نازل کر دیتے کہ ان کی گردنیں خضوع کے ساتھ جھک جائیں۔)

۸۔ صاحب (ینابیع المودۃ)(۲) اس آیۂ کریمہ: (هو الّذی أرسل رسوله بالهدیٰ و دین الحق ....)(۳)۔

۱۔سورہ شعراء، آیت ۴۔
۲۔ینابیع المودۃ، ج ۳ ص ۲۳۹۔
۳۔سورۂ فتح آیت ۲۸۔

(وہی وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا)۔کے ذیل میں تحریر کرتے ہیں:

(خدا کی قسم! دین کل اس وقت غالب ہوگا جب امام مہدی علیہ السلام قیام کریں گے۔)

۹۔صاحب کتاب ''مقتضب الاثر'' نے اہل سنت کے طرق سے مولا علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:(ليلة القدر فى كل سنة ينزل فيها على الوصاة بعد رسول الله ما ينزل)۔قيل له و من الوصاة يا امير المؤمنين ؟ قال (انا واحد عشر من صلبى ....)۔(۱)

(شب قدر میں ہر سال بعض چیزیں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصیاء پر نازل ہوتی ہیں (جو رسول اللہ پر نیز نازل ہوتی تھیں) امام سے سوال کیا گیا آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصیاء کون سے ہیں؟ جواب میں امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: میں اور میری صلب میں سے گیارہ افراد ہیں۔)

رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصی پردۂ غیبت میں ہیں، جن پر ملائکہ اور روح نازل ہوتی ہیں وہ ہمارے امام زمانہ علیہ السلام ہیں۔

یہ اہل سنت کی کتابوں میں سے بعض آیات نمونہ کے طور پر تھیں جو امام مہدی علیہ السلام کے قیام پر منطبق ہیں اور جو کچھ اہل سنت اور شیعہ تفاسیر میں ائمہ معصومین علیہم السلام سے ذکر ہوا ہے دسیوں برابر اس سے زیادہ ہے۔اور ہم نے قول، فعلِ عترت ''اہل بیت علیہم السلام'' کو قرآن اور روایات پیغمبر اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ ثابت کیا۔

۱۔مقتضب الاثر ص ۲۹۔

یہ بے جا ہے کہ کوئی شیعیان حیدر کرار کا تمسک اہل بیت علیہم السلام کی روایات سے باطل قرار دے، اگر چہ ہم نے اس اعتراض کے جواب میں فقط منابع اہل سنت میں سے استدلال کیا ہے۔لیکن جب قول اور فعلِ اہل بیت علیہم السلام کی حجیت قرآن اور اہل سنت کی کتابوں سے ثابت ہو تو اس اعتراض کی نوبت نہیں آتی کہ آپ نے شیعہ کتابوں سے کیوں نقل کیا، جب آپ کے کتابوں کے مطابق اہل بیت علیہم السلام کا فعل حجت ہے، تو ہم اس بات کو تسلیم کر کے شیعہ کتب میں سے نیز جو اہل بیت علیہم السلام سے روایات امام زمانہ علیہ السلام کے متعلق منقول ہیں اسے ذکر کر سکتے ہیں۔اس لیے جب اصل حجیت ثابت ہو گئی تو کوئی فرق نہیں شیعہ کتب میں سے ہو یا اہل سنت کی کتابوں میں سے۔لیکن ہم نے فقط اہل سنت کی کتابوں پر اکتفاء کی ہے۔

اور وہ لوگ جو امام مہدی علیہ السلام پر آیات کی تطبیق کو بعید جانتے ہیں، وہ یہ بات جان لیں کہ اس موضوع پر چند اہل سنت کے افراد نے مستقل کتابیں تحریر کی ہیں، قرآن کریم میں سے کون سی آیات امیر المومنین علیہ السلام پر منطبق ہوتی ہیں۔

۱۔ابونعیم اصفہانی، صاحب کتاب:(ما نزل من القرآن فى علىّ) یا (ما نزل من القرآن فى أمير المؤمنين)۔

علامہ امینیؒ نے (الغدیر) میں اس کتاب کی طرف اشارہ کیا ہے۔

۲۔محمد بن احمد بن ابی الثلج، صاحب کتاب:(التنزيل فى النص على

امیر المؤمنین)۔(۱)

ابن طاوسؒ نے کتاب:(الیقین)(۲)میں اس کتاب سے بعض مطالب کونقل کیا ہے۔

۳۔ابی بکرمحمد بن مؤمن شیرازی،صاحب کتاب:(نزول القرآن فی شان امیر المؤمنین)۔

ابن شہرآشوب نے کتاب:(المناقب)(۳)میں اس کتاب کی طرف اشارہ کیا ہے۔(۴)

۴۔حاکم حسکانی حنفی،صاحب کتاب:(شواهد التنزیل وهو ما نزل من القرآن فی علی)۔(۵)

۵۔حسین بن حکم حبری کوفی،صاحب کتاب:(مانزل من القرآن فی علی)۔(۶)

۶۔مظفر بن ابی بکرحنفی،صاحب کتاب:(ما نزل من القرآن فی علی)(۷)

اس بناپربعض آیات کی تطبیق حضرت مہدی علیہ السلام پر یہاں تک بعض اہل سنت

۱۔الغدیر،ج۴،ص۱۰۱۔

۲۔الیقین،ابن طاووس،ص۴۵۔

۳۔المناقب،ابن شہرآشوب،ج۲،ص۱۷۳۔

۴۔مقدمہ کتاب(المناقب)خوارزمی،ص۱۲۔تا۱۴۔

۵۔الکشاف المنتقی لفضائل علی المرتضی،ص۱۴۔

۶۔گذشتہ حوالہ۔

۷۔مانزل من القرآن علی۔

کے لیے اس کا انکار صحیح نہیں ہے،اس لیے کہ اگربعض آیات کی تطبیق امام مہدی علیہ السلام پر جائز نہ ہوتی تو بعض آیات کوامام علی علیہ السلام پرتطبیق کرنا جائز نہ ہوتا،اس لیے کہ دونوں میں معیار ایک ہی ہے جب کہ بعض اہل سنت نے حضرت علی علیہ السلام کی شان اور آیات کی تطبیق بھی حضرت علی علیہ السلام کی ذات گرامی پر کی ہے۔

قابل ذکر ہے کہ صاحب کتاب''غایۃ المرام'' نے بہت سی آیتوں کواہل سنت کی کتابوں سے نقل کیا ہے جوآیات اہل بیت علیہم السلام پر منطبق ہوتی ہیں،یاوہ روایات جو اہل سنت نے بعض آیات کے متعلق ائمہ معصومین علیہم السلام سے نقل کی ہیں ان پر منطبق ہوتی ہیں۔

اس کےعلاوہ صاحب کتاب''حق الیقین فی معرفة اصول الدین '' نے چودہ آیات کواہل سنت کی مختلف کتابوں میں سے حضرت امیرالمؤمنین علی السلام پر یابطور کلی اہل بیت علیہم السلام پر منطبق کیا ہے۔تفصیلی طور پر سند اور طرق کے ساتھ ذکر کی گئی ہیں۔وہ کتابیں مندرجہ ذیل ہیں:

(درالمنثور)جلد۲،ص۲۹۳؛

(تفسیرفخررازی)جلد۳،ص۶۱۸ وجلد۸،ص۳۹۲؛

(تفسیر بیضاوی)ص۱۵۴؛

(تفسیرکشاف زمخشری)جلد۱،ص۲۶۴ وجلد۲،ص۳۳۹؛

(تفسیر نیشاپوری)جلد۲،ص۲۸؛

(طبقات النقول)جلد۲،ص۱۵؛

(مشارق الانوار) ص ۷۵؛

(صواعق ابن حجر) ص ۴۷؛

(سیرۃ حلبی) جلد ۳، ص ۳۰۲؛

(نور الابصار) ص ۶۹؛

(تفسیر طبری) جلد ۱۲، ص ۱۰ و جلد ۲۵، ص ۵۸؛

(شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید) جلد ۲، ص ۲۳۶ و جلد ۳، ص ۲۷۰؛

(صحیح مسلم) جلد ۲، ص ۳۳۱؛

(الشرف المؤید) ص ۱۰؛

(مصابیح السنۃ) جلد ۲، ص ۲۰۰؛

(خصائص الکبری) جلد ۲، ص ۲۶۴؛

(الاتحاف) ص ۱۸؛

(اسعاف الراغبین) کہ جو حاشیہ نور الابصار، جلد ۴، ص ۴۵ میں طبع ہوا ہے؛

(تفسیر روح البیان) ج ۳، ص ۲۳۰ و جلد ۶، ص ۴۳؛

(ینابیع المودۃ) جلد ۱، ص ۹۳، ۹۴ و ۹۹؛

(تفسیر جلالین) جلد ۱، ص ۳۵؛

(تاریخ الخلفاء) ص ۶۵؛

(الفتوحات الاسلامیہ) جلد ۲، ص ۳۴۲۔ (۱)

ا۔ رجوع کریں حق الیقین فی معرفۃ اصول الدین، سید شبر، ج ا، ص ۲۴۴ کے بعد۔

صاحب کتاب (الکشاف المنتقی لفضائل علی مرتضیٰ) نے چوہتر آیات کو دوسو اہل سنت کی کتابوں میں سے نقل کیا ہے جو امیر المومنین علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہیں۔ (۱)

﴿ایک اہم یادآوری﴾

اس بات کا ذکر کرنا ضروری ہے کہ ہمارا مقصد اور ہماری مراد یہ نہیں کہ ہم قیاس کے ساتھ حضرت علی علیہ السلام سے امام مہدی علیہ السلام تک پہنچیں بلکہ ہماری مراد اور مقصد یہ ہے کہ جو اعتراض کرنے والے نے بعید جانا اور انکار کیا ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کا قرآن میں ذکر نہیں ہم اس بات کو ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ امکان عملی ہے کہ قرآن کی آیات میں امام مہدی علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا گیا اس لیئے کہ: (حکم الامثال فیما یجوز و فیما لا یجوز واحد)۔

(مشابھہ اشیاء کا جواز اور غیر جواز میں حکم ایک ہی ہوتا ہے)

﴿نتیجہ﴾

پہلا یہ ہے کہ: یہ بات کوئی ضروری نہیں ہے کہ دوسرے دینی معارف کی طرح جو قرآن میں مذکور نہیں ہیں امام زمانہؑ کا موضوع بھی قرآن میں ذکر کیا جائے۔

دوسرا یہ کہ: بہت سے علمائے اہل سنت نے اور شیعہ علماء نے آیات قرآن کو امام مہدی علیہ السلام پر منطبق کیا ہے کہ ہم نے جواب میں ان آیات کا ذکر کیا ہے۔

ا۔ الکشاف المنتقی لفضائل علی مرتضیٰ، ص ۱۰۸ سے ۱۹۔

تو بس اعتراض کرنے والے محترم ڈاکٹر صاحب یا تو اپنی کتابوں سے نا آشنا ہیں، اور واقف نہیں ہیں یا تو اپنی کتابوں کو تسلیم نہیں کرتے ہیں، یہ کیسے اہل سنت میں سے ہیں جو اپنی کی ہوئی تفاسیر سے واقف نہیں ہیں یا قبول نہیں کرتے۔

''العجب ثم العجب''(الحق والانصاف علی القارئین)

﴿تیسرا اعتراض﴾

﴿امام مہدی علیہ السلام کا تذکرہ متواتر روایات میں نہیں ہے﴾

امام مہدیؑ کا تذکرہ متواتر روایات میں نہیں ہے

ڈاکٹر صاحب اس اعتراض میں تحریر کرتے ہیں جس مہدی کا وعدہ کیا گیا ہے اس کے لیے اخبارِ واحد اور روایات موجود ہیں اور ان روایتوں کا اس امام زمانہ کہ جس کا شیعہ علماء نے گمان کیا ہے اور اپنے ماننے والوں اور پیروکاروں کو بتایا ہے ان روایتوں سے اس کا کوئی ربط نہیں ہے۔ بلکہ یہ روایات ایک ایسے مصلح کے لیے ہیں جو پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذریت میں سے ہے اور دین رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کریں نہ یہ کہ ایک جدید دین لائیں، جس طرح امامیہ ''شیعہ'' معتقد ہیں کہ وہ ایک جدید دین لائیں گے۔

جواب

اس اعتراض کے جواب میں بیان کیا جاسکتا ہے:

علمائے اہل سنت کا یہ دعویٰ کہ حضرت مہدیؑ کے لئے متواتر روایات موجود ہیں نہ فقط اخبار واحد

اخبار اور روایات واحد کا ادعا کرنا معترض کی بے اطلاعی کی دلیل ہے، اس لیے کہ ممکن ہے کہ فریقین کی کتابوں میں مہدی علیہ السلام کے موضوع کی جزئیات مثلاً زمانۂ ظہور، علائم ظہور، یا امام کی حکومت میں کون سے کام ہوں گے اخبار واحد موجود ہیں، لیکن

اصل وجود امام زمانہ علیہ السلام اور آپ کا آخری زمانہ میں قیام اور یہ وہ کہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے کہ اس کے بعد وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی، اور بعض دوسرے امور کے لیے متواتر روایات موجود ہیں جو سنی اور شیعہ کتب میں ذکر ہوئی ہیں۔ لیکن اس اعتراض کا جواب مناظرہ کے منطقی آداب سے استفادہ کرتے ہوئے اہل سنت کی کتابوں سے استنباط پر اکتفا کیا جاسکتا ہے۔

اہل سنت کے علماء کے بیان کے مطابق حضرت مہدی علیہ السلام کے متعلق متواتر روایات موجود ہیں۔

۱۔ اہل سنت کے بزرگ عالم دین ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغہ میں تحریر کرتے ہیں:

(تمام مسلمانوں کے فرقوں کا اتفاق ہے کہ دین و دنیا اور تکلیف تمام نہیں ہوگی مگر جس مہدی علیہ السلام کا وعدہ کیا گیا ہے اس کے ظہور کے ساتھ۔)(۱)

۲۔ کتاب اسعاف الراغبین میں نقل ہوا ہے:

(پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متواتر اخبار منقول ہیں کہ مہدی ''علیہ السلام'' ''قیام کریں گے اور وہ اہل بیت ''علیہم السلام'' پیغمبر صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے ہیں، زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔)(۲)

۱۔ شرح نہج البلاغہ ج۱۰ص۹۶۔

۲۔ اسعاف الراغبین باب۲ص۱۳۸۔

۳۔ابن حجر نے ابوالحسن الآجری سے نقل کیا ہے:

(پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متواتر روایات نقل ہوئی ہیں کہ مہدی ''علیہ السلام'' پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت ''علیہم السلام'' میں سے ہیں اور وہ زمین کو عدل سے بھر دیں گے۔ وہ سات سال حکومت کریں گے، اور جناب عیسیٰؑ کے ساتھ قیام کریں گے اوران کی مدد سے دجال کو فلسطین میں قتل کریں گے،عیسیٰؑ اورامت اسلامیہ ان کی اقتدا کرے گی۔)(۱)

۴۔علامہ برزنجی تحریر کرتے ہیں:

(وہ روایات کہ جن میں حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور کے متعلق بیان کیا گیا، وہ متواتر ہیں اور ان میں سے بعض صحیح ،بعض حسن اور بعض ضعیف ہیں...لیکن کثرتِ روایات کی وجہ سے ضعیف روایات نے قوی روایات کے ذریعہ تقویت پائی ہے اور موجب قطع ہوئی ہیں۔اور جو یقینی امر ہے وہ یہ ہے کہ ان کا ظہور مسلمات میں سے ہے، وہ فاطمہؑ کی اولاد میں سے ہیں اور زمین کو عدل کے ساتھ بھر دیں گے)۔(۲)

۵۔شیخ علی ناصر کتاب ''غایۃ المأمول'' میں تحریر کرتے ہیں:

(گذشتہ اور ہم عصر علماء میں یہ مشہور ہے کہ ایک شخص اہل بیت ''علیہم السلام'' سے آخری زمانے میں بنام مہدی ''علیہ السلام'' قیام کرے گا اور مسلمان اس کی پیروی کریں گے اور وہ دین کی مدد کرے گا، دجال ظاہر ہوگا، اور عیسیٰؑ نازل ہوں گے، اور عیسیٰ مہدی

۱۔صواعق المحرقۃ،ص ۱۶۷۔

۲۔الاشاعۃ لاشراط الساعۃ، محمد بن رسول البرزنجی، ص ۸۷۔

''علیہ السلام'' کے ساتھ یا وہ تنہا دجال کو قتل کریں گے۔.....اور اکابر صحابہ اور محدثین میں سے جیسے ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، طبرانی، ابی یعلیٰ، بزاز، امام احمد، حاکم نے مہدی ''علیہ السلام'' کے متعلق روایات کو نقل کیا ہے، اور ابن خلدون کی طرح (کہ جنھوں نے تمام روایاتِ مہدی ''علیہ السلام'' کو ضعیف شمار کیا ہے۔)اشتباہ کیا ہے)۔

نیز اس کتاب میں ذکر ہوا ہے کہ کتاب فتح الباری میں اس طرح ذکر ہوا ہے:

(متواتر روایات میں نقل ہوا ہے کہ مہدی (علیہ السلام) اس امت میں سے ہیں اور جناب عیسیٰؑ نازل ہوں گے اور ان کی امامت میں نماز پڑھیں گے، اور صحیح نظریہ یہ ہے کہ عیسیٰ ''علیہ السلام'' زندہ ہیں اور آسمان پر جا چکے ہیں.....)۔

نیز اسی کتاب میں نقل ہوا ہے:

(شوکانی نے اپنی رسائل ''التوضیح'' میں حضرت مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دجال کے متعلق متواتر روایات کی تائید کی ہے۔)

اس کے بعد صاحب کتاب ''غایۃ المأمول'' تحریر کرتے ہیں:

(یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ مہدی ''علیہ السلام'' کے متعلق متواتر احادیث موجود ہیں۔اس کے لیے جو ذرہ برابر ایمان اور کچھ انصاف رکھتا ہو اسی مقدار میں کافی ہے۔(۱)

۶۔علامہ گنجی شافعی نے کتاب ''البیان'' کے گیارہویں باب میں حضرت مہدی علیہ السلام کے متعلق روایات کے متواتر ہونے کی تائید کی ہے۔

۷۔صاحب کتاب ''کفایۃ الموحدین'' نے حضرت مہدی علیہ السلام کے متعلق

۱۔غایۃ المأمول ج ۵ ص ۳۸۲۔

روایات کے تواتر کو شافعی سے بھی نقل کیا ہے۔اور کتاب (البرہان فی علامات مہدی آخر الزمان) میں مذاہب اربعہ کے علماء نے حضرت مہدی علیہ السلام کے متعلق روایات کو صحیح اور ان کے قیام کو یقینی جانا ہے۔اور ان کے صفات اور اوصاف کی یاددہانی کی ہے، یہ مذاہب اربعہ کے چار علماء(ابن حجر شافعی صاحب کتاب المختصر، احمد بن زیان حنفی، محمد بن محمد مالکی اور یحییٰ بن محمد حنبلی......)۔(۱)

۸۔حافظ عسقلانی نے کتاب ''تہذیب التہذیب''اور سیوطی نے کتاب ''الحاوی للفتاویٰ''میں قیام مہدی علیہ السلام کے متعلق اخبار اور روایات (اور یہ کہ وہ اہل بیت پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے ہیں، سات سال حکومت کریں گے، زمین کو عدل وانصاف سے بھردیں گے اور عیسیٰ ''علیہ السلام'' ان کی اقتداء کریں گے) کو متواتر جانا ہے۔(۲)

۹۔صاحب کتاب ''الاتحاف اھل الاسلام'' نے اصل قیام مہدی علیہ السلام اور صاحب کتاب ''مناقب الشافعی'' نے حضرت مہدی علیہ السلام کے واقعہ کو اور یہ کہ وہ پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت علیہم السلام میں سے ہیں متواتر روایات کو ذکر کیا ہے۔(۳)

۱۰۔سفارینی حنبلی نے حضرت مہدی علیہ السلام کے موضوع کو اہل سنت کے علماء

۱۔البرہان فی علامات مہدی آخر الزمان، متقی ہندی، باب ۱۳،ص ۱۷۷تا۱۸۳۔

۲۔التہذیب التہذیب، ج۹ص ۱۲۶۔

۳۔المہدی، ابوطالب تجلیل،ص ۶۲۔

کے یقینی اور قطعی اعتقادات میں سے شمار کیا ہے اور روایات کے متواتر ہونے کا دعویٰ کیا ہے، اور صریحاً تحریر کیا ہے:

(قیام مہدی ''علیہ السلام'' پر ایمان جس طرح اہل علم کے نزدیک مقرر ہوا ہے واجب ہے۔)(۱)

۱۱۔سید محمد صدیق حسن قنوجی تحریر کرتے ہیں:

(مہدی ''علیہ السلام'' کے متعلق روایات مختصر اختلاف کے ساتھ اتنی کثیر تعداد میں ہیں جو تواتر کی حدتک پہنچ چکی ہیں اور کتب سنن اور اس کے علاوہ اسلامی مولفات اور معاجم اور مسانید میں مذکور ہیں)۔(۲)

۱۲۔علامہ محمد بن جعفر کتانی ابن خلدون کے مخالف نظریہ کو نقل کرنے، اور اس کے نظریے کی تردید اور تنقید کرنے کے بعد صریحاً تحریر کرتے ہیں:

(حضرت مہدی ''علیہ السلام'' کے متعلق روایات اتنی کثرت سے موجود ہیں کہ تواتر کی حدتک پہنچ چکی ہیں)۔(۳)

۱۳۔ڈاکٹر شیخ عبدالمحسن العباد، مدینے کے اسلامی یونیورسٹی کے سابق رئیس (کہ صاحب اعتراض نے بعض مقامات پر ان کی طرف نسبت دی ہے) شیخ عبداللہ بن زیاد آل محمود کی رد میں جو قطری شرعی عدالت کے قاضی القضاۃ ہیں) اپنے رسائل

۱۔لوامع الانوار البھیۃ، محمد سفارینی حلبی، ج۲ص ۸۴۔

۲۔الاذاعۃ لما کان ویکون بین یدی الساعۃ، سید محمد صدیق، حسن،ص ۱۱۲۔

۳۔النظم المائر من الحدیثِ المتواتر، جعفر کتانی،ص ۲۲۶اور ۲۲۷۔

" لا مهدی ينتظر بعد الرسول خير البشر " میں تحریر کرتے ہیں: اصولاً مہدی کا نظریہ اہل سنت کے قدیم علماء کے اعتقاد میں سے نہیں ہے، اول صدی هجری میں اصحاب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوران کے چاہنے والوں نے اس فکر کا ذکر نہیں کیا ہے اوراس بیان کی تردید اورتنقید میں عبدالمحسن العباد کہتے ہیں: حضرت مہدی "علیہ السلام" کے ظہور کے متعلق پیغمبر اسلام سے کثیر تعداد میں احادیث منقول ہیں، اوراصحاب سے ان کے چاہنے والوں تک پہنچی ہیں ہم ان کے متواتر ہونے کی طرف متوجہ ہوئے، ہم یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ پہلی صدی میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب اوران کے چاہنے والوں نے اس نظریہ کو ذکر نہیں کیا ہے؟) اس کے بعد شیخ عبدالمحسن العباد، نے حضرت مہدی علیہ السلام کے متعلق متواتر روایات کے اعتقاد کو شوکانی سے اس کی کتاب " التوضیح" اور صدیق حسن خان اپنی کتاب " الاذاعۃ" میں نقل کرتے ہیں۔ اوراسی کتاب میں ذکر ہوا ہے: (یہ احادیث بیشک متواتر ہیں بلکہ صفت تواتر کا اطلاق اس سے کم روایات پر صدق کرتا ہے" جو اصطلاحات اصول میں سے ہے" دوسری طرف سے ایسے آثار اصحاب رسول صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہنچے ہیں جو بطور صریح حضرت مہدی (علیہ السلام) کے ظہور پر دلالت کرتے ہیں، وہ بھی کثیر تعداد میں ہیں........(۱)۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ قطر کی شرعی عدالت کے قاضی القضاۃ کے رسالے "لا مهدی ينتظر بعد الرسول خير بشر" کے جواب میں ڈاکٹر شیخ عبدالمحسن العباد" مدینہ طیبہ کے اسلامی یونیورسٹی کے سابق رئیس" نے "عقیدۃ اہل السنۃ والاثر فی مہدی

۱۔ مصلح جہانی ومہدی موعود از دیدگاہ اہل سنت ص ۱۶۷۔ سے نقل شدہ۔

المنتظر"، میں مستقل چالیس حدیثیں جو صرف حضرت مہدی علیہ السلام سے مربوط ہیں ذکر کی ہیں۔(۱)

اور ڈاکٹر صاحب نے جن صحاح، سنن اور مسانید کے تحریر کرنے والوں کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے روایات مہدی علیہ السلام کو نقل نہیں کیا ہے یہ دعویٰ بغیر دلیل کے ہے۔

﴿ نتیجہ ﴾

تو اس بنا پر اعتراض کرنے والے کا اعتراض بے جا ہے، یا تو عدم علم کی بنا پر ہے، یا تعصب کی بنا پر، کہ عدم علم کی بنا پر یا تعصب کی نگاہ سے اعتراض کرنا دونوں عقل سلیم کے مطابق قبیح ہیں۔ اس لیے کہ ہم نے اہل سنت کی روایات میں سے حضرت مہدی علیہ السلام کے متعلق روایات کے متواتر ہونے کو ثابت کیا ہے۔

اگر اعتراض کرنے والے کا اعتراض عدم علم کی بنا پر ہے تو ہم نے ان کے علم میں اضافے کے لئے بیان کیا، اور اگر ان کا اعتراض تعصب کی وجہ سے ہے، تو اس کا کوئی علاج نہیں ہے، سوائے یہ کہ اس بیماری کا علاج فقط عقل اور فکر سلیم کے ذریعے کیا جا سکتا ہے۔ بہرحال ہمارا حسن ظن یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب کا یہ اعتراض عدم علم کی بنا پر ہوگا اور عدم علم کی مشکل ہمارے جواب سے حل ہو جائے گی۔ اس لیے کہ ایک ڈاکٹر اس قسم کا اعتراض تعصب کی نگاہ سے کریں یہ بعید ہے۔

﴿چوتھا اعتراض﴾

﴿روایات میں شیعوں کے وہمی امام (زمانہؑ) کا تذکرہ نہیں ہے﴾

﴿روایات میں شیعوں کے وہمی امام (زمانہؑ) کا تذکرہ نہیں ہے﴾

اعتراض کرنے والے نے اس اعتراض کے دوسرے حصے میں یہ کہا ہے کہ اگر روایات میں مہدی کا ذکر ہے بھی تو وہ مہدی جن کا شیعوں نے گمان کیا ہے وہ نہیں ہیں۔

﴿جواب﴾

نہایت ہی ادب و احترام، کے ساتھ محترم ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں عرض کیا جا سکتا ہے کہ آپ کا یہ بیان بے بنیاد اور بے اساس ہے اس لیے کہ فریقین (شیعہ اور سنی) کی روایات میں خلفائے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا مسلمانوں کے امام بارہ ہیں ان روایات کے مطابق جس مہدی علیہ السلام کا وعدہ کیا گیا ہے وہ بھی خلیفۂ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور روایات "ما دامت دین قائماً "یا" لایزال "بطور صریح دلالت کرتی ہیں جب تک دین اسلام اور امت اسلامیہ کا وجود ہے پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلفاء بھی موجود ہیں۔

تاریخ کی قطعی اور یقینی گواہی کے ساتھ گیارہ افراد دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں لہٰذا ایک خلیفۂ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ اور غائب ہے، جو وہی مہدی علیہ السلام ہیں کہ جن کا وعدہ کیا گیا ہے، اور شیعوں کا مقصد اور مراد وہی امام زمانہ علیہ السلام ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زندہ خلیفہ اور جانشین ہیں۔

اگر اعتراض کرنے والا یہ کہے کہ جس مہدی کا وعدہ کیا گیا ہے کہ اب تک اس کی ولادت نہیں ہوئی، مستقبل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانشین اور خلیفہ ہوں گے اس کے جواب میں کہا جاسکتا ہے، کہ مضمونِ روایت، (من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتة جاھیلة)۔(جو اہل سنت کی متعدد کتابوں میں نقل ہوا ہے اور ہم پہلے اس کا ذکر کر چکے ہیں) جو اہل سنت کے ذریعہ بھی نقل ہوئی ہے یہ ہے کہ کوئی زمانہ حجت الٰہی سے خالی نہیں ہوگا اور امام جو ان روایات میں ذکر ہوا ہے پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح لوگوں میں سے کامل تر اور ان کا جانشین ہے جس کو ہم امام زمانہ علیہ السلام کہتے ہیں۔

یہی مطلب پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس جملے سے (لن یفترقا حتی یردا علیّ الحوض) (ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے جب تک یہ حوض کوثر کے کنارے میرے پاس آ جائیں) جو اہل سنت کے نزدیک متواتر ہے اس سے سمجھا جاسکتا ہے، اس لیے کہ قرآن اور اہل بیت علیہم السلام کا جدا نہ ہونا جب تک قرآن لوگوں میں باقی ہے اہل بیت علیہم السلام کا ہونا بھی ضروری ہے اور آج ہمارے زمانہ میں اہل بیت علیہم السلام کے مصداق حضرت مہدی علیہ السلام ہیں کہ جس کا وعدہ کیا گیا ہے یعنی ہمارے حضرت مہدی علیہ السلام ہیں جو قرآن کے ساتھ ہیں۔

اور یہ رسالت کے مقصد کے خلاف ہے کہ کوئی صاحبِ شریعت پیغمبر کا خلیفہ اور جانشین نہ ہو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہر زمانے میں ایک پیغمبر کا خلیفہ موجود تھا اور آج بھی کوئی موجود ہے۔ وہ ہمارے مولا حضرت مہدی علیہ السلام ہیں۔

﴿پانچواں اعتراض﴾

﴿امام مہدیؑ کا تذکرہ صحیح مسلم میں نہیں ہے﴾

﴿امام مہدیؑ کا تذکرہ صحیح مسلم میں نہیں ہے﴾

ڈاکٹر مسعود امید نیویارک سے تعلق رکھنے والے اعتراض کے تیسرے حصے میں مذکورہ انٹرنیٹ کی ایک وب سائیٹ ''website'' پر ذکر کرتے ہیں: صحیح مسلم میں جس حضرت مہدی علیہ السلام کا وعدہ کیا گیا ہے اس کے متعلق ایک حدیث بھی موجود نہیں ہے۔

﴿جواب﴾

اس اعتراض کے حصے کے تین جوابات کو پیش کیا جا سکتا ہے:

۱۔ مگر صحیح مسلم میں اہل سنت کی تمام شریعت اور ان کے اعتقاد اور تمام فقہی، تاریخی اعتقادی، کلامی، تفسیری، قرآنی مطالب موجود ہیں کہ اس بات کا نہ ہونا طالب توجہ ہو، جس طرح دوسری چیزیں نہیں ہیں اس طرح یہ چیز بھی ذکر نہیں ہوئی، مگر ہر چیز کے صحیح ہونے کا معیار یہ ہے کہ وہ صحیح مسلم میں ہو اگر صحیح مسلم میں نہ ہو تو وہ باطل ہے، اگر اس کو قبول کر لیں تو بہت سے مطالب جو اہل سنت کے اصول میں سے ہیں صحیح مسلم میں نہیں ہیں، وہ باطل ہیں۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ایک محترم ڈاکٹر سے یہ بات بعید تھی کہ ایک ایسی بات کریں جس سے ان کا اپنا مذہب بھی موردِ سوال قرار پائے۔

یہ ایک نئی بات نہیں ہے جب بھی کسی کے ساتھ بحث یا مناظرہ ہوتا ہے فوراً کہتے ہیں بخاری اور مسلم میں موجود نہیں ہے۔ آپ مذہب شیعہ کو چھوڑیے خود اہل سنت کیا اس بات کے پابند ہیں کہ صحیح ہونے کا معیار یہ ہے کہ جو بخاری اور مسلم میں ہو۔ قطعاً وہ اس بات کے پابند نہیں ہیں کہ صحت اور بطلان کا معیار بخاری اور مسلم میں ہونا یا نہ ہونا ہے۔

لہٰذا یہ بات کہنا کہ صحیح مسلم میں نہیں ہے تو غیر منطقی ہے، اور مہدی موعود علیہ السلام کے وجود اور اس کے حجت الٰہی ہونے کے لیے مضر نہیں ہے۔

ڈاکٹر شیخ عبدالمحسن العباد مدینۂ منورہ کی اسلامی یونیورسٹی کے سابق رئیس نے ''الجامعۃ الاسلامیۃ'' نامی رسالے ''Magazine'' میں بخاری اور مسلم میں بطور مفصل جس مہدی کا وعدہ کیا گیا ہے اس کے متعلق روایات موجود نہ ہونے کی علت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: (اس قسم کی احادیث کا بخاری اور مسلم میں درج نہ ہونا اس بات کی دلیل نہیں کہ یہ روایات شیخین ''بخاری اور مسلم'' کے نزدیک ضعیف ہیں، اس لیے کہ شیخین ہرگز اس بات کے مدعی نہیں تھے کہ صحیح مسلم اور صحیح بخاری میں جو کچھ صحیح ہے وہ کامل طور پر نقل ہوا ہے۔ یہاں تک کہ انہوں نے یہ بھی نہیں کہا کہ ہم نے صحیح احادیث کو جمع کیا ہے۔ تو بس ہم یہ نہیں کہہ سکتے جو بھی صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں نہیں ہے وہ ضعیف ہے بلکہ خود بخاری اور مسلم نے اس کے خلاف صراحت کی ہے۔ ابن عمرو کتاب ''علوم الحدیث'' میں تحریر کرتے ہیں (بخاری اور مسلم نے تمام صحیح احادیث کو ضبط نہیں کیا اور اس امر کے پابند نہیں تھے) بخاری سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا: (میں اپنی جامع کتاب میں سوائے صحیح احادیث کے اور کچھ نہیں لایا ہوں ہاں میں نے اپنی جامع احادیث کی کثرت کی وجہ سے بعض صحیح احادیث نقل کرنے سے صرف نظر کی ہے)..... اور نووی شرح صحیح مسلم کے مقدمے میں تحریر کرتے ہیں..... یہ دونوں ''بخاری اور مسلم'' احادیث کے ضبط کرنے کے کلی قواعد کے پابند نہیں تھے، بلکہ خود تصریح کرتے ہیں کہ وہ تمام احادیث کو ضبط نہیں کر سکے ہیں، اور ان کا مقصد یہ تھا کہ بعض احادیث کو جمع کریں.....)۔(۱)

۱۔ سبائک الذھب، محمد امین سویدی، ص ۷۸۔

۲۔کتاب ''سبائک الذھب''(علمائے اہل سنت میں سے ایک عالم کی لکھی ہوئی کتاب ہے) میں حضرت مہدی ''علیہ السلام'' کے لیے اس طرح ذکر ہوا ہے:

(علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت مہدی ''علیہ السلام'' وہی ہیں جو آخری زمانے میں قیام کریں گے اور زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔)(۱)

اہل سنت کے اس بزرگ عالم نے اتفاق کا لفظ استعمال کیا ہے، نہ شہرت کا اگر کہتے کہ مشہور ہے جب بھی ہم یہ کہتے کہ مسلم نے کوئی حدیث ذکر نہیں کی ہے بلکہ شہرت سے بالاتر اتفاق کا لفظ ذکر کیا ہے یعنی تمام علمائے اہل سنت وہ بھی مسلم جیسی مشہور شخصیت اتفاق آراء میں نہ شمار ہو یہ بعید ہے، اور اتفاق کے خلاف ہے تو پھر مسلم بھی حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے قائل ہیں۔

۳۔یہ روایت اہل سنت کی اکثر کتابوں میں یہاں تک کہ صحیح مسلم اور صحیح بخاری میں مختلف سندوں کے ساتھ ذکر کی گئی ہے:

(کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و اما مکم منکم)۔(۲)

(تمہاری اس وقت کیا کیفیت ہوگی جب مریم کا بیٹا (عیسیؑ) تمہارے درمیان نازل ہوگا اور تمہارے امام تم میں سے ہوں گے)۔

صحیح مسلم میں ذکر ہوا ہے: **(لا تزال طائفة من امتی یقاتلون علی الحق ظاهرین الی یوم القیامة قال : فینزل عیسی بن مریم فیقول امیرهم ، تعال صلّ بنا فیقول : لا ان یعضکم علی بعض امراء .....)۔(۳)**

۱۔سبائک الذھب ۲۔صحیح مسلم، ج۱ص۹۴؛ کتاب الایمان، حدیث۲۴۴؛ صحیح بخاری، ج۴، ص۱۴۳۔
۳۔صحیح مسلم، جدیث۱، ص۹۴؛ کتاب الایمان، ح۲۴۷۔

(جابر ابن عبداللہ نے کہا: میں نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپ نے فرمایا: (میری امت کا ایک گروہ قیامت تک فاتحانہ شان سے لڑے گا) اس کے بعد فرمایا: (اس وقت عیسی بن مریم نازل ہوں گے اور ان کے امیر ان کو کہیں گے: آجائیں کھڑے ہوجائیں اور ہمارے لیے نماز قائم کریں۔ اس وقت عیسی بن مریم کہیں گے'' آپ میں سے بعض آپ پر امیر ہیں'' انھیں روایات میں ''عقد الدّ رر'' میں (**فینزل عیسیٰ بن مریم**) کے بعد اس طرح ذکر ہوا ہے:

(طلوع الفجر ببیت المقدس ینزل علی المهدی فیقال له تقدم یا نبی الله فصل بنا فیقول : ان هذه الامة امیر بعضهم علی بعض .....)۔(۱)

(اس کے بعد عیسی بن مریم طلوع فجر کے وقت مہدی ''علیہ السلام'' پر نازل ہوں گے اور ان کو کہا جائے گا: اے پیغمبر خدا! کھڑے ہوجاؤ اور آگے چلو ہم تمہاری اقتداء میں نماز پڑھیں، اس کے بعد وہ کہیں گے اس امت کے بعض افراد دوسرے بعض پر امیر ہیں)۔

ان روایات سے بخوبی یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ حضرت عیسیؑ امت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امام یعنی حضرت مہدی علیہ السلام کی اقتداء کریں گے اور آپ یعنی مہدی

۱۔عقد الدّ رر، فی اخبار المنتظر، یوسف بن یحییٰ المقدس الشافعی السلمی ص۲۹۳، ح۳۵۳۔

علیہ السلام امام جماعت ہوں گے۔ اسی مضمون کی ابو سعید خدری سے نقل شدہ روایت سے جو پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کی گئی ہے تائید ہوتی ہے، کہ آپ نے فرمایا:

(منا الذی یصلی عیسی ابن مریم خلفه)۔

(جن کی اقتداء میں عیسیٰ بن مریم نماز پڑھیں گے وہ ہم میں سے ہیں۔)

یہ روایت بہت سی اہل سنت کی کتابوں میں موجود ہے من جملہ:

(کنز العمال)،(۱)

(البرھان)(۲)

مناقب المھدی) بنا بر نقل (عقد الدرر)۔(۳)

اہل سنت کے نقل کے مطابق اور کتابوں میں اسی مضمون کے مشابہ (کہ حضرت عیسیٰؑ حضرت مہدی علیہ السلام کی اقتداء کریں گے) مضمون صراحت کے ساتھ ذکر ہوا ہے من جملہ:

(غایۃ المعمول (شرح التاج الجامع للا صول)(۴)

(اسعاف الراغبین)(۵)

(العرف الوردی (الحاوی للفتاوی)(۶)

(الصواعق المحرقۃ)،(۷)

۱۔ کنز العمال، ج ۱۴، ص ۲۶۶۔ ۲۔ البرھان، فی علامات المہدی، ص ۱۵۸۔
۳۔ عقد الدرر، ص ۸۴، حدیث ۵۳۔ ۴۔ غایۃ المعمول، ج ۵، ص ۳۶۰۔
۵۔ اسعاف الراغبین ص ۱۳۸۔ ۶۔ الحاوی للفتاوی۔ ۷۔ الصواعق المحرقۃ

(ینابیع المودۃ)(۱)

(الفتن)(۲) وغیرہ وغیرہ۔

﴿ نتیجہ ﴾

سب سے پہلے یہ کہ: حضرت مہدی علیہ السلام کے متعلق متواتر روایات موجود ہیں، لہذا یہ اعتراض کرنا کہ روایات واحد ہیں صحیح نہیں ہے۔

دوسرے یہ کہ: جس مہدی علیہ السلام کا وعدہ کیا گیا ہے اور جو اہل سنت کی کتابوں میں ہے اور جس کے شیعہ معتقد ہیں اس میں کوئی فرق نہیں ہے۔ لہذا یہ اعتراض کرنا بے جا ہے کہ اہل سنت کی کتابوں میں اور شیعوں کے عقیدے میں مہدی موعود علیہ السلام میں فرق ہے۔ یعنی جس کے شیعہ حضرات معتقد ہیں اسی کا اہل سنت کی کتابوں میں ذکر کیا گیا ہے۔

تیسرے یہ کہ: صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں جو روایات حضرت مہدی علیہ السلام کے متعلق ہیں تفصیلی ذکر نہ کرنے کا سبب ہم نے ذکر کیا ہے۔

لہذا یہ اعتراض کہ مسلم میں امام زمانہ علیہ السلام کے لیے روایات نہیں ہیں کم علمی اور تعصب سے خالی نہیں ہے۔

۱۔ ینابیع المودۃ
۲۔ الفتن

﴿مہدی موعودؑ شیعوں کے وہمی امام زمانہ نہیں ہیں﴾

﴿مہدی موعود شیعوں کے وہمی امام زمانہ نہیں ہیں﴾

اہل سنت کی کتابوں میں اور شیعوں کے عقیدے کے مطابق امام زمانہ میں بعض فرق پائے جاتے ہیں یعنی جس امام زمانہ کے شیعہ معتقد ہیں وہ حقیقی مہدی جس کا وعدہ کیا گیا ہے وہ نہیں ہیں بلکہ وہ شیعوں کے وہمی مہدی ہیں۔

پہلا فرق: (اہل سنت کی صحیح روایات میں مہدی کا نام ''محمد بن عبداللہ'' ہے لیکن شیعوں کے عقیدے کے مطابق امام زمانہ کا نام ''محمد بن حسن''عسکری'' ہے۔)

دوسرا فرق: (حقیقی اور واقعی مہدی کہ جن کے آنے کا وعدہ کیا گیا ہے، امام حسن رضی اللہ عنہ کی ذریت میں سے ہیں، اور شیعوں کا دعویٰ ہے کہ امام زمانہ علیہ السلام حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی نسل میں سے ہیں)۔

﴿جواب﴾

ان دونوں دعووں کے باطل ہونے کے لئے برادران اہل سنت کی کتابوں سے ثابت کیا جاسکتا ہے کہ جس حقیقی مہدی علیہ السلام کا وعدہ کیا گیا ہے، کہ جس کے شیعہ قائل ہیں وہ امام حسن عسکری علیہ السلام کے فرزند ہیں۔ اور خود شیعہ کتابوں میں نیز اس مطلب کو یقینی اور متواتر طور پر بیان کیا گیا ہے۔

اعتراض کرنے والے کے اس دعویٰ کو ''مہدی علیہ السلام کا نام محمد بن عبداللہ ہے'' خود اہل سنت کی کتابوں سے رد کیا جاسکتا ہے کہ جن میں واضح ہے کہ وہ حسن عسکری علیہ

السلام کے فرزند ہیں ہم اس مقام پر بعض روایات کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

۱۔ ابن عباس نے پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک طولانی روایت کو نقل کیا ہے (کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نعثل نامی یہودی نے بعض مسائل پوچھے، من جملہ آپ کے اوصیا کے لئے دریافت کیا، تا کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اوصیاء کے نام بتائیں) آپؐ نے اس کے جواب میں فرمایا: (..... ثم ابنہ الحسن، ثم الحجۃ بن الحسن، فھذہ اثنا عشر ائمۃ عدد نقباء بنی اسرائیل)۔(۱)

(.....اس کے بعد اس کا فرزند حسن، اس کے بعد حجۃ ابن الحسن ہے۔ پس نقبائے بنی اسرائیل کی تعداد کی طرح یہ بارہ افراد سب کے سب امام ہیں۔)

۲۔ جابر بن عبد اللہ انصاریؓ نے پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کے اوصیاء کے متعلق دریافت کیا اور پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ائمہ اثنا عشر کے یکے بعد دیگرے نام لیے جب آپ امام باقر علیہ السلام کے نام تک پہنچے تو آپ نے فرمایا، اے جابر! جب تم ان سے ملاقات کروگے، تو انہیں میرا سلام کہنا۔ اور اس کے بعد فرمایا: (ثم القائم، اسمہ اسمی و کنیتہ کنیتی محمد بن الحسن بن علی، ذلک الذی یفتح اللہ تبارک و تعالیٰ علی یدیہ مشارق الارض و مغاربھا، ذلک الذی یغیب عن اولیائہ غیبۃ لا یثبت علی القول بامامتہ الاّ من امتحن اللّٰہ قلبہ للایمان)۔(۲)

۱۔ فرائد السمطین، ج ۲ ص ۱۳۴، حدیث ۴۳۱۔

۲۔ ینابیع المودۃ، ج ۳ ص ۳۹۹، المناقب خوارزمی سے نقل شدہ۔

(ان کے بعد قائم ہیں اس کی کنیت، میری کنیت کی طرح ہے، محمد بن حسن بن علی، وہ ہیں کہ جس کے بدست خدا سرزمین مشرق ومغرب کو فتح کرے گا۔ اور یہ شخص اپنے اولیاء "دوستوں" کی نظروں سے غائب ہوجائے گا اس طرح کہ سوائے ثابت قدم افراد کے کہ خدا نے جن لوگوں کے قلوب سے ایمان کے ساتھ امتحان لیا ہے امامت پر ثابت قدم رہیں گے)۔

۳۔ جابر بن عبد اللہ انصاریؓ سے اس یہودی کے متعلق روایت ہے کہ جس کا نام جندل بن جنادۃ تھا وہ پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ: میں نے خواب میں حضرت موسیٰؑ کو دیکھا ہے اور آپ نے فرمایا کہ محمد "صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" کے بدست مسلمان ہوجاؤ۔ یہودی نے خواب نقل کرنے کے بعد پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا، آپ کے اوصیاء آپ کے بعد کون سے ہیں؟ اور ان کی تعداد کتنی ہے؟ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اوصیاء کا تمام اوصاف کے ساتھ نام ذکر کیا، جب امام ہادی علیہ السلام کا نام لیا تو آپ نے فرمایا: (..فبعدہ ابنہ الحسن یدعی بالعسکری، فبعدہ ابنہ محمد یدعی بالمھدی و القائم و الحجۃ فیغیب ثم یخرج..)۔(۱)

(.......اور اس کے بعد ان کا فرزند حسن کہ جن کو عسکری کہا جائے گا، اور ان کے فرزند محمد کہ جنہیں مہدی "علیہ السلام"، قائم، اور حجت کہا جائے گا۔ پس وہ غائب ہوجائیں گے اور اس کے بعد ظہور کریں گے)۔

۱۔ ینابیع المودۃ، ج ۳ ص ۲۸۴۔

۴۔حذیفہ پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

(....لو لم یبق من الدنیا الا یوم واحد لطوّل اللہ ذلک الیوم حتی یبعث فیہ رجلاً من ولدی اسمہ اسمی))فقام سلمان الفارسی فقال :یا رسول اللہ من ایّ ولدک ؟ قال :(ھو من ولدی ھذا).وضرب بیدہ علی الحسین .)۔(۱)

(اگر دنیا میں سے ایک دن سے زیادہ نہ رہ گیا ہو خدا اس دن کو اتنا طولانی کرے گا یہاں تک کہ میری اولاد میں سے ایک شخص کہ جس کا نام میرے نام کی طرح ہے مبعوث ہوگا) جناب سلمان فارسیؒ نے پوچھا: یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ آپ کی کون سی اولاد میں سے ہیں؟ پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ میرے اس بیٹے کی نسل میں سے ہوگا) اور اپنا ہاتھ حسین (علیہ السلام) کے شانہ پر رکھا۔

۵۔جناب سلمان محمدیؒ ’’فارسی‘‘ سے روایت ہے کہ:(قال : دخلت علی النبّی واذاً الحسین بن علیٰ علیٰ فخذہ و ھو یقبل خدیہ ویلثم فاہ ویقول : (انت سید ابن سید .....ابو حجج تسعۃ تاسعھم قائمھم)۔(۲)

(میں پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گیا، میں نے دیکھا کہ آپ نے حسین علیہ السلام کو اپنی گود میں بٹھا رکھا ہے اور ان کے رخساروں اور لبوں کا بوسہ لے رہے ہیں اور ان سے فرما رہے ہیں: (تم آقا اور سردار ہو، اور سردار اور آقا کے فرزند ہو....اور نو حجتوں کے باپ ہو، کہ ان میں سے نواں وہی قائم ہے جو تمہاری صلب میں سے ہوگا)۔

۱۔عقد الدّرر، ص۸۲۔ ۲۔ینابیع المودۃ، ج۲ ص۴۴۔

۶۔احمد بن اسحاق اشعری امام حسن عسکری علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے مجھ سے فرمایا: (اے احمد بن اسحاق! خدا نے آدم کی خلقت سے قیامت تک کسی زمانے کو اپنی حجت سے اپنی مخلوق کو رہا نہیں کیا ہے....)۔

اس کے بعد احمد نے پوچھا: یابن رسول اللہ ’’صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم‘‘ امام اور حجت خدا آپ کے بعد خلق خدا پر کون ہیں؟ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام بہت تیزی کے ساتھ کمرے میں آئے، اور ایک کم سن بیٹے کو لائے کہ جس کی عمر تین برس تھی۔ اور وہ آپ کے شانے پر بیٹھا ہوا تھا، اور اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا تھا اور فرمایا: (اگر تم خدا اور ان کی حجتوں کے نزدیک معنوی اعتبار سے اس مقام پر فائز نہ ہوتے تو میں ہر گز اپنے بیٹے کو تمہیں نہ دکھاتا) اس کے بعد فرمایا: (اس فرزند کا نام پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکھا ہے اور ان کو اپنی کنیت دی ہے، اور وہ یہی ہیں جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے، جس طرح وہ زمین ظلم جور سے بھر چکی ہوگی۔)

۷۔سلیم بن قیس ہلالی کہتے ہیں: ایک دن عثمان کی خلافت کے زمانے میں، میں نے مسجد النبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بعض انصار اور مہاجرین کو دیکھا کہ وہ اپنے فضائل بیان کر رہے تھے۔ اور وہاں علی علیہ السلام بھی موجود تھے، لیکن آپ نے اپنے فضائل کا کوئی تذکرہ نہیں کیا۔ حاضرین نے کہا: یا ابن الحسن (علیہ السلام) آپ بھی کچھ فرمائیے؟ اس وقت حضرت علی علیہ السلام نے روایت غدیر اور پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معروف جملے پڑھے جو علی علیہ السلام کے متعلق آپ نے فرمائے تھے، اور اس آیۂ کریمہ

(الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا)۔(۱) کے نزول کے متعلق فرمایا: کہ غدیر کے دن یہ آیت نازل ہوئی۔ اس کے بعد حاضرین نے امام علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا یہ آیت فقط آپ کے شان میں نازل ہوئی ہے؟ آپ نے ان کے جواب میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جواب دیا کہ آپ نے فرمایا: ''یہ آیت میرے بعد تمام اوصیاء کے لیے نازل ہوئی ہے'' جب پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لوگوں نے ان کے نام دریافت کیے تو آپ نے فرمایا:

(وہ میرے بھائی علی علیہ السلام ، جو میرے وارث اور وصی ہیں ، اس کے بعد میرے دو فرزند حسنؑ و حسینؑ ، اور ان کے بعد میرے نو بیٹے حسین علیہ السلام کی صلب میں سے ہوں گے۔ وہ قرآن کے ساتھ قرآن ان کے ساتھ ہوگا یہاں تک کہ وہ حوض کوثر کے کنارے میرے پاس واپس آئیں...)۔(۲)

۸۔ صاحب فرائد السمطین تحریر کرتے ہیں:

(امام جلال الدین جو اپنے زمانے کے معروف نسب شناس تھے انہوں نے اس روایت کو معتبر سند کے ساتھ میرے لئے نقل کیا کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک طولانی حدیث کے ضمن میں حضرت علی علیہ السلام کی امامت اور وصی ہونے کے بیان کرنے کے بعد، بعض فضائل کی یاد آوری کی: (الحسن و الحسین امام امتی .... و ابوهما سيّد الوصيين .ومن ولد الحسين تسعة أئمة تاسعهم القائم من وُلدی ....)(۳)

۱۔ سورہ مائدہ، آیت/۳۔ ۲۔ ینابیع المودۃ ج ۱ ص ۴۴۳۔
۳۔ فرائد السمطین ، ج ۱ ص ۵۴، حدیث ۱۹۔

(حسن و حسین علیہما السلام میری امت کے دو امام ہیں.... ان کے والد سردار اوصیاء ہیں۔ اور حسین علیہ السلام کی اولاد میں سے نو فرزند ہوں گے کہ ان میں سے نواں قائم میری اولاد میں سے ہوگا۔

۹۔ نیز صاحب فرائد السمطین نے امام صدر الدین محمد بن عباس سے اور محمد بن عباس نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: (أنا و علی و الحسن و الحسين و تسعة من ولد الحسين مطهرون معصومون)۔(۱)

(میں اور علی اور حسن و حسین علیہم السلام اور حسین کی صلب میں سے نو افراد سب پاک اور معصوم ہیں)۔

اس روایت میں اگر چہ حضرت مہدی علیہ السلام کا نام ذکر نہیں ہوا ہے لیکن روایات کے قرینے سے (کہ جن میں ذکر ہوا تھا کہ مہدی علیہ السلام امام حسین علیہ السلام کے نویں فرزند ہیں) اس روایت کا ابہام ختم ہو جائے گا۔)

۱۰۔ علامہ جوینی صاحب کتاب (فرائد السمطین) نے نیز اپنے مشائخ ''اساتذہ'' سے یعنی امام جمال الدین رضی، امام جلال الدین عبد الحمید اور امام شمس الدین شیخ اشراق نے فخار سے نقل کیا ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: (ایک دن میرے والد گرامی نے جابر بن عبد اللہ انصاری سے اظہار کیا کہ ایک مناسب اور تنہائی کے موقع پر امام حسین علیہ السلام کی ولادت کے متعلق فاطمہ زہرا علیہا السلام کے اختیار میں جو لوح جابر نے دیکھی تھی امام کے لئے اس کی تشریح اور وضاحت کریں۔ چنانچہ جابر نے قبول کیا اور

۱۔ فرائد السمطین ، ج ۲ ص ۱۳۲، حدیث ۴۳۰۔

جو کچھ دیکھا تھا میرے والد گرامی کے لیے نقل کیا۔ اس لوح میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمۂ معصومین علیہم السلام کے نام اور ان کے تمام اوصاف اور دوسرے مسائل بھی موجود تھے، من جملہ یہ تحریر تھا: (... **ابو القاسم محمد بن الحسن ھو حجة اللہ القائم امه جارية اسمها نرجس ....**)۔(۱)

(ابوالقاسم محمد بن الحسن وہ حجت اللہ قائم ہیں ان کی والدہ کا نام نرجس تھا۔)

۱۱۔ابوسلیمان پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے آپ سے سنا تھا: (جس رات آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج پر لے گئے، آپ کے تمام اوصیاء کے نام اور ان کی خصوصیات اس تعبیر کے ساتھ (**والحسن بن علی ومحمد المھدی بن الحسن کانه کوکبٌ دری ....**) پیش کی گئیں)۔(۲)

۱۲۔عبدالسلام ہروی نقل کرتے ہیں کہ دعبل خزائی نے مجھ سے کہا: (ایک دن میں نے اپنا قصیدہ کہ جس کی ابتدا یہ ہے (**مدارس آیات خلت من تلاوة**) امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں پڑھا یہاں تک کہ اس شعر تک پہنچا (**خروج امامٌ لا محالة خارج یقوم علی اسم اللہ والبرکات ....**) (اس کا قیام ضروری اور یقینی ہے اور اس کا قیام خدا کے نام اور برکات کے ساتھ ہوگا) حضرت امام رضا علیہ السلام نے شدید گریہ کیا اور اس وقت دعبل سے فرمایا:

(ان دونوں بیتوں کو روح القدس نے تمہاری زبان پر جاری کیا ہے) اس کے بعد

۱۔فرائد السمطین، ج۲ص ۱۳۶ سے ۱۴۱ تک حدیث ۴۳۵۔

۲۔ینابیع المودة، ج۳ص ۳۸۱۔

اس سے پوچھا" کیا تم جانتے ہو کہ وہ کون ہیں اور کس وقت قیام کریں گے؟" دعبل نے امام کے جواب میں عرض کیا: نہیں میرے مولا، میں فقط اجمالی طور پر جانتا ہوں کہ آپ میں سے ایسے امام قیام کریں گے جو زمین سے کفر وظلم کا خاتمہ کریں گے۔ اس وقت حضرت امام رضا علیہ السلام نے اپنے بعد والے اماموں کے نام ذکر کیے اور جب "حسن ابن علی" تک پہنچے تو اس کے بعد فرمایا: (**وبعد الحسن ابنه الحجة القائم.....**)۔(۱)

۱۳۔سید الشہداء امام حسین علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: ایک دن میں اپنے جد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گیا تو آپ نے مجھے اپنی گود میں بٹھایا اور فرمایا: خدا نے تمہاری نسل میں نو امام قرار دیے ہیں کہ ان میں سے نواں وہی قائم ہوگا....)۔(۲)

ان روایات کی سند صحیح ہونے کے لئے اعتراض کرنے والے ڈاکٹر صاحب منکر نہیں ہوسکتے ہیں کہ یہ سب ضعیف اور جعلی روایات ہیں، اس لیے کہ ان روایات کو ضعیف جاننے کی صورت میں وہ اپنی مشہور کتابوں سے دست بردار ہوجائیں گے۔ ہم بھی اس بات کے قائل نہیں ہیں کہ تمام روایات جو ہم نے ذکر کی ہیں صحیح السند ہیں اور سب ضعیف بھی نہیں ہیں اجمالاً ان میں بعض روایتیں صادر ہوئی ہیں یعنی ان میں سے یقیناً بعض روایات کو ائمہ معصومین علیہم السلام نے بیان کیا ہے، تو بس ہم اس یقین سے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ تمام روایات کو آسانی سے رد کرنا معقول نہیں ہے اس لیے کہ ہم تعداد روایات سے دست بردار ہوجائیں معقول نہیں ہے۔

۱۔فرائد السمطین، ج۲ص ۳۳۷، حدیث ۵۹۱۔

۲۔ینابیع المودة، ج۳ص ۳۹۵۔

﴿وہ روایات جو حضرت مہدیؑ کو امام حسن مجتبیٰ کا فرزند جانتی ہیں﴾

بعض روایات کتاب عقد الدّرر(۱) میں اس بات کی دلیل ہیں کہ امام مہدی علیہ السلام امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے فرزند ہیں، ان روایات کے ضعیف یا صحیح ہونے سے قطع نظر ہمیں مندرجہ ذیل نکات کی جانب توجہ کرنی چاہیے۔

پہلا نکتہ: یہ روایات ان روایات کے ساتھ معارض اور متضاد ہیں جو خود اہل سنت کی کتابوں میں موجود ہیں اور اس میں امام مہدی علیہ السلام کو امام حسین علیہ السلام کا نواں بیٹا جانا گیا ہے۔

دوسرا نکتہ: بہت سے اہل سنت کے بزرگوں نے ''کہ جن کے نام اس فصل میں ذکر ہوں گے'' ان روایات کے ذریعے اعتراض کیا ہے (جو روایات امام مہدی علیہ السلام کو امام حسن مجتبیٰؑ کا بیٹا جانتی ہیں) اور اہل حدیث اور صاحبان اجتہاد کا اعراض کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ احادیث ضعیف ہیں اور ان کے نزدیک حجت نہیں رکھتی ہیں۔

تیسرا نکتہ: شیعہ اور سنی طُرق سے متواتر بہت سی روایات موجود ہیں کہ امام مہدی علیہ السلام امام حسین علیہ السلام کے فرزند ہیں، احتمال قوی یہ ہے کہ کیونکہ اس زمانے میں کلمات میں نکتہ گزاری نہیں تھی شاید تحریر کرنے میں لفظ ''حسینؑ'' کے بجائے لفظ ''حسنؑ''

۱۔عقد الدّرر، ص۸۲،۹۴،۱۰۴، احادیث ۳۱،۴۹و۶۵۔

تحریر کیا گیا ہو۔

چوتھا نکتہ: بعض روایات جو اہل سنت سے منقول امام مہدی علیہ السلام کو فرزند امام ''حسن وحسین علیہما السلام'' (۱) جانتی ہیں شاید کہا جا سکے ان روایات میں تعارض اور تضاد نہیں ہے بلکہ دونوں قسم کی روایات صحیح ہیں۔ اس لیے کہ امام سجاد علیہ السلام کی زوجہ مطہرہ جو امام باقر علیہ السلام کی والدہ اور امام حسن علیہ السلام کی بیٹی ہیں۔ اس جہت سے ہم امام محمد باقر علیہ السلام اور ان کے بعد دوسرے ائمہؑ، ان میں حضرت مہدی علیہ السلام کو بھی امام حسنؑ اور امام حسین علیہ السلام کی اولاد میں سے کہہ سکتے ہیں۔ یعنی آپؑ پدری جہت سے امام حسین علیہ السلام کے فرزند اور مادری جہت سے امام حسن علیہ السلام کے فرزند ہیں۔

﴿تاریخی کی گواہی﴾

تاریخی شواہد اس بات کی نشان دہی کرتے ہیں کہ حضرت مہدی علیہ السلام امام حسن عسکری علیہ السلام کے فرزند ہیں۔ ان کے خروج کے متعلق قیام اور انتظار کے متعلق بنی عباس کے خلفا کے زمانے میں خصوصاً معتمد عباسی نے بہت سخت اقدامات کیے تھے، خاص عورتوں کو مقرر کیا تھا، کہ بنی ہاشم کے گھر میں کسی بچے کے آنے کی جستجو اور تفتیش کریں۔ شیخ صدوقؒ تحریر کرتے ہیں: (ایک کنیز کہ جس کے حاملہ ہونے کا گمان کیا جا رہا تھا وہ دو سال تک زیر نگرانی تھی بعد میں معلوم ہوا کہ وہ حاملہ نہیں ہے)۔(۲)

اگر معتمد عباسی کے نزدیک یہ روایات شیعوں کی خود ساختہ ہوتیں تو امام عسکری

۱۔عقد الدّرر، ص۲۲۵،۲۷۹، احادیث ۲۴۸،۳۲۳۔

۲۔کمال الدین وتمام النعمۃ، شیخ صدوق، ج۱ص۴۳۔

علیہ السلام کے فرزند ہونے کے متعلق اتنے حسّاس اور خائف کیوں تھے، معتمد کا سلوک امام مہدی علیہ السلام کی ولادت کے متعلق حضرت موسیٰ کے پیدا ہونے کے متعلق فرعون کے برتاؤ کی طرح تھا۔ وہ اہل نجوم کے اقوال سے مطمئن ہوگیا تھا کہ اس قسم کا نومولود اس دنیا میں آئے گا۔

نتیجہ

اس بنا پر مذکورہ قرائن اور روایات کے مطابق حضرت مہدی علیہ السلام امام عسکری کے فرزند جو صلبِ امام حسین علیہ السلام سے محمد بن الحسن عسکری علیہ السلام ہیں، شاید محمد بن عبداللہ کہ اعتراض کرنے والے کے لیے یہ دعویٰ بغیر دلیل کے رہا ہو اور ہم نے دلیل بھی ذکر کی ہے۔

چند باطل فرضیے

جب روایات کے مطابق یہ بات ثابت ہوگئی کہ حضرت مہدی علیہ السلام امام حسین علیہ السلام کے نویں فرزند ہیں اگر اعتراض کرنے والے ڈاکٹر صاحب کا اس بات پر اصرار ہے اور اس بات کے منکر ہیں، تو مندرجہ ذیل چھ فرضیوں میں سے کسی ایک کا، پابند ہونا ڈاکٹر صاحب کے لئے ضروری ہے:

۱۔ ان مذکورہ تمام روایات کو یا ان میں سے بعض کو صحیح جان کر رد کریں، یعنی پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رد کریں، اس لیے کہ ان کی حدیث کو ردّ کرنا ان کو ردّ کرنے کے برابر ہے یہ بات واضح اور روشن ہے کہ ڈاکٹر صاحب اس فرضیہ کے پابند نہیں ہوں گے۔

۲۔ ان مذکورہ تمام روایات کو سندی لحاظ سے صحیح تسلیم نہ کر کے رد کردیں یعنی ان روایات کو رد کرنا کہ جن کو اہل حدیث کے بزرگوں نے صحیح جانا ہے ہٹ دھرمی، اور غیر منطقی بات ہے اہل حدیث کے بزرگ افراد صحیح جانیں اور ڈاکٹر صاحب ان کو رد کریں یہ کیسے ممکن ہے۔

سید صدرالدین صدرؒ ان روایات کا اہل سنت کے نزدیک صحیح ہونے کے متعلق کہتے ہیں: (ائمۂ حدیث میں سے ایک جماعت نے بعض روایات کے صحیح ہونے کی تصریح کی ہے۔ بلکہ ''حاکم'' جو خود اس فن کے ماہر ہیں اور اکابر علمائے حدیث میں سے ہیں ان میں سے بعض روایات کو نقل کیا ہے اور کہا ہے کیونکہ شیخین نے ان کی تائید کی ہے لہٰذا یہ روایات صحیح ہیں۔(۱)

۳۔ امام حسن عسکری علیہ السلام جب تک خداوند متعال نے مقدر کیا ہے زندہ اور غائب ہیں اور ان کے فرزند مستقبل میں اس دنیا میں آئیں گے۔

واضح ہے کہ ڈاکٹر صاحب اس چیز کے بھی پابند نہیں ہوسکتے ہیں اس لیے کہ:

سب سے پہلے یہ کہ: امام عسکری علیہ السلام کی شہادت یقینی ہے کہ وہ دو سو ساٹھ ہجری میں دنیا سے رخصت ہوگئے ہیں۔

دوسرے یہ کہ: اگر ہم امام عسکری علیہ السلام کے زندہ ہونے کو تسلیم کرلیں تو امام مہدی علیہ السلام کے زندہ ہونے کو کیسے بعید کہہ سکتے ہیں اور وہ قابل انکار جانتے ہیں جب کہ (**حکم الامثال فیما یجوز وفیما لایجوز واحد**)۔

(مشابہ اشیاء کا حکم جائز اور ناجائز ہونے کے اعتبار سے ایک ہوتا ہے)۔

۱۔ المہدی، صدرالدین، ص۱۲۶۔

جب امام حسن عسکری علیہ السلام کے زندہ ہونے کا امکان ہے تو حضرت مہدی علیہ السلام کے بھی زندہ ہونے کا امکان موجود ہے۔ اس لیے کہ امام عسکری علیہ السلام میں کوئی خصوصیت نہیں ہے جو حضرت مہدی علیہ السلام میں نہ ہو۔ جب ایک کے لئے زندہ رہنا جائز ہے تو دوسرے کے لئے بھی جواز ثابت ہو جائے گا۔

۴۔ امام عسکری علیہ السلام دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں جب خدا چاہے تو ان کو زندہ کرے گا اس کے بعد خداوند متعال ان کو ایک فرزند دے گا کہ جس کا نام مہدی علیہ السلام ہوگا۔ یہ امر اگرچہ ذاتاً ممکن ہے اور خداوند متعال کی لامحدود قدرت سے بعید نہیں ہے لیکن:

پہلی بات تو یہ ہے کہ: یہ وہی رجعت ہے کہ خود جناب معترض ڈاکٹر صاحب اس کے منکر ہیں۔ البتہ رجعت کے باطل ہونے پر کوئی شرعی یا عقلی دلیل موجود نہیں ہے۔(۱)

دوسری بات: یہ کہ امام کا طولانی مدت کے لئے ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ طولانی عرصہ کے لئے حجت خدا سے زمانہ خالی ہو جائے اور یہ عقلی اور نقلی دلائل سے باطل ہے۔

تیسری بات: یہ کہ ان روایات میں کوئی دلیل نہیں ہے کہ امام حسن عسکری علیہ السلام دنیا میں دوبارہ زندہ ہوں گے اور زندہ ہونے کے بعد خدا ان کو بیٹا دے گا۔

۵۔ حضرت مہدی علیہ السلام امام حسن عسکری علیہ السلام کے فرزند ہیں اور پیدا ہو کر اس دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں۔ اس فرض کا لازمہ یہ ہے کہ زمین حجت خدا سے خالی ہو جب کہ عقلاً اور نقلاً یہ امر غیر منطقی ہے۔ اور یہ فرضیہ شیعہ اور سنی اتفاق کے مخالف ہے۔

۱۔ قارئین محترم رجعت کے شبہات اور ان کے جوابات کے لئے تفسیر المیزان کی دوسری جلد کی طرف رجوع کر سکتے ہیں۔

اس لیے فریقین کا اتفاق ہے کہ مولا امام زمانہ علیہ السلام دنیا سے رخصت نہیں ہوئے ہیں۔

۶۔ یا یہ کہ امام عسکری علیہ السلام اس دنیا سے چلے گئے ہیں اور امام مہدی علیہ السلام کی ولادت بعد میں کسی اور شخص سے ہوگی۔ یہ بھی باطل ہے اس لیے کہ کتابوں میں امام مہدی علیہ السلام صلب امام حسن عسکری علیہ السلام میں سے ذکر کیے گئے ہیں۔

مذکورہ چھ فرضیوں سے اخذ شدہ نتیجہ

تو بس سوائے اس کے کہ امام مہدی علیہ السلام کو زندہ اور غائب تسلیم کریں ڈاکٹر صاحب کے پاس کوئی اور راستہ نہیں ہے اگر قبول نہیں کرتے تو کم از کم توقف اختیار کریں نہ یہ کہ بغیر کسی دلیل کے انکار کریں۔ اس لیے کہ اس قسم کا انکار خرافات کے واضح مصادیق میں سے اور مناظرے کے منطقی اصولوں کے خلاف ہے۔

مطلق روایات کا مقید پر حمل کرنا

شیعہ سنی طرق سے متواتر روایات ذکر ہوئی ہیں جن میں بطورِ مطلق اس بات کا ذکر ہوا ہے: مہدی علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا حضرت علی علیہ السلام یا فاطمہ زہرا علیہا السلام کی اولاد میں سے ہیں، یہاں تک کہ جو افراد اہل سنت سے تعلق رکھتے ہیں جو حضرت مہدی علیہ السلام کی اب تک ولادت کے قائل نہیں ہیں لیکن وہ اس امر کو قبول کرتے ہیں کہ امام مہدی علیہ السلام پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علیؑ وفاطمہ علیہم السلام کی ذریت میں سے ہیں۔ اور شیعہ سنی بہت سی روایات میں بطور مطلق کہ ان میں

مہدی علیہ السلام امام حسین علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں بیان کیا گیا ہے۔ اور وہ روایات امام حسین علیہ السلام کے نویں فرزند کے ساتھ مقید نہیں ہوئی ہیں۔ اس مقام پر ایک عقلائی اور اصولی قاعدے سے ''جو شیعہ اور سنی قبول رکھتے ہیں'' استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ کہ ہم چار قسم کی روایات کو ایک قسم کی روایات پر حمل کریں یعنی وہ روایات جو دلالت کرتی ہیں کہ مہدی علیہ السلام پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذریت یا علی علیہ السلام کی ذریت یا ذریت فاطمہ میں سے ہیں یا وہ روایات جو امام مہدی علیہ السلام کو امام حسین علیہ السلام کی اولاد میں سے جانتی ہیں، وہ روایات مقید پر حمل ہوں گی جو یہ کہتی ہیں کہ: حضرت مہدی علیہ السلام امام حسین علیہ السلام کے نویں فرزند ہیں اور یہ مقید روایات ان مذکورہ چار قسم کی مطلق روایات کے لئے منفصل قرینہ ہیں۔

﴿ساتواں اعتراض﴾

﴿حقیقی امام مہدی موعود اور شیعوں کے وہمی امام زمانہ کی ولادت کی کیفیت میں فرق ہے﴾

حقیقی مہدی موعود اور شیعوں کے وہمی امام زمانہ کی ولادت کی کیفیت میں فرق ہے

اعتراض کرنے والے ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ جس مہدی کا وعدہ کیا گیا ہے ان کی ولادت اہل سنت کے کتابوں کے مطابق طبیعی طور پر بیان کی گئی ہے۔لیکن جس امام زمانہ کے شیعہ معتقد ہیں شیعہ عقیدے کے مطابق ان کا حمل اور ان کی ولادت ایک ہی شب میں غیر طبیعی صورت میں واقع ہوئی ہے۔

جواب

حمل اور ولادت کے طبیعی ہونے پر شیعہ روایات

اس سلسلے میں روایات کثرت سے پائی جاتی ہیں کسی ایک بھی صحیح روایت میں ذکر نہیں ہوا ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کا حمل اور آپ کی ولادت ایک ہی شب میں محقق ہوئی ہے، بلکہ جو چیز ذکر ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ مدت ولادت اور حمل کو مخفی رکھا گیا ہے کہ بعض روایات میں بطور کلی اور بعض دیگر روایات میں لوگوں کی نظروں سے مخفی رہنے کی تعبیر ذکر ہوئی ہے۔اور اس قسم کی روایات میں ”ناس“ سے مقصد عوام یا بالخصوص مخالفین ہیں۔
یہ مخفی رکھنا بطور کامل فطری اور طبیعی تھا اس لیے کہ ان خوف ناک حالات میں امام عسکری علیہ السلام کو معتمد عباسی نے ایک چھاونی میں محاصرہ میں قرار دیا تھا اور وہ اخبار جو پیغمبر اکرم

صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام ائمہ علیہم السلام سے نقل اور نشر ہوئی تھیں (کہ پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلفاء بارہ امام ہیں اور ان میں سے آخری قائم بالسیف جو ظالموں اور غاصبوں کا مکمل خاتمہ کرے گا اور عدالت کی حکومت تشکیل دے گا) معتمد عباسی ان سے مطلع تھا اس لیے امام عسکری کی زندگی پر خصوصی نظر رکھتا تھا اور اس نے خاص عورتوں کو مقرر کیا تھا کہ امام عسکری کے گھر کی بغیر کسی اطلاع کے یعنی اچانک جستجو کریں کہ عورتوں کے حاملہ نہ ہونے سے مطمئن ہو جائیں البتہ حمل اور ولادت کا مخفی رہنا ایک امر محال نہیں، اور خداوند متعال کی لامحدود قدرت سے بعید نہیں ہے جیسے حضرت ابراہیم کے متعلق، حضرت عیسیٰ اور موسیٰ کے متعلق معجزات پیش آئے اور قرآن نے ان کی طرف اشارہ کیا ہے۔
حضرت مہدی علیہ السلام کی والدۂ گرامی کے حمل کو مخفی رکھنا اور غیر عادی ولادت، مشیت الٰہی کے مطابق ہے وہ بھی ایسی ظالم حکومت کے زمانے میں ان حالات میں کہ ظالم حکومت اپنی تمام قدرت کے ساتھ آپ کی ولادت کے درمیان حائل ہونے کے درپے ہو حمل اور ولادت کا واقع ہونا حکمتِ الٰہی کے مطابق ہے۔

﴿آٹھواں اعتراض﴾

﴿امام مہدیؑ کے لیے غیر طبیعی عمر کیسے ممکن ہے﴾

﴿امام مہدی علیہ السلام کے لیے غیر طبیعی عمر کیسے ممکن ہے﴾

اہل سنت کی کتابوں میں جس مہدی ''علیہ السلام'' کا وعدہ کیا گیا ہے اس کی عمر طبیعی ہے لیکن شیعہ جس مہدی کے معتقد ہیں ان کے لیے ایک غیر طبیعی عمر کے قائل ہیں۔یعنی گویا طولانی عمر کے سلسلہ میں ڈاکٹر صاحب کا انکار آپ کی غیبت کا انکار کرنا ہے۔

﴿جواب﴾

﴿حضرت مہدیؑ کی طولانی عمر کی تحقیق﴾

امام مہدی علیہ السلام کی غیر طبیعی عمر اور غائب ہونے کے سلسلہ میں چند نکات کی طرف اشارہ کیا جا سکتا ہے:

۱۔طول عمر کا ذاتی اور وقوعی امکان۔

۲۔طول عمر کا قرآن اور روایات کی نگاہ میں واقع ہونا۔

۳۔ حضرت مہدی علیہ السلام کی طول عمر کے سلسلے میں اہل سنت کے علماء کا نظریہ۔

﴿پہلا نکتہ: طول عمر کے متعلق ذاتی اور وقوعی امکان﴾

﴿امکان ذاتی﴾

حضرت مہدی علیہ السلام کے طول عمر کا امکانِ ذاتی قابل بحث نہیں ہے اس لیے کہ طول عمر ایک خارق العادت چیزوں میں سے ہے خارق العادت امور ذاتی حوالے سے محال نہیں ہیں۔ ممکن ہے غیر عادی ہونے کی وجہ سے بعید ہوں لیکن ایک چیز کا بعید ہونا اس کے ذاتی امکان ہونے کی نفی نہیں کرتا، عالم ہستی میں جو علل واسباب ہیں ضروری نہیں کہ بشریت نے ان کو پہچان لیا ہو یا ان کے اختیار میں ہوں۔ بہت سے امور بالخصوص وہ جو محسوسات اور علم مادی اور تجربی علوم (science) میں سے خارج ہیں اور یقینی دلائل ان کی اس بات پر موجود ہیں وہ امور ایک مادی اور عادی ذہن سے بعید ہیں جیسے وجود خدا، صفات ملائکہ، وحی، معجزات، معاد، برزخ، روح مجرد۔ یہاں تک کہ خود بہت سے مادی امور بشریت کے دورِ حاضر کے اکتشافات میں سے ہیں، یہی امور گذشتہ صدیوں میں انسانوں کے لیے بالکل بعید تھے ان میں سے بعض افراد ان کو غیر ممکن جانتے تھے، جس طرح مستقبل کے بعض انکشافات موجودہ بشر کے لئے بعید ہیں، اس لیے کہا جاتا ہے جب تک کسی شے کے رد کرنے پر قاطع اور یقینی دلیل نہ ہو اس وقت تک اس شے کا ممکن نہ جاننا صحیح نہیں ہے۔

خداوند متعال فرماتا ہے: (وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ)۔(۱)

(اور جس چیز کا تمہیں علم نہیں ہے اس کے پیچھے مت جانا)۔

۱۔ سورہ اسراء، آیت ۳۶۔

اس لیے کہ (وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا)۔(۱)

(اور تمہیں بہت تھوڑا سا علم دیا گیا ہے)۔

بطور مثال دو نمونوں کو مادی علوم کے دانشوروں کے اعتراف کو اسرار طبیعت کشف کرنے کے متعلق ذکر کیا جاسکتا ہے:

۱۔ مورلیس میٹرلیگ ''mouresmeetrling'' کہتے ہیں: (....ہم یہ سوچتے ہیں کہ ایٹم کے چھوٹے ذرات تک پہنچ گئے ہیں ابھی تک ہمارے لئے بجلی اور الیکٹران ''electron'' کے ذرات کے اسرار مجہول ہیں اور ہم ان سے ناواقف ہیں ہم یہ نہیں جانتے ہیں کہ الیکٹران اور بجلی کے ذرات کس چیز سے بنائے گئے ہیں اور کیسی ترکیبات کے حامل ہیں۔ اس لیے کہ الکٹران اتنا چھوٹا ہے اور اس طرح فرار کرکے اتنی سرعت اور تیزی کے ساتھ اپنے اطراف میں منتشر ہوجاتا ہے کہ اب تک اس کو کوئی شخص گرفت میں نہیں لے سکا ہے اور یکہ وتنہا نہیں معین کرسکا ہے اور نہ ہی اس کی دقیق تحقیق کی ہے! اور اسی طرح نور کے ایک ذرے ''فوٹون'' ''fotoon'' کی کیا ترکیبات ہیں ...ہم اب تک اس بات سے عاجز ہیں کہ ایک چھوٹا سا ذرہ صدا کی موجوں سے صرف فوٹون کو مورد تجزیہ اور تحقیق قرار دیں۔)(۱)

۲۔ پروفیسر البرٹ انشٹائین ''professor albert einstein'' کہتے ہیں: (افسانۂ راز بزرگ ابھی تک لاینحل ہے.....جو کچھ ابھی تک کتاب طبیعت سے پڑھا ہے اس نے بہت سی چیزوں کو ہمیں سکھایا ہے، اور ہم طبیعت کے اصول زبان سے آشنا ہوگئے

۱۔ روح بہ کجامی رود، ص ۱۴۔

ہیں......لیکن اس کے باوجود ہم جانتے ہیں کہ اتنی جلدوں کے پڑھنے اور سمجھنے کے بعد مطالب کو مکمل طور پر کشف کرنے سے دور ہیں)۔(۱)

﴿امکان وقوعی﴾

طول عمر کے لئے امکان وقوعی دانشوروں اور ماہروں کی تحقیق اور تجربہ کی بنیاد پر قابل قبول ہے، آج کے دن ثابت ہوا ہے کہ اگر انسان کی روح اور جسم کی ضرورت کے مطابق غذا ملے ''نہ کم نہ زیادہ'' جسم اور روح کی تمام آفات اور امراض جو جسم یا روح کو صدمہ پہچاتی ہیں پہچانی جائیں گی اور ان سے پرہیز کیا جائے، موت کے لئے کوئی بھی طبیعی علت موجود نہیں ہے۔ تجربے سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ زندگی کے مادی اور معنوی شرائط کے تبدیل ہونے سے اور صحت کے قوانین اور قواعد پر عمل کرنے کے بعد متوسط عمر سو سال سے بڑھ جائے گی۔ تو بس اگر کوئی ان تمام علل واسباب جو روحانی اور جسمانی امراض کی وجہ سے عمر کے کم ہونے کا باعث ہوتے ہیں انہیں پہچان لے، تو صدیوں تک زندہ رہ سکتا ہے، بالخصوص ایسا انسان کہ خداوند متعال کی خاص عنایات اس کے شامل حال ہوجائیں اور مصلحت ہو تو ارادۂ الٰہی کے تقاضے سے اس کی عمر طولانی ہوسکتی ہے۔

﴿طولانی عمر قرآن کے تناظر میں﴾

بہترین دلیل کسی چیز کے امکان کے لیے اس کا واقع ہونا ہے، دینی منابع کی بنیاد پر حضرت خضر، حضرت موسیٰؑ کے زمانے میں یا ان سے پہلے، حضرت عیسیٰؑ اور حضرت ادریسؑ

۱۔ نظریہ انشتاین، ص۱۱۔

اور شیعہ سنی روایات کے مطابق دجال اور ینابیع المودۃ کے مطابق خضرؑ اور ذوالقرنینؑ زندہ ہیں۔(۱)

اور مچھلی کے شکم میں حضرت یونس کے قیامت تک زندہ رہنے کا امکان تھا (فَلَوْلاَأَنَّهُ كَانَ مِنْ الْمُسَبِّحِين. لَلَبِثَ فِي بَطْنِهِ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُون)۔(۲)
(پھر اگر وہ تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے۔ تو روزِ قیامت تک اسی (مچھلی) کے شکم میں رہ جاتے)۔

نیز یہ آیۂ کریمہ (فَلَبِثَ فِيهِمْ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا)۔(۳)
(اور وہ ان کے درمیان پچاس سال کم ایک ہزار سال رہے)۔

تقریباً جناب نوح کی ہزار سال عمر تھی اور اصحاب کہف کا بطور غیر عادی زندہ رہنا قرآن کی آیات سے استفادہ ہوتا ہے: (أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ كَانُوا مِنْ آيَاتِنَا عَجَبًا ۔ إِذْ أَوَى الْفِتْيَةُ إِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً وَهَيِّءْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا ۔ فَضَرَبْنَا عَلَىٰٓ اٰذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِينَ عَدَدًا ۔ ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ أَيُّ الْحِزْبَيْنِ أَحْصَى لِمَا لَبِثُوا أَمَدًا)۔(۴)
(کیا تمہارا خیال یہ ہے کہ کہف ورقیم والے ہماری نشانیوں میں سے کوئی تعجب خیز

۱۔ ینابیع المودۃ، ج۳ ص۳۴۷۔
۲۔ سورہ صافات، آیت ۱۴۳، ۱۴۴۔
۳۔ سورہ عنکبوت، آیت ۱۴۔
۴۔ سورہ کہف آیت، ۹ سے ۱۲۔

نشانی تھے۔ جب کہ کچھ جوانوں نے غار میں پناہ لی اور یہ دعا کی کہ پروردگار ہم کو اپنی رحمت عطا فرما اور ہمارے لیے کام میں کامیابی کا سامان فراہم کردے، تو ہم نے غار میں ان کے کانوں پر چند برسوں کے لیے پردے ڈال دیے۔ پھر ہم نے انھیں دوبارہ اٹھایا تا کہ یہ دیکھیں کہ دونوں گروہوں میں اپنے ٹھہرنے کی مدت کسے زیادہ معلوم ہے۔)

انسان درحقیقت ایک جیسے ہیں اگر بعض میں طولانی عمر کا امکان ہے تو دوسروں میں بھی یہ امکان موجود ہے اس لیے کہ (حکم الامثال فیما یجوز و فیما لا یجوز واحد) مشابہ اشیاء کا جواز اور عدم جواز میں حکم ایک ہی ہوتا ہے۔

آیت اللہ شیخ آقا بزرگ تہرانی نے نقل کیا ہے:

(ایک عالم نے خواب میں حضرت مہدی علیہ السلام کو دیکھا اور ان سے اپنی طول عمر کا سوال کیا؟ آپ نے یہ آیۂ کریمہ: (فَلَوْلاَ أَنَّهُ كَانَ مِنْ الْمُسَبِّحِين . لَلَبِثَ فِي بَطْنِهِ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُون)(۱) ان کو تعلیم دی۔

اس کے بعد آقا تہرانی کہتے ہیں: (ظاہراً یہ آیات جس طرح تفسیر کشاف (۲) میں ذکر ہوا ہے کہ اگر حضرت یونس تسبیح نہ کرتے تو روز قیامت تک مچھلی کے شکم میں زندہ رہتے اس لیے کہ تعبیر "لبث" یعنی زندہ رہنا ہے)۔

اس کے بعد وہ یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں: تا روز قیامت حضرت یونسؑ کا مچھلی کے شکم میں رہنے کا لازمہ یہ ہے کہ مچھلی بھی روز قیامت تک زندہ رہتی، اس لیے کہ مچھلی کے مرنے کی صورت میں اس کا جسم پھٹ جاتا، اس صورت میں "لبث" کا عنوان شکم ماہی

۱۔ سورہ صافات، آیت ۱۴۳ اور ۱۴۴۔
۲۔ ان ہی آیات کے ذیل میں "سورہ صافات آیت ۱۴۳، ۱۴۴"

میں بے معنی ہے۔ (۱)

پس اس آیۂ کریمہ سے حضرت یونس علیہ السلام اور مچھلی کے قیامت تک زندہ رہنے کا امکان پایا جاتا ہے۔

صاحب کتاب "کمال الدین" اپنی کتاب "المعمرون" (۲) سے نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں: (یہی قصہ شیعہ کتب میں معمرین سے منقول ہے، اور اہل سنت نے بھی اپنی روایات میں مندرجہ ذیل افراد کے ذریعے نقل کیا ہے: محمد بن صائب کلبی، محمد بن اسحاق بن بشار، عوانہ بن حکم، عیسی بن زید، بن آب اور ہیثم بن عدی طعی)۔ (۳)

اسی کتاب میں ذکر ہوا ہے: (اہل سنت نے ابی دنیا عثمان مغربی کی طول عمر کے متعلق ایک عجیب داستان نقل کی ہے اور کہا ہے کہ ان کی عمر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے وقت تین سو برس تھی، اس کے بعد وہ اصحاب علی علیہ السلام میں سے ہو گئے اور ہمیشہ بادشاہ اور مختلف ممالک کے رؤسا ان سے اپنی طول عمر کے متعلق سوال کرتے تھے، وہ کہتے تھے: میں نے آب حیات پیا ہے اور کہا کہ وہ زمانۂ مقتدر عباسی تک زندہ تھے اور معلوم نہیں کہ انتقال کر گئے ہوں اس کے باوجود قائم کے طولانی عمر کا کیسے انکار کرتے ہیں۔ (۴)

۱۔ مصلح جہانی و مہدی موعود از دیدگاہ اہل سنت بہ نقل از مرحوم شیخ آقا تہرانی۔
۲۔ مرحوم مجلسی بحار الانوار، ج ۵۱ ص ۱۰۸۔
۳۔ کمال الدین، ج ۲ ص ۵۷۶۔
۴۔ کمال الدین ج ۲ ص ۵۳۷، ۵۳۸۔

شیخ طوسیؒ تحریر کرتے ہیں: اخبار عرب میں نقل ہوا ہے لقمان بن عاد کی تقریباً تین ہزار پانچ سو سال عمر ہے اس سے پہلے یہ کہا ہے اسی طرح اصحاب حدیث نے کہا ہے: دجال پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں باحیات تھا اور امام زمانہ علیہ السلام کے ظہور تک زندہ رہے گا۔)۔(۱)

اہل سنت اور شیعہ روایات کے مطابق دجال حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور کے زمانے میں خروج کرے گا اور حضرت عیسیٰؑ اور حضرت مہدی علیہ السلام کے ہاتھوں قتل کیا جائے گا۔

اہل سنت کی نگاہ میں حضرت عیسیٰؑ کا زندہ رہنا

حضرت عیسیٰؑ کے زندہ رہنے کے متعلق اور ان کے آسمان سے نازل ہونے کے سلسلہ میں منتخب الاثر" ج ۳ ص ۳۰۷" کے نقل کے مطابق بہت سے اہل سنت کے علماء نے اجماع کا دعویٰ کیا ہے: علامہ آلوسی نے تفسیر محیط میں نقل کیا ہے کہ: امت اسلامیہ نے حضرت عیسیٰؑ کے زندہ اور آخری زمانے میں آسمان سے نازل ہونے کے متعلق متواتر حدیثوں کے پیش نظر اتفاق کیا ہے۔)۔(۲)

ابو حیان نے ایک مختصر تفسیر "النھر المادّ من البحر" "یہ تفسیر المحیط کے حاشیہ کے ساتھ طبع ہوئی ہے" میں علمائے امت کو مذکورہ مسئلہ میں متفق ہونے کا ذکر کیا ہے۔(۳)

صاحبِ کتاب (لوامع الانوار البھیّۃ) نے اس معنی کی اجماع امت کی طرف نسبت دی ہے اور کہا ہے:

۱۔الغیبۃ، شیخ طوسی، ص ۱۱۳۔ ۲۔تفسیر بحر المحیط ج ۲ ص ۴۷۳۔ ۳۔گذشتہ حوالہ۔

(بعض فلاسفہ اور ملحدین کہ ان کے نظریے کی اعتناء نہیں کی جاتی ہے اس معنی کے مخالف ہیں)۔

اور کتاب "النظم المتاثر من الحدیث المتواتر" سے نقل کیا ہے: (حضرت عیسیٰؑ کا آسمان سے نازل ہونا کتاب وسنت اور اجماع کی نظر میں یقینی اور ثابت ہے)۔(۱)

اہل سنت کے ایک عالم کا بیان

طول عمر کے متعلق، حضرت عیسیٰؑ کے زندہ رہنے کے بیان کے بعد کتاب (غایۃ المرام) میں ذکر ہوا ہے "گنجی شافعی" صاحب کتابِ (البیان فی اخبار صاحب الزمان) اس مذکورہ کتاب میں تحریر کرتے ہیں: ابن جریر طبری نے کہا ہے: حضرت الیاسؑ اور حضرت خضرؑ زندہ ہیں اور زمین پر زندگی بسر کر رہے ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ کے زندہ رہنے کے متعلق صحیح مسلم کی دو روایتوں کے علاوہ اس آیۂ کریمہ: (وان من اھل الکتٰب الا لیؤمننّ بہ قبل موتہ)(۲)۔(اور کوئی اہل کتاب میں ایسا نہیں ہے جو اپنی موت سے پہلے ان پر ایمان نہ لائے)۔ سے استدلال کیا جاسکتا ہے، اس لیے کہ اب تک اس قسم کا اتفاق نہیں ہوا کہ تمام اہل کتاب حضرت عیسیٰؑ پر ایمان لائے ہوں لہذا یقینی طور پر مستقبل میں اور آخری زمانے میں یہ پیش آئے گا اس معنی کا لازمہ حضرت عیسیٰؑ کا زندہ رہنا ہے۔

اور دجال کے متعلق صحیح مسلم میں روایات نقل ہوئیں ہیں کہ مسلم نے اس کی تائید کی ہے۔

۱۔لوامع الانوار البھیۃ، ص ۹۴۔

۲۔سورہ نساء، آیت ۱۵۹۔

اورشیطان کے زندہ ہونے کے متعلق اس آیہ کریمہ:(قال ربّ فانظرنیٓ الی یوم یبعثون . قال فانّک من المنظرین)(۱)۔

(اس نے کہا کہ پروردگار مجھے روزحشرتک کی مہلت دے دی۔ جواب ملا کہ تجھے مہلت دے دی گئی ہے)۔سے استفادہ کر سکتے ہیں.....۔)

جب حضرت عیسیٰؑ ، دجال ، اور شیطان کا زندہ رہنا دلائل سے ثابت ہوا ، تو پھرحضرت مہدی علیہ السلام کا زندہ ہونا کیوں بعید ہے۔)

مذکورہ عالم اس کے بعد حضرت مہدی علیہ السلام کے زندہ ہونے پر ایک عقلی استدلال بیان کرتے ہیں: حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور کے وقت جناب عیسیٰ کا آسمان سے نازل ہونا اور جناب عیسیٰ کی ان کی اقتداء میں نماز پڑھنے کا فلسفہ یہ ہے کہ اہل کتاب پیغمبراسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کریں اوران پر ایمان لائیں اورتمام عالم کے لوگ مسلمان ہوں۔اوردجال کے زندہ ہونے کی مصلحت اس کا کام فتنہ اورفساد پھیلانا ہے یہاں تک کہ وہ خدا ہونے کا دعوی کرے گا، یہ ہے کہ لوگ آزمائے جائیں اور بصیرتِ حق سے باطل کو پہچانیں گے اورحق کی طرف آئیں گے اورظہورحضرت مہدی علیہ السلام کے وقت دنیا عدل وانصاف سے بھر جائے گی۔ پس درحقیقت دجال اورحضرت عیسیٰؑ کا زندہ رہنا مقدمے اورفرعی طور پر ہے اور جب فرع زندہ ہوتو بہ طریقہ اولیٰ اصل کا زندہ رہنا ضروری ہے جوحضرت مہدی علیہ السلام ہیں)۔(۲)

۱۔سورہ حجر،آیت ۳۶اور۳۷۔ ۲۔غایۃ المرام باب۱۴۲ص۷۱۲۔

دوسرا نکتہ: ﴿حضرت مہدیؑ کی طویل عمر اور غیبت کے متعلق اہل سنت کی روایات﴾

شیعہ کتب میں اس موضوع کی متواتر روایات موجود ہیں اوران کو ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے، ہمارے مخاطب ڈاکٹر صاحب ہیں جو اہل سنت کے مسلک سے تعلق رکھتے ہیں اس لیے ہم فقط اہل سنت کی کتب میں سے بعض روایات کونقل کرتے ہیں:

۱۔روایت ثقلین: جوشیعہ اورسنی کے نزدیک متواتر ہے۔اس کے حوالے بیان ہو چکے ہیں۔

علامہ میر حامد حسین ہندی نے اس حدیث کے راویوں کودوجلدوں میں جمع کیا ہے۔

اس روایت میں پیغمبراسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:(انی تارک فیکم الثقلین ما ان تمسکتم بهما لن تضلو ابداً و انهما لن (لا) یفترقا حتی یردا علیّ الحوض)۔

(میں تمہارے درمیان دوگراں قدر چیزیں چھوڑے جارہا ہوں جب تک ان سے مضبوطی کے ساتھ متمسک رہوگے ہرگز گمراہ نہیں ہوگے یہ ایک دوسرے سے ہرگز جدانہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر مجھ سے ملاقات کریں)یہ حدیث اہل سنت کی بہت سے کتابوں میں موجود ہے:

سنن ترمذی،(۱)۔

۱۔سنن ترمذی،ج۲ص۳۲۸۔

السنن الکبریٰ،(۱)۔

المستدرک،(۲)۔

المعجم الصغیر،(۳)۔

مسند احمد حنبل (۴) ۔

الدّر المنثور،(۵)۔

مجمع الزوائد،(۶)۔

(السنن الکبریٰ (نسائی) (۷)۔

اور دیگر کتب میں نیز ذکر ہوئی ہے (۸)۔

اہل بیت علیہم السلام کا قرآن سے جدا نہ ہونا یعنی تمام زمانوں میں عترت اور قرآن ساتھ ہیں۔ اور ہمارے زمانے میں بھی عترت کی ایک فرد موجود ہے جو وہی امام زمانہ

۱۔السنن الکبریٰ،بیہقی،ج ا ص ۱۱۴۔

۲۔المستدرک علی الصحیحین،ج ا ص ۹۳،ج ۳،ص ۱۰۹،۱۲۴،۱۴۸۔

۳۔المعجم الصغیر،ج ا ص ۱۳۱،۱۳۵،اور ۲۵۵۔

۴۔مسند احمد حنبل،ج ۳ ص ۱۴،۱۷،۲۶؛ ج ۵،ص ۱۸۲،۱۹۰۔

۵۔الدّر المنثور،ج ا،ص ۶۰۔

۶۔مجمع الزوائد،ج ا ص ۱۷۰.ج ۹،ص ۱۶۳؛ ج ۱۰ ص ۳۶۳۔

۷۔السنن الکبریٰ،ج ۵،ص ۴۵۔

۸۔مزید معلومات کے لیے اہل سنت کی کتابوں کی طرف رجوع کر سکتے ہیں کہ جس کو (من ھو المہدی ص ۱۱۱ اور ۱۲ میں بیان کیا گیا ہے۔

علیہ السلام ہیں۔

۲۔ابن عباس نے نقل کیا ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہودی (نعثل) کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:(... **کـائـن فـی امتی ما کان فی بنی اسرائیل حذو الـنـعل بالنعل و القذة بالقذة ، و ان الثانی عشر من ولدی یغیب حتی لا یری** ....)۔(۱)

(وہ حوادث جو بنی اسرائیل میں رونما ہوئے ہیں ان کے مشابہ میری امت میں نیز واقع ہوں گے، میرا بارہواں فرزند غائب ہو جائے گا یہاں تک کہ اس کا مشاہدہ نہیں کیا جائے گا....)۔

۳۔جابر بن عبد اللہ انصاری نے پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیۂ کریمہ:(**یَـاأَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا أَطِیعُوا اللهَ وَأَطِیعُوا الرَّسُولَ وَأُوْلِی الْأَمْرِ مِنْكُمْ**)۔(۲)

(اے ایمان لانے والو اللہ کی اطاعت کرو رسول اور صاحبان امر کی اطاعت کرو)۔ کے نزول کے بعد سوال کیا کہ اولی الامر کے مصادیق کون ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ائمہ اثنا عشر کا تعارف کرایا۔ حضرت مہدی علیہ السلام کے نام کے بعد آپ نے فرمایا:(**ذاک الـذی یـغیـب عن اولیائه غیبة لا یثبت علی القول با مامته الاّ من امتحن الله قلبه للایمان** .....)۔(۳)

۱۔فرائد السمطین،ج ۲،ص ۱۳۲،ح ۴۳۱؛ ینابیع المودة،ج ا ص ۲۸۳۔

۲۔سورہ نساء،آیت ۵۹۔ ۳۔ینابیع المودة،ج ۳،ص ۲۳۸۔

(یہ وہی ہے جو اپنے چاہنے والوں کی نظروں سے غائب ہو جائے گا، خداوند متعال نے جن کے دلوں کا نورِ ایمان کے ساتھ امتحان لیا ہے وہ ان کی امامت کے معتقد ہوں گے)

۴۔ جناب جابر نے پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے ایک یہودی (جندل) کے سوال کے جواب میں تمام ائمہ علیہم السلام کے نام لیے۔ اور حضرت مہدی علیہ السلام کا نام لینے کے بعد فرمایا: (فیغیب ثم یخرج فاذا خرج یملأالارض قسطاً و عدلًا ...)۔(۱)

(اس کے بعد وہ غائب ہو جائے گا جب قیام کرے گا تو زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا۔)

۵۔ احمد بن اسحاق اشعری، امام حسن عسکری علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: (مثله فی هذه الامة مثل الخضر و مثل ذی القرنین ، و الله لیغیبن ّغیبة لا ینجو فیها من الهلکة الاّ من ثبّته الله علی القول بامامته)۔(۲)

(اس کی مثال خضرؑ اور ذوالقرنینؑ کی طرح ہے خدا کی قسم! وہ اس طرح غائب ہو گا کہ سوائے ان کے جو ان کی امامت پر ثابت قدم ہوں گے کوئی بھی ہلاکت سے نجات نہیں پائے گا۔)

۶۔ عبدالسلام ہروی دعبل خزاعی سے نقل کرتے ہیں کہ امام رضاؑ نے فرمایا:

(و بعد الحسن ابنه الحجة القائم المنتظر فی غیبة المطاع فی ظهوره .)۔(۳)

۱۔ ینابیع المودۃ ج ۳ ص ۲۸۳۔ ۲۔ ینابیع المودۃ ج ۳ ص ۳۱۷۔

۳۔ فرائد السمطین، ج ۲ ص ۳۳۷، حدیث ۵۹۱؛ ینابیع المودۃ ج ۳ ص ۳۸۰۔

(حسن (عسکری علیہ السلام) کے بعد اس کا فرزند حجت قائم ہے کہ جو زمانۂ غیبت میں منتظر اور زمانۂ ظہور میں مطاع ہوگا۔)

یعنی زمانۂ غیبت میں ان کا انتظار اور زمانۂ ظہور میں ان کی اطاعت کی جائے گی۔

۷۔ حضرت مہدی علیہ السلام کے متعلق جابر بن عبداللہ انصاری پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: (.....أشبه الناس بی خلقاً و خلقاً ، یکون له غیبة و حیرة تضلّ فیها الأمم .....)۔(۱)

(وہ لوگوں میں سے خلقت اور اخلاق میں مجھ سے زیادہ ہم شکل ہوگا۔ اور اس کی غیبت سے لوگ حیران ہوں گے کہ معمولاً امتیں گمراہ ہو جائیں گی۔)

۸۔ ابو بصیر امام صادق علیہ السلام سے، امام صادق پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں: (..... المهدی من ولدی اسمه اسمی و کنیته کنیتی أشبه الناس بی خلقاً و خلقاً تکون له غیبة و حیرة .. ....)۔(۲)

(.....مہدی میری اولاد میں سے ہیں ان کی کنیت میری کنیت کی طرح، اس کا نام میرے نام کی طرح ہے۔ وہ لوگوں میں سے مجھ سے اخلاق اور خلقت میں زیادہ مشابہ ہے۔ اس کے لیے ایسی غیبت ہوگی کہ لوگوں کے لیے حیرانی کا باعث بنے گی...)۔

۹۔ حسن بن خالد نے امام رضا علیہ السلام سے نقل کیا ہے: کہ آپ نے قائم کے متعلق اس کے جواب میں فرمایا: (.... الرابع من ولدی .... وهو صاحب الغیبة قبل خروجه ......)۔(۳)

۱۔ فرائد السمطین، ج ۲، ۳۳۴، حدیث ۵۸۶؛ ینابیع المودۃ، ج ۳ ص ۳۹۵۔

۲۔ ینابیع المودۃ، ج ۳ ص ۳۹۷۔ فرائد السمطین، ج ۲ ص ۳۳۴ حدیث ۵۸۶۔

۳۔ فرائد السمطین، ج ۲ ص ۳۳۶، حدیث ۵۹۰؛ ینابیع المودۃ، ج ۳ ص ۳۸۷۔

(...میرا چوتھا فرزند میری صلب میں سے ہے وہ قیام سے پہلے غائب ہوجائے گا۔)

یہ بات قابل ذکر ہے کہ: مذکورہ روایات اگر چہ حضرت مہدی علیہ السلام کے زندہ ہونے پر دلالت نہیں کرتی ہیں، لیکن لفظ ''غائب'' ''غیبت'' زندہ ہونے سے بڑھ کر دلالت کرتا ہے، اور یہ اس کی رد میں ہے جو کہتے ہیں: امام اب اس دنیا میں نہیں آئے ہیں، غائب اُسے کہتے ہیں جو یقیناً پیدا ہوا ہے بعد میں غائب ہوا ہے لیکن ہماری آنکھوں سے غائب ہے یعنی زندہ ہے لیکن ہم انھیں نہیں دیکھ سکتے۔

(عدم النظر لا یدل علی عدم الوجود) کسی چیز کا نہ دیکھنا اس کے نہ ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ عقل، روح، خدا اور بہت سے چیزیں دکھائی نہیں دیتیں لیکن ان کا ہونا عقل اور نقل کے خلاف نہیں ہے۔

پس جو اس دنیا سے رخصت ہوگیا ہو اس کو غائب نہیں کہا جاتا، غائب زندہ پر صادق آتا ہے یعنی زندہ ہے لیکن ہماری آنکھیں اس کو نہیں دیکھتیں۔

تیسرا نکتہ: ﴿حضرت مہدی کی ولادت کے متعلق علمائے اہل سنت کا نظریہ﴾

بہت سے علمائے اہل سنت قائل ہیں: حضرت مہدی علیہ السلام امام حسن عسکری علیہ السلام کے فرزند ہیں، علمائے اہل سنت شیعہ کی طرح معتقد ہیں کہ وہ زندہ ہیں اور ظہور کے لیے اذن الٰہی کے منتظر ہیں۔ بہت سے کلمات میں محل غیبت اور ولادت کو سرداب کے کنویں کو قرار دیا ہے، لیکن کسی نے بھی امام کے لئے اس کنویں میں زندگی بسر کرنے کی جگہ

ذکر نہیں کی ہے۔

صاحب کتاب ''منتخب الاثر''(۱) اور صاحب کتاب ''من ھوالمہدی''(۲) نے بہت سے علمائے اہل سنت اور ان کے بیانات کو امام علیہ السلام کی ولادت کے سلسلے میں جمع کیا ہے۔ قارئین محترم ان کتابوں کی طرف رجوع کر سکتے ہیں۔ ان میں سے بعض کا ذکر اس مقام پر کیا جاسکتا ہے:

۱۔ ابن حجر ہیثمی شافعی۔(۳)

۲۔ الشیخ عبداللہ بن محمد بن عامر الشبراوی الشافعی، (استاد الجامع الازھر)۔(۴)

۳۔ السید مؤمن بن حسن الشبلنجی۔(۵)

۴۔ تاریخ ابن الوردی۔(۶)

۵۔ الشیخ الحافظ ابوعبداللہ محمد بن یوسف بن محمد الکنجی۔(۷)

۶۔ شیخ الاسلام ابوالمعالی محمد سراج الدین الرفاعی۔(۸)

۷۔ الشیخ شمس الدین محمد بن طولون الدمشقی الحنفی۔(۹)

۸۔ الشیخ کمال الدین محمد بن طلحۃ الشامی الشافعی۔(۱۰)

۱۔ منتخب الاثر، ج۲ص۳۷۱سے۳۹۳ تک۔
۲۔ من ھوالمہدی، ص۴۲۷ سے ۴۵۱ تک۔
۳۔ الصواعق المحرقۃ، ص۱۲۴، مطبوعہ مصر۔
۴۔ الاتحاف بحب الأشراف، ص۶۸، مطبوعہ مصر
۵۔ نور الأبصار، ص۱۵۲، الباب الثانی۔
۶۔ نوار الابصار، ص۱۵۲، الباب الثانی تاریخ ابن الوردی سے۔
۷۔ کفایۃ الطالب، ص۴۵۸۔
۸۔ صحاح الاخبار، ص۵۵، مطبوعہ بمبئی۔
۹۔ الشذورات الذھبیۃ (الائمۃ الاثناعشر)، ص۱۱۷، مطبوعہ بیروت۔
۱۰۔ مطالب السؤول، ص۸۹، مطبوعہ تھران۔

۹۔مورخ شہیر ابن خلکان۔(۱)

۱۰۔الشیخ شمس الدین ابوالمظفر ،ابن الجوزی۔(۲)

۱۱۔الشیخ النسّابۃ ابوالفوز محمد امین البغدادی السویدی۔(۳)

۱۲۔الذھبی۔(۴)

۱۳۔ابن الصباغ المالکی۔(۵)

۱۴۔نصر بن علی الجھضمی۔(۶)

۱۵۔ابوالعباس احمد بن یوسف الشھیر بالقرمانی۔(۷)

۱۶۔الشیخ عبدالوھاب بن احمد بن علی الشعرانی۔(۸)

۱۷۔السید جمال الدین عطاء اللہ۔(۹)

۱۸۔نورالدین عبدالرحمٰن بن احمد بن قوام الدین الدشتی۔(۱۰)

۱۹۔لبیھقی الشافعی۔(۱۱)

۲۰۔الحافظ ابومحمد احمد بن ابراھیم بن ہاشم الطوّسی البلاذری۔(۱۲)

۲۱۔القاضی فضل بن روز بھان۔(۱۳)

۲۲۔ابومحمد عبداللہ بن احمد بن محمد بن الخشاب۔(۱۴)

۱۔وفیات الاعیان، جلد۱، ص ۵۷۱۔ ۲۔مفتاح النجا، ص ۱۰۴۔
۳۔صواعق المحرقہ، ص ۲۰۸۔ ۴۔کفایۃ الطالب، ص ۳۱۲۔
۵۔الیواقیت والجواھر، ج ۲ ص ۱۲۷۔ ۶۔بحارالانوار، ج ۵ ص ۳۱۴۔
۷۔اخبارالدول وآثارالاول، ص ۱۱۷و۱۱۸۔
۸۔الیواقیت والجواھر، ج ۲ ص ۱۴۵، مطبوعہ مصر۔ ۹۔کشف الاستار، ص ۳۱۔
۱۰۔شواہدالنبوۃ، ص ۲۱، مطبوعہ بغداد۔ ۱۱۔منتخب الاثر، ج ۲، ص ۳۷۴۔
۱۲۔منتخب الاثر، ج ۲ ص ۳۷۵۔ ۱۳۔منتخب الاثر، ج ۲ ص ۳۷۸، بہ نقل از ابطال نہج الباطل۔
۱۴۔منتخب الاثر، ج ۲ ص ۳۷۹، بہ نقل از تاریخ موالید الائمۃ ووفیاتھم۔ کشف الاستار کے نقل کے مطابق۔

۲۳۔الشیخ محیی الدین ابوعبداللہ، المعروف بابن العربی۔(۱)

۲۴۔الشیخ سعدالدین محمد بن المؤید بن ابی الحسین، الحموی۔(۲)

۲۵۔الشیخ حسن العراقی۔(۳)

۲۶۔الشیخ علی الخواص۔(۴)

۲۷۔حسین بن معین الدین المیبدی۔(۵)

۲۸۔الحافظ محمد بن محمد محمود البخاری۔(۶)

۲۹۔الحافظ ابوالفتح محمد بن ابی الفوارس۔(۷)

۳۰۔ابوالمجد عبدالحق الدھلوی البخاری۔(۸)

۳۱۔الشیخ احمد الجامی النامقی۔(۹)

۳۲۔الشیخ فریدالدین محمد العطار النیشاپوری۔(۱۰)

۱۔الفتوحات، باب ۳۶۶، بہ نقل ازالیواقیت والجواھر، ج ۲، ص ۱۴۵۔
۲۔بنابرنقل منتخب الاثر ج ۲، ص ۳۸۰۔
۳۔لواقح الانوار فی طبقات الاخیار، ج ۲ ص ۱۴۰، مطبوعہ مصر
۴۔لواقح الانوار فی طبقات الاخیار، ج ۲ ص ۱۵۱ تا ۱۷۰، مطبوعہ مصر
۵۔شرح الدیوان، ص ۳۷۱۔
۶۔فصل الخطاب، بنابرنقل کشف الاستار، ص ۳۸۷، مطبوعہ اسلامبول۔
۷۔بنابرنقل منتخب الاثر، ج ۲ ص ۳۸۳۔ از کشف الأستار، ص ۲۷۔
۸۔المناقب واحوال الائمۃ، بنابرنقل کشف الاستار، ص ۳۰۔
۹۔ینابیع المودۃ (ایک جلد والی)، ص ۴۷۲؛ مجالس المؤمنین، المجلس السادس۔
۱۰۔ینابیع المودۃ (ایک جلد والی)، ص ۴۷۳؛ مجالس المؤمنین، المجلس السادس، بنابرنقل مظہرالصفات۔

۳۳۔جلال الدین محمد العارف البلخی الرومی ،المعروف بالمولوی۔(۱)

۳۴۔الشیخ العارف باسرار الحروف صلاح الدین الصفدی۔(۲)

۳۵۔المولوی علی اکبر بن اسد اللہ المؤدی من متأخری علماء الھند ۔(۳)

۳۶۔الشیخ عبد الرحمان صاحب کتاب (مرآۃ الاسرار)۔(۴)

۳۷۔ملک العلما القاضی شہاب الدین بن شمس الدین الدولۃ آبادی۔(۵)

۳۸۔الشیخ سلیمان بن ابراہیم المعروف بخواجہ کلان ،الحسینی البلخی القندوزی۔(۶)

۳۹۔الشیخ عامر بن عامر البصری۔(۷)

۴۰۔القاضی جواد الساباطی،۔(۸)

۴۱۔الشیخ ابو المعالی صدر الدین القونوی۔(۹)

۴۲۔الفاضل عبد اللہ بن محمد المطیری۔(۱۰)

۴۳۔میر خواند ،المورخ الشہیر محمد بن خاوندشاہ بن محمود۔(۱۱)

۴۴۔المحدث الکبیر ابراہیم بن محمد بن المؤید الجوینی الخراسانی۔(۱۲)

۴۵۔القاضی المحقق بہلول بہجت افندی۔(۱۳)

۱۔ ینابیع المودۃ (ایک جلد والی)،ص ۴۷۳؛ مجالس المؤمنین ،المجلس السادس ،بنا بر نقل دیوان کبیر۔
۲۔شرح الدائرۃ ،بنا بر نقل ینابیع المودۃ ، ج ۳ ،ص ۱۳۹ ۳۔کشف الأستار،ص ۸۰، بنا بر نقل المکاشفات۔
۴۔مرآۃ الاسرار،ص ۱۳۱۔ ۵۔منتخب الاثر ، ج ۲ ،ص ۳۸۶ ۔ بہ نقل از الموسوم بھدایۃ السعداء بنا پر نقل کشف الاستار۔ ۶۔ینابیع المودۃ (یک جلد والی)،ص ۴۵۲۔ ۷۔منتخب الاثر ، ج ۲ ص ۳۸۷ ، بہ نقل از کشف الاستار۔ ۸۔البراھین الساباطیۃ فی الرد علی النصاری ، بنا بر نقل کشف الاستار۔
۹۔منتخب الاثر ، ج ۲ ص ۳۸۷ ، بہ نقل از کشف الأستار۔ ۱۰۔الریاض الزاھرۃ ، بنا بر نقل کشف الأستار۔
۱۱۔روضۃ الصفا ، ج ۳۔۱۵۔ ۱۲۔فرائد السمطین ، ج ۱ و ۲۔
۱۳۔ منتخب الاثر ، ج ۲ ص ۳۸۹ ، بہ نقل از المحاکمہ فی تاریخ آل محمد ، قاضی محقق بہلول بہجت افندی۔

۴۶۔الشیخ شمس الدین محمد بن یوسف الزرندی۔(۱)

۴۷۔شمس الدین التبریزی۔(۲)

۴۸۔المورخ ابن الازرق۔(۳)

۴۹۔المولی علی القاری۔(۴)

۵۰۔القطب المدار۔(۵)

۵۱۔صدر الائمۃ ضیاء الدین موفق بن احمد الخطیب المالکی۔(۶)

۵۲۔المولی حسین بن علی الکاشفی۔(۷)

۵۳۔السید علی بن شہاب الہمدانی۔(۸)

۵۴۔الشیخ محمد الصبان المصری۔(۹)

۵۵۔الناصر لدین اللہ احمد بن المستضیئ بنور اللہ الخلیفۃ العباسی۔(۱۰)

۵۶۔ابو الفلاح عبد الحی بن العماد الحنبلی۔(۱۱)

۵۷۔الشیخ عبد الرحمٰن محمد بن علی بن احمد البسطامی۔(۱۲)

۱۔ منتخب الاثر ، ج ۲ ص ۳۸۹ ، بہ نقل از معراج الوصول الی معرفۃ آل الرسول۔
۲۔منتخب الاثر ، ج ۲ ص ۳۸۹ ، بہ نقل از کشف الاستار۔
۳۔منتخب الاثر ، ج ۲ ص ۳۸۹ ، بہ نقل از تاریخ میافارقین ، بنا بر نقل وفیات الاعیان۔
۴۔منتخب الاثر ، ج ۲ ص ۳۸۹ ، بہ نقل از المرقاۃ فی شرح المشکاۃ ، بنا بر نقل کشف الاستار۔
۵۔منتخب الاثر ، ج ۲ ص ۳۸۹ ، بہ نقل از کشف الاستار۔
۶۔ منتخب الاثر ، ج ۲ ص ۳۹۰۔
۷۔منتخب الاثر ، ج ۲ ص ۳۹۰ ، بہ نقل از کشف الظنون ، بنا بر نقل کشف الأستار۔
۸۔منتخب الاثر ، ج ۲ ص ۳۹۰ ۔ بہ نقل از المودۃ القربیٰ ، المودۃ العاشرۃ۔
۹۔منتخب الاثر ، ج ۲ ص ۳۹۰ ، بہ نقل از اسعاف الراغبین ۔
۱۰۔منتخب الاثر ، ج ۲ ص ۳۹۰ ، بہ نقل از کشف الاستار۔
۱۱۔منتخب الاثر ، ج ۲ ص ۳۹۰ ، بہ نقل از شذرات الذھب ، الجزء الثانی ، ص ۱۴۱ و ۱۵۰۔
۱۲۔منتخب الاثر ، ج ۲ ص ۳۹۰ ، درۃ المعارف ، بنا بر نقل ینابیع المودۃ ، ص ۴۰۱۔

۵۸۔الشیخ عبدالکریم الیمانی۔(۱)

۵۹۔الفاضل رشیدالدین الدھلوی الہندی۔(۲)

۶۰۔الشاہ ولی اللہ الدھلوی۔(۳)

۶۱۔الشیخ احمد الفاروقی النقشبندی۔(۴)

۶۲۔ابوالولید،محمد بن شحنۃ الحنفی (۵)

۶۳۔سید باقر بن سید عثمان بخاری۔(۶)

۶۴۔جمال الدین خواجہ احمد حقانی۔(۷)

۱۔منتخب الاثر، ج ۲ص ۳۹۲، بہ نقل از ینابیع المودۃ، ص ۴۶۶۔، بہ نقل از المودۃ القربی،

۲۔منتخب الاثر، ج ۲ص ۳۹۲،، بہ نقل از المودۃ القربی، بہ نقل از ایضاح لطافۃ المقال۔

۳۔منتخب الاثر، ج ۲،ص ۳۹۲۔

۴۔المکاتیب، ج ۳، المکتوب ۱۲۳، بنا بر نقل العبقری الحسان۔

۵۔منتخب الاثر، ج ۲ص ۳۹۳۔

۶۔جواہر الاولیاء، ص ۳۱، ۳۲، ۳۰۷، ۳۷۸، ۴۷۱، ۵۴۱، ۵۴۴ اور ۵۵۶۔

۷۔جواہر الاولیاء، ص ۵۴۴۔

﴿نتیجہ﴾

یہ مذکورہ افراد محدثین ، مولفین اور اہل سنت کے بزرگوں میں سے ہیں۔ اپنی تالیفات، یا اپنے دروس میں حضرت مہدی علیہ السلام کی ولادت کے موضوع کو اور آپ کا امام حسن عسکری علیہ السلام کا فرزند ہونے نیز زندہ اور غائب ہونے کی بے حد مدح سے مختلف عبارتوں کے ساتھ تصریح یا اشارہ کیا ہے۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے یہ دعویٰ کس طرح کیا ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کا غائب اور زندہ ہونا امامیہ ''شیعہ'' کا خود ساختہ عقیدہ ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے امامیہ اور اہل سنت کی کتابیں نہ پڑھنے سے پہلے اعتراض کیا ہے اور یہ ایک با فہم شخص سے بعید ہے۔

﴿نواں اعتراض﴾

﴿حضرت امام مہدیؑ کا سرداب میں رہنا شیعوں کے خود ساختہ عقائد میں سے ہے﴾

﴿حضرت مہدیؑ کا سرداب میں رہنا شیعوں کے خود ساختہ عقائد میں سے ہے﴾

ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں: (شیعوں کے وہمی حضرت مہدی دو یا پانچ سال کی عمر میں سرداب کے کنویں میں گئے ہیں، اور اب تک بارہ سو پچاس سال سے وہاں زندگی بسر کر رہے ہیں)۔

﴿جواب﴾

یہ شیعوں پر الزام ہے اور بے بنیاد بات ہے اس لیے کہ وہ چیز جو تاریخ اور روایات میں ذکر ہوئی ہے یہ ہے کہ: حکومت سے شدید خوف و ہراس کی وجہ سے امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت کے بعد آپ کے فرزند ہونے کی بنا پر اور حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے گھر کی مختلف جہات سے تفتیش کرنے کی وجہ سے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی ولادت کو مخفی رکھا گیا اور امام حسن عسکری علیہ السلام کے وصیت نامے میں حضرت مہدی علیہ السلام کا اسم مبارک ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ وہ آپؑ کی جان کی خطرے کی وجہ سے تھا، اس لیے کہ جب امام علیہ السلام کے بیمار ہونے کی خبر حکومت تک پہنچی، حکومت نے نظارت میں شدت اختیار کر لی اور مختلف مامورین کو رات اور دن، آپؑ کے اور آپؑ کے امور کی نظارت کے لئے مقرر کیا یہاں تک کہ امام عسکری علیہ السلام کی وصیت کرنے کو بھی زیرِ نظر (control) رکھا اور وہ اس کی مامورین حکومت کو رپورٹ پیش کرتے تھے۔ امام

حسن عسکری علیہ السلام نے اپنے فرزند کے جان کی حفاظت کی خاطر مصلحتِ الٰہی کے مطابق اپنی وصیت میں حضرت مہدی علیہ السلام کا نام ذکر نہیں کیا۔ حضرت امام عسکری علیہ السلام کی شہادت کی خبر نقل کرنے والوں میں سے ایک شخص ''جو احمد بن عبداللہ خاقان والیِ قم تھے'' نقل کرتے ہیں: حضرت مہدی علیہ السلام امام حسن علیہ السلام کے فرزند غائب ہوگئے اور انہوں نے ان کی غیبت کے مکان کا نام نہیں لیا۔

بعض محدّثین نے بھی حضرت مہدی علیہ السلام کی امام عسکری علیہ السلام کے جنازے پر نماز پڑھانے اور جعفر کذاب کی امامت کے دعویٰ کرنے کو نیز حضرت مہدی علیہ السلام کے غائب ہونے کو نقل کیا ہے۔(۱)

آیت اللہ سید صدرالدین صدرؒ تحریر کرتے ہیں: وہ چیز جو بعض شیعہ عوام سے کہی جاتی ہے اور بعض اہل سنت ''صاحب صواعق محرقہ'' ان کو شیعوں کی طرف منسوب کرتے ہیں (کہ حضرت مہدی علیہ السلام امام حسن عسکری علیہ السلام کے سرداب میں مخفی ہوئے،) اس کے متعلق کسی کتاب کا حوالہ نہیں ملا)۔

اس کے بعد کہتے ہیں: (ہمارے گمان کے مطابق بعض کتابوں میں جو شیعوں کی طرف نسبت دی گئی ہے اس کا سرچشمہ یہ ہے: شیعہ امامیہ کیونکہ سرداب کی زیارت کرتے ہیں، اور اس کے لیے ایک خاص احترام کے قائل ہیں، ہمارے نظریے کے مطابق یہ ان کا احترام اس لیے ہے کہ: امامین عسکریین ''امام ہادی اور امام عسکری علیہما السلام'' کے صحن میں یہ سرداب واقع ہے امامین عسکریین علیہما السلام نے برسوں اس میں زندگی بسر کی تھی، اور یہ

۱۔رجوع کریں منتہی الامال ج۲ ص۲۶۷۔ علامہ مجلسی، ابن بابویہؒ اور شیخ طوسیؒ سے نقل شدہ۔

واضح سی بات ہے کہ حضراتِ معصومین علیہم السلام کے رہنے کی جگہ شیعوں کے لئے ایک خاص قداست اور احترام کی حامل ہے، اس لیے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کی زیارت کے لئے کوئی خاص جگہ نہیں اسی وجہ سے شیعہ حضرات امام علیہ السلام کی محل ولادت سے عشق و محبت کا اظہار کرتے ہیں اور یہ بہت ہی پسندیدہ سنت ہے۔)(۱) اور شریعت نے بھی اس شے کی مخالفت نہیں کی بلکہ ممدوح اور پسندیدہ ہے۔

حضرت مہدیؑ کا محل زندگی اور ظہور شیعہ روایات میں

ڈاکٹر صاحب نے شیعوں کی طرف نسبت دی ہے کہ شیعہ روایات میں ہے کہ زمانۂ غیبت میں حضرت مہدی علیہ السلام سرداب کے کنویں میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ یہ بے بنیاد بات ہے، اس بات کو رد کرنے کے لیے خود شیعہ کتب کی روایات کو ذکر کیا جا سکتا ہے:

۱۔امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: (یفقد الناس اِمامهم فیشهدهم فی الموسم فیراهم و لا یرونه)۔(۲)

(لوگ اپنے امام کو اپنے درمیان نہیں دیکھتے ہیں، وہ موسم حج میں حاضر ہوتے ہیں اور لوگوں کو دیکھتے ہیں لیکن لوگ ان کو نہیں دیکھتے۔)

۲۔امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: (لا بد لصاحب هذا الامر من عزلة و لا بد فی عزلته من قوة ...... و نعم المنزل طیبة)۔(۳)

۱۔المہدی، سید صدرالدین صدر، ص۱۶۵ و ۱۶۶۔

۲۔ بحار الانوار، ج۵۲، ص۱۵۱ حدیث۲۔

۳۔بحار الانوار، ج۵۲، ص۱۵۳ حدیث۶۔

(اس صاحب الامر کے لئے یقیناً لوگوں سے جدائی ہے، اوراس دوری میں قدرت اورقوت حاصل کرنی چاہیے...کیا اچھی منزل ہے طیبہ) (یعنی ان کی منزل زمانۂ غیبت میں مدینہ طیبہ ہوگی)۔

۳۔امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:(..... صاحب هذا الامر يتردد بينهم و يمشي في اسواقهم و يطأفرشهم و لا يعرفونه حتى يأذن الله له ان يعرفهم نفسه ......)۔(۱)

(......اس امر کے صاحب لوگوں کے درمیان رفت وآمد کرتے ہیں، بازاروں میں گردش کرتے ہیں، لوگوں کی قالینوں پر بیٹھتے ہیں لوگ ان کونہیں جانتے ہیں، یہ حالت دوام رکھتی ہے جب تک کہ خداوند متعال ان کوظہور کی اجازت دے اوراس وقت ان کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنا تعارف کرائیں)۔

۴۔نیز امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے:(ان للقائم غيبتين يرجع في اِحداهما والأخرى لايدري اين هو ؟ يشهد الموسم يرى الناس ولا يرونه)۔(۲)

(بیشک قائم کے لئے دوغیبتیں ہیں کہ پہلی غیبت میں لوگ ان کی طرف رجوع کریں گے لیکن دوسری غیبت میں کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہیں مراسم حج میں وہ حاضر ہوں گے لوگوں کو دیکھیں گے اورلوگ ان کونہیں دیکھیں گے۔)

۱۔بحارالانوار، ج۵۲،ص۱۵۴حدیث۱۶۔

۲۔بحارالانوار، ج۵۲،ص۱۵۶حدیث۱۶۔

۵۔نہج البلاغہ کے ۱۵۰نمبر خطبہ میں زمانے کے آخر میں فتنے اورحضرت مہدی علیہ السلام کے متعلق اس طرح ذکرہوا ہے:(.... الا و انّ من أدركها منا يسري فيها بسراج منير و يحذو فيها على مثال الصالحين ، ليحلّ فيها ربقاً و يعتق رقّاً و يصدع شعباً و يشعب صدعاً في سترة عن الناس لا يبصر القائف أثره ولو تابع نظره .....)۔(۱)

(لہذا جوشخص بھی اس حالت پر باقی رہ جائے اس کا فرض ہے کہ روشن چراغ کے سہارے قدم آگے بڑھائے اورصالحین کے نقش قدم پر چلے تا کہ ہرمشکل کوحل اور ہرغلامی سے آزادی حاصل کر سکے ہراجتماع کووقت ضرورت منتشر کر سکے اورتمام قسم کے انتشار کو جمع کر سکے اورلوگوں سے یوں مخفی رہے کہ قیافہ شناس بھی اس کے نقش قدم کوتا حدنظر نہ پا سکیں.....)۔

یہ بات واضح ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کا نقل شدہ فعل اس خطبہ میں اور دوسری روایات میں آپ کے عمل کا انداز امام کے سرداب میں رہنے سے غیرہم آھنگ ہے، شخص اتنا عظیم کام انجام دے گا وہ سرداب میں کیسے رہ سکتا ہے۔

۶۔ابوبصیر امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں:(يا ابا محمد كأني أرى نزول القائم في مسجد السهلة باهله و عياله).قلت : يكون منزله ؟قال : (نعم ، هو منزل ادريس (ع)......)۔(۲)

۱۔بحارالانوار، ج۵۱،ص۱۱۷حدیث۱۶۔

۲۔بحارالانوار، ج۵۲،ص۳۱۷حدیث۱۳۔

(اے ابا محمد، گویا میں قائم ''علیہ السلام'' کو دیکھ رہا ہوں کہ اپنے اہل واعیال کے ساتھ مسجد سہلہ میں داخل ہوئے ہیں) میں نے دریافت کیا: وہاں پر ان کی منزل ہے؟ آپؑ نے فرمایا: (جی ہاں، اور وہ مسجد، ادریسؑ نبی کی منزل ہے۔)

﴿نتیجہ﴾

ڈاکٹر صاحب کا یہ دعویٰ نہایت ہی ادب واحترام کے ساتھ بے اساس اور بے بنیاد ہے اس لیے کہ تمام شیعہ معتبر روایات میں سرداب میں رہنے کا ذکر نہیں ہوا ہے۔ جن میں سے بعض بطور نمونہ بیان کی گئی ہیں۔ اس طرح محسوس ہوتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے یہ دعویٰ کسی شیعہ روایات کی طرف رجوع کرنے کے بغیر کیا ہے۔ اور مذکورہ روایات میں تعارض اور تضاد بھی نہیں ہے یعنی حضرت مہدی علیہ السلام بعض اوقات موسم حج میں اور بعض اوقات مدینہ میں، بعض اوقات کوچہ اور بازار میں ہوتے ہیں۔ کم از کم کسی روایت میں سرداب کے کنویں میں زندگی بسر کرنے کا ذکر نہیں ہوا ہے۔

بعض روایات بطور مختصر شیعہ اور اہل سنت کی کتب میں سے حضرت مہدی علیہ السلام کے ظاہر ہونے کے متعلق ذکر کی جاسکتی ہیں کہ کسی ایک روایت میں بھی سرداب کے کنویں سے ظہور کرنے کا تذکرہ نہیں ہوا ہے۔ وہ روایات یہ ہیں:

۱۔(یظهر بین الرکنین)۔(۱)

(حضرت مہدی علیہ السلام دو رکن کے درمیان سے ظاہر ہوں گے)۔

۱۔الغیبۃ، نعمانی، ص ۲۷۵۔

۲۔(أسند ظهره الی الکعبة)۔(۱)

(جب کہ اپنی پشت کو خانۂ کعبہ کی طرف کیا ہے وہاں سے ظاہر ہوں گے)۔

۳۔(فیؤتی وهو خلف المقام)۔(۲)

(جب کہ ان کی پشت مقام ابراہیم کی طرح ہے وہ وہاں سے ظاہر ہوں گے۔

۴۔(یخرج المهدی من قریة یقال لها کرعة (الیمن))۔(۳)

(حضرت مہدی علیہ السلام یمن کے ایک ''قرعہ'' نامی شہر سے ظاہر ہوں گے)۔

۵۔(یخرج من تهامة)۔(۴)

(حضرت مہدی علیہ السلام ''تہامہ'' سے خارج ہوں گے۔)

۶۔(انحدر علیکم قائم آل محمد من الحجاز)۔(۵)

(قائم آل محمد علیہ السلام آپ کی طرف حجاز سے آئیں گے)۔

قارئین محترم! آپ نے ان تمام روایات کو ملاحظہ کیا ان میں سے کسی ایک روایات میں ذکر نہیں ہوا کہ امام حضرت مہدی علیہ السلام کا ظہور سرداب کے کنویں سے ہوگا۔ یہ ایک واضح بات ہے کہ ڈاکٹر صاحب کی شیعوں پر واضح تہمت ہے کہ وہ اس بات کے معتقد ہیں کہ ان کے امام زمانہ علیہ السلام سرداب کے کنویں میں زندگی بسر کرتے ہیں۔

۱۔کمال الدین، ص ۳۲۱۔
۲۔الغیبۃ نعمانی، ص ۲۶۳۔
۳۔کشف الغمۃ، ج ۲، ص ۲۶۹۔
۴۔بحار الانوار، ج ۵۲، ص ۳۱۰۔
۵۔اثبات الوصیۃ، مسعودی، ص ۲۲۶۔

(الحق و الانصاف على القارئين و المنصفين.)۔(حقائق بیان کرنا ہماری ذمہ داری ہے اور قارئین محترم حق اور انصاف کرنا آپ کا فریضہ ہے)۔

﴾دسواں اعتراض﴿

﴾بعض شیعہ کتب میں امام مہدیؑ کی ولادت کو خود ساختہ امر بیان کیا گیا ہے﴿

﴿بعض شیعہ کتب میں امام مہدیؑ کی ولادت کو خود ساختہ امر بیان کیا گیا ہے﴾

(جس حضرت مہدی کا وعدہ کیا گیا ہے ان کی ولادت بعض شیعہ علماء کے مطابق خود ساختہ ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے شیعہ کتابوں میں سے کافی، ارشاد، جلاء العیون اور بعض دیگر کتابوں کا حوالہ دیا ہے کہ ان کتابوں میں حضرت مہدی علیہ السلام کی ولادت کو خود ساختہ امر جانا گیا ہے۔

﴿جواب﴾

ڈاکٹر صاحب کے اعتراض کے جواب میں عرض کیا جا سکتا ہے:

﴿بزرگوں کے کلام سے غلط فہمی﴾

ڈاکٹر صاحب نے کافی، ارشاد اور جلاء العیون سے ان روایات کو نقل کیا ہے کہ جن میں امام عسکری علیہ السلام کی میراث ان کی والدہ اور بھائی کے درمیان تقسیم ہونے کا تذکرہ ہوا ہے۔ ڈاکٹر صاحب یہ روایات ''احمد بن عبید اللہ بن خاقان'' جو اس زمانے کے خلیفہ کی جانب سے شہر قم کے مالیات (tex) کا ذمہ دار تھا۔ عبید اللہ بن خاقان دشمنِ اہل بیت علیہم السلام میں مشہور تھا، اور معتمد عباسی کے وزیروں میں سے تھا۔ امام عسکری علیہ السلام کی بیماری کی خبر منتشر ہونے کے بعد خلیفہ کی طرف سے امام عسکری علیہ السلام کے گھر

کی نظارت کی ذمہ داری قبول کی، تا کہ آپ کے گھر میں انجام ہونے والے امور کی خبر دے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت کے بعد امام علیہ السلام کے غسل و کفن میں اس نے نظارت کی اور امام کے گھر کے اندر امام کے فرزند کی تحقیق کی۔

اعتراض کرنے والے ڈاکٹر صاحب نے مذکورہ کتب میں یہ روایات دیکھ کر اور اہل سنت کے فتویٰ کے مطابق ان روایات کو جو امام حسن عسکری کی میراث ان کی والدہ اور بھائی ''جعفر'' میں تقسیم ہوئی تو اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ مذکورہ کتابوں کے تحریر کرنے والے امام مہدی علیہ السلام فرزند امام عسکری علیہ السلام کی ولادت کے منکر ہوئے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب اس حقیقت سے غافل ہیں کہ مذکورہ کتب میں یہ واقعہ اس لیے نقل ہوا ہے، تا کہ امامؑ کی ولادت کو مخفی رکھا جائے اور حکومتِ معتمد عباسی کا برتاؤ امام عسکری کی شہادت کے بعد یہ تھا کہ وہ آپ کے فرزند کی تلاش میں تھے۔

امامؑ کی ولادت کی کیفیت کو اس انداز سے مخفی رکھا گیا ہے کہ جو محافظت کے لیے مأمور تھے انہوں نے یہ سوچا کہ کوئی فرزند ابھی تک اس دنیا میں نہیں آیا ہے، اور امام حسن عسکری علیہ السلام کے وارث ان کی والدۂ گرامی اور ان کے بھائی تک منحصر ہیں، اس لیے کہ مولا امام مہدی علیہ السلام کی جان خطرے سے بچ جائے۔ جی ہاں خاص شیعوں کے ہاں امام کی ولادت کے مخفی ہونے کا عنوان بیان کیا گیا ہے اور حکومت، قاعدے کے مطابق بھی بعض شیعوں کے سلسلے میں بھی اس خبر کی حفاظت نہ کرنے کی وجہ سے ناقص معلومات حاصل کر چکی تھی اس لیے امام عسکری علیہ السلام کے گھر کے سلسلے میں اتنی حسّاس

تھی۔

اس بنا پر مذکورہ کتب میں صرف ایک واقعہ کا نقل ہونا حضرت مہدی علیہ السلام کی ولادت کے نہ ہونے کی دلیل نہیں بن سکتا ہے۔

﴿چند نکتے﴾

ڈاکٹر صاحب کے اس اعتراض کے باطل ہونے کے سلسلے میں چار نکات بیان کیے جاسکتے ہیں:

﴿پہلا نکتہ:﴾

امام مہدی علیہ السلام کی ولادت کا تذکرہ ان کتابوں میں صراحت کے ساتھ ذکر ہوا ہے۔

امام زمانہ علیہ السلام کی ولادت کا تذکرہ مذکورہ کتابوں میں (کہ جن کے لیے ڈاکٹر صاحب نے دعوی کیا ہے کہ وہ ولادتِ حضرت مہدی علیہ السلام کے قائل نہیں ہیں) موجود ہے۔

بطور نمونہ کتاب کافی میں ذکر ہوا ہے:

(حضرت مہدی علیہ السلام دوسو چھپن ہجری میں اس دنیا میں آئے)۔(۱)

اور اس کے بعد امام عسکری علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے زبیری کے انتقال کے بعد فرمایا: یہ اس کی جزا ہے جو خدا پر خدا کے اولیا کے حق کے سلسلے میں جھوٹ اور افترا باندھتا ہے، اور خیال کرتا ہے کہ مجھے مار دے گا اور مجھ سے کوئی بیٹا باقی نہیں رہے گا، لیکن قدرت خدا سے یہ شخص غافل ہے)۔(۲)

۱۔کافی ج۱ص۳۲۹۔ ۲۔کافی ج۱ص۳۲۹۔

اس کے بعد راویِ حدیث ''احمد بن محمد'' کہتے ہیں: (اس ''امام حسن عسکری علیہ السلام'' کو ایک بیٹا عطا ہوا کہ جس کا نام آپ نے ''م، ح م، د'' رکھا)۔(۱)

علامہ مجلسیؒ جلاء العیون میں تحریر کرتے ہیں: (محدثین کی اتفاقِ رائے کے مطابق حضرت مہدی علیہ السلام کی ولادت ''سرّ من رآہ'' یعنی سامرہ میں واقع ہوئی اور ان کا نام اور کنیت حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح ہے، اور یہ مشہور نظریہ ہے کہ آپ کی ولادت پندرہ شعبان ۲۵۵ ہجری میں واقع ہوئی اور بعض نے ۲۵۶ ہجری، اور بعض دوسروں نے ۲۵۸ ہجری نیز تحریر کیا ہے۔)(۲)

انہوں نے اپنی کتاب بحار الانوار میں نیز حضرت مہدی علیہ السلام کے متعلق تفصیل سے روایات، اور آپ کی خصوصیات کو بھی ذکر کیا ہے)۔(۳)

شیخ مفیدؒ نے بھی اپنی کتاب الارشاد میں صراحت کے ساتھ حضرت مہدی علیہ السلام کی ولادت کی تاریخ ۱۵ شعبان ۲۵۵ ہجری بیان کی ہے، اور آپ کی عمر آپ کے والدِ گرامی کے انتقال کے وقت پانچ برس ذکر کی ہے۔)(۴)

۱۔کافی ج۱ص۳۲۹۔

۲۔جلاء العیون ج۲ص۷۶۶۔

۳۔بحار الانوار، ج۵۱ص۲ کے بعد۔

۴۔الارشاد، ج۲ص۳۳۹۔

﴿ڈاکٹر صاحب کی کتب شیعہ سے ناآشنائی﴾

صاحب کتاب کافی ، جلاء العیون ، الارشاد کے علاوہ ڈاکٹر صاحب نے کتاب ''فرق شیعہ''،نوبختیؒ کی طرف ناروانسبتیں دی ہیں یہ ڈاکٹر صاحب کے کم اطلاع ہونے ، بلکہ بے اطلاعی کی دلیل ہے۔

ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں:(....اس لیے نوبختی اگر چہ شیعہ متعصب اور مشہور ہیں اور شیعوں کے اکابرین، متکلمین اور فلسفی حضرات میں سے ہیں صراحت سے تحریر کرتے ہیں کہ امام عسکری''علیہ السلام'' کی وفات کے بعد شیعہ متحیر اور مختلف نظریات کے قائل ہوجائیں گے اور مختلف فرقوں اور گروہوں میں تقسم ہوجائیں گے)۔

﴿جواب﴾

ڈاکٹر صاحب کی اس بات کا جواب دینے کے لئے دو چیزیں قابل غور ہیں:

الف : کتاب ''فرق شیعہ'' سے یہ استفادہ ہوتا ہے کہ صاحب کتاب نے پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے زمانے کے بعد امام عسکری علیہ السلام کی شہادت تک مختلف فرقوں کا تذکرہ کیا ہے اور کسی بھی مقام پر کسی فرقے کی تائید یا تردید پیش نہیں کی ہے۔(ذکر الشی حرف ، تصدیق شی ء حرف آخر)

ایک چیز کا ذکر اور نقل کرنا اور بات اور ایک بات کی تصدیق کرنا اور بات ہے۔مگر خود ڈاکٹر صاحب نے جتنی باتیں تحریر کی ہیں ان کے خود قائل ہیں،مطالب کا نقل کرنا اور ہے اور ان کے صحیح ہونے کا قائل ہونا اور بات ہے۔انہوں نے فقط فرقوں کی پیدائش اور ان کے وجود میں آنے کی بحث کی ہے،یہ نہیں کہا فلاں فرقہ صحیح ہے،اور جناب نوبختیؒ پر یہ

الزام ہے کہ وہ یہ تحریر نہیں کرتے ہیں کہ شیعہ امام عسکری علیہ السلام کے بعد متحیر اور پریشان ہوگئے بلکہ نوبختیؒ تحریر کرتے ہیں کہ متفرق ہوگئے یعنی مختلف فرقوں میں تقسیم ہوگئے۔

ب: فہرست نجاشی (جو علم رجال کی شیعہ اور سنی کے نزدیک معتبر کتاب ہے) اس میں نجاشی تحریر کرتے ہیں: صاحب کتاب''فرق الشیعہ''دوسری کتاب''الرد علی فرق الشیعۃ ما خلا الامامیۃ''میں اثنا عشری شیعہ کا برحق ہونے اور دوسرے فرقوں کے باطل ہونے کے قائل ہیں۔افسوس کا مقام ہے کہ ڈاکٹر صاحب ان کی کتابوں،اور بہت سی دیگر کتابوں سے باخبر نہیں ہیں)۔(۱)

﴿دوسرا نکتہ:﴾

حضرت مہدی علیہ السلام کی ولادت اور غیبت کے متعلق اہل سنت کی روایات ''جو اہل سنت سے نقل ہوئی ہیں''اس بات کی دلیل ہیں کہ خلفائے پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارہ ہیں اور ان میں سے نو امام حسین علیہ السلام کی نسل سے ہیں اور ان میں سے آخری قائم علیہ السلام ہوں گے۔کہ جن کا گذشتہ بحث میں ذکر ہوا ہے۔

یہ روایات دو قسم کی ہیں:

پہلی قسم: وہ روایات ہیں جو مذکورہ مضمون کے علاوہ صراحت سے بیان کرتی ہیں کہ قائمؑ امام حسین علیہ السلام کے نویں فرزند ہیں۔

۱۔فہرست نجاشی، بحث نوبختی۔

ہم ان میں سے بعض روایات کو اس مقام پر ذکر کرتے ہیں:

۱۔ سلمان محمدی ناقل ہیں: میں پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گیا اور میں نے دیکھا کہ حسین علیہ السلام آپ کی گود میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور ان کی آنکھوں اور منہ کا بوسہ لے رہے ہیں اور انہیں فرما رہے ہیں: (انک سید ابن سید ابو سادة انک امام ابن امام ابو أئمة ، انک حجّة ابن حجّة ابو حجج تسعة من صلبک تاسعهم قائمهم)۔(۱)

(تم سید اور سردار اور آقا ہو اور سردار اور آقا کے بیٹے، اور سردار اور آقا کے باپ ہو تم امام، امام کے بیٹے، اماموں کے باپ ہو، تم حجت، حجت کے فرزند، میرے نو بیٹے جو حجت الٰہی ہیں ان کے باپ ہو جو تمہاری نسل سے ہوں گے۔ اور ان میں نویں حجت قائم ہیں۔)

۲۔ حماد بن عیسیٰ اپنے والد سے، ان کے والد امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: (قال سلمان : رایت الحسين بن علی فی حجر النبی و هو يقبل عينيه ويلثم شفتيه و يقول :أنت سيّد ابن سيّد ابو سادة ، انت حجة ابن حجة ابو حجج ، انت الامام ابن الامام ابو الائمة التسعة من صلبک تاسعهم قائمهم)۔(۲)

(جناب سلمان کہتے ہیں: میں نے حسین ''علیہ السلام'' کو پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود میں دیکھا پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی آنکھوں اور لبوں کا بوسہ

۱۔ مقتل الحسین، خوارزمی، ج۱ص۱۴۶؛ ینابیع المودة (ایک جلدی والی) باب ۹۴۔
۲۔ ینابیع المودة، ج۳،ص۳۹۴۔

لے رہے تھے اور انہیں فرما رہے تھے: تم سردار اور آقا اور سردار کے بیٹے، سردار کے باپ ہو، تم حجت، حجت کے بیٹے، حجتوں کے باپ، تم امام، امام کے بیٹے اور نو اماموں کے باپ ہو جو تیری نسل میں سے ہیں اور نواں ان میں سے قائم ''علیہ السلام'' ہے۔)

بعید نہیں کہ یہ حدیث اور گذشتہ حدیث ایک ہی ہو اور دو طریقوں سے نقل ہوئی ہو۔

اس قسم کی روایات ''پہلی قسم'' بخوبی دلالت کرتی ہیں کہ حضرت مہدی علیہ السلام کی ولادت ہو چکی ہے اس لیے کہ اگر ابھی تک آپ پیدا نہ ہوئے ہوتے اور بعد میں پیدا ہوں گے ''بعض اہل سنت کے مطابق'' تو یہ امام حسین علیہ السلام نویں فرزند نہ ہوتے اس لیے کہ جب آٹھ فرزند تاریخ اہلِ سنت کی گواہی کے مطابق اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں، اور زمین حجت خدا سے خالی بھی نہیں رہ سکتی، اور خلفائے اثناعشر پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جن میں سے نو امام حسین علیہ السلام کی صلب میں سے ہیں، ایک حضرت مہدی علیہ السلام اور قائم علیہ السلام رہ جاتے ہیں کہ جن کی ولادت واقع ہوئی ہے۔ ممکن ہے کوئی یہ کہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام، امام حسین علیہ السلام کی ذریت میں سے ہیں لیکن اب تک پیدا نہیں ہوئے اور بعد میں پیدا ہوں گے، اس میں کیا اعتراض ہے؟

مندرجہ ذیل مقدمات کے ذریعہ حضرت مہدی علیہ السلام کی ولادت کو ثابت کیا جاسکتا ہے:

پہلا مقدمہ: ''بقول اہل سنت'' امام حسین علیہ السلام کی ذریت میں سے آٹھ فرزند امام زین العابدین علیہ السلام سے امام حسن عسکری علیہ السلام تک اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں۔

دوسرا مقدمہ: اہل سنت کے بقول: رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد امام حسین علیہ السلام کی ذریت میں سے نو فرزند ہوں گے۔

تیسرا مقدمہ: زمین کسی وقت بھی حجت خدا سے خالی نہیں رہ سکتی اہل سنت کے مطابق (لو لاالحجة لساخت الارض و السماء)۔

نتیجہ: پس پہلے مقدمے کے مطابق امام حسین علیہ السلام کی ذریت میں سے نو فرزند ہیں اور دوسرے مقدمے کے مطابق آپ کے آٹھ فرزند اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں اور نواں فرزند باقی ہے۔ کیونکہ زمین حجت خدا سے خالی نہیں رہ سکتی تو وہ حسین علیہ السلام کا نواں فرزند ابھی پیدا ہو چکا ہے۔

﴿دوسری قسم﴾

﴿وہ روایات جو دلالت کرتی ہیں کہ امام حسینؑ کی نسل میں سے نو امام ہوں گے﴾

ہم اس مقام پر وہ روایات ذکر کرتے ہیں:

۱۔ عبداللہ بن عباس پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: (أنا و علی والحسن والحسین و تسعة من ولد الحسین مطهرون معصومون)۔(۱)

۱۔ فرائد السمطین، ج۲ص۱۳۲، حدیث۴۳۰؛ ینابیع المودة، ج۲ص۳۱۶۔

(میں علی اور حسن وحسین اور حسین علیہم السلام کی اولاد میں سے نو افراد جو پاک اور معصوم ہیں)۔

۲۔ سلیم بن قیس سے روایت ہے کہ علی علیہ السلام کو عثمان کی خلافت کے دور میں مسجد نبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دیکھا بعض انصار اور مہاجر امامت کے موضوع پر بحث کر رہے تھے۔ حاضرین نے مولا علی علیہ السلام سے عرض کیا: اے ابوالحسن! آپ بھی امامت کے متعلق کچھ بیان فرمائیں؟ اس کے بعد آپ نے امامت کے متعلق قرآن کریم سے بعض آیات کی تلاوت کی، اور اس آیت کی: (اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلاَمَ دِينًا)۔(۱)

تلاوت کی، حدیث غدیر کی یاد دہانی کی اور اس کے بعد فرمایا: (قال: رأيت علياً في مسجد رسول الله في خلافة عثمان و جماعة يتحدثون .... فأقبل القوم عليه فقالوا يا ابا الحسن ما يمنعك ان تتكلم ؟ (فقال بعد الاحتجاج بالآيات و بحديث الغدير وبآية تكميل الدين ....) فقام ابو بكر و عمر فقالا : يا رسول الله هؤلاء الآيات خاصّة في عليّ ؟ قال : بل فيه و في اوصيائي الى يوم القيامة ، قالا : يا رسو ل الله بيّنهم لنا قال : عليّ أخي و وزيري و وصيّي و خليفتي و وليّ كل مؤمن بعدى ثم ابني الحسن ثم الحسين ثم تسعة من ولد اِبني الحسين واحد بعد واحد ، القرآن معهم و هم مع القرآن لايفارقونه ولا يفارقهم حتى يردوا عليّ

۱۔ سورہ مائدہ، آیت ۳/۔

الحوض ......فقال :أنشدكم الله أتعلمون انّ رسول الله قام خطيباً لم يخطب بعد ذلک فقال : يا ايها الناس انی تارک فيكم الثقلين كتاب الله وعترتی اهل بيتی فتمسكوا بهما لن تضلوا فان اللطيف الخبير أخبرنی وعهد اليّ انّهما لن يفترقا حتی يردا عليّ الحوض فقام عمر بن الخطاب شبه المغضب فقال : يا رسول الله أكلّ اهل بيتک ؟ قال : لا ولكن اوصيائی منهم أوّلهم أخی ووزيری ووارثی و خليفتی ....هو أولهم ثم ابنی الحسن ثم ابنی الحسين ثم تسعة من ولد الحسين واحد بعد واحد حتی يردوا عليّ الحوض ....)۔(۱)

(جب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کے لیے ان آیات کی تلاوت فرماتے تھے، ابوبکر اور عمر نے پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک روز پوچھا: کہ کیا یہ آیات علی علیہ السلام سے مخصوص ہیں؟ آپ نے جواب میں فرمایا: علی علیہ السلام اور قیامت تک میرے اوصیاء سے متعلق ہیں۔ ان دونوں نے کہا: ان کو ہمارے لئے بیان کیجیے۔ اس وقت آپ نے فرمایا: علی ''علیہ السلام'' میرے بھائی، مددگار، میرے وصی، میرے خلیفہ اور میرے بعد ہر مومن کے خلیفہ ہیں ان کے بعد ہمارے بیٹے حسن (علیہ السلام)، اور ان کے بعد ہمارے بیٹے حسین (علیہ السلام) اور نو افراد میرے بیٹے حسین علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں جو یکے بعد دیگرے۔ قرآن ان کے ساتھ اور وہ قرآن کے ساتھ ہیں اور وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے۔ جب تک کہ مجھ سے حوض کوثر پر نہ ملیں اس کے بعد

۱۔ فرائد السمطین، ج ۱ ص ۳۱۲، حدیث ۲۵۰۔

علی علیہ السلام نے فرمایا: آپ کو خدا کی قسم! کیا آپ جانتے ہیں کہ پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے آخری خطبہ میں کہ اس کے بعد کوئی خطبہ نہیں دیا، فرمایا: اے لوگو میں تمہارے درمیاں دو گراں بہا چیزوں کو چھوڑ کر جا رہا ہوں، کتاب خدا، اور میری عترت یعنی میرے اہل بیت تو بس ان دونوں سے متمسک رہو تا کہ ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہو جاؤ خدائے لطیف وخبیر نے مجھے باخبر کیا ہے، اور میرے ساتھ یہ عہد کیا ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے جب تک کہ مجھ سے حوض کوثر پر ملاقات کریں۔ اس کے بعد عمر بن خطاب نے غضب ناک حالت میں پوچھا: یارسول اللہ! کیا یہ بات آپ کے تمام اہل بیت ''علیہم السلام'' کے لیے ہے؟ آپ نے جواب دیا: نہیں بلکہ میرے اوصیاء سے مخصوص ہے کہ ان میں سے پہلا میرا بھائی، ناصر، وارث اور میرا خلیفہ علی ''علیہ السلام''.....اس کے بعد میرے بیٹے حسن، اور میرے بیٹے حسین علیہما السلام اور حسین علیہ السلام کی ذریت میں سے نو افراد یکے بعد دیگرے ہیں یہاں تک کہ مجھ سے حوض کوثر پر ملحق ہو جائیں)۔

۳۔ ابن عباس نے پیغمبر اسلامؐ سے ایک مفصل روایت کو نقل کیا ہے کہ نعثل یہودی آپ سے بعض مسائل کے متعلق بعض سوالات کرنے آیا، ان کے ضمن میں آپ کے اوصیاء کے متعلق آپ سے دریافت کیا، تو آپ نے اس کے جواب میں فرمایا: (......ان وصيی والخليفة من بعدی علی بن ابی طالب و بعده سبطای الحسن ثم الحسين يتلو تسعة من صلب الحسين أئمة ابرار) ۔ قال : يا محمد فسمّهم لی قال : (نعم اذا مضی الحسين فابنه علی فاذا مضی علی فابنه محمد ....فاذا مضی علی فابنه محمد ثم ابنه علی ثم ابنه الحسن ثم

الحجة بن الحسن فهذه اثنا عشرة أئمة عدد نقباء بني اسرائيل)۔(۱)

(......میرے بعد میرے جانشین اور وصی علی ابن ابی طالب (علیہ السلام)، اس کے بعد دو بیٹے حسن وحسین (علیہما السلام)، اس کے بعد حسین (علیہ السلام) کی نسل میں سے نوفرزند ہیں جو امامت کی لیاقت رکھتے ہیں) اس کے بعد یہودی نے کہا: ان کے خصوصیات کے ساتھ نام ذکر کریں؟ آپ نے فرمایا: جی ہاں، حسین (علیہ السلام) کے بعد ان کے بیٹے علی (علیہ السلام) اور ان کے بعد ان کے فرزند محمد (علیہ السلام)......اس کے بعد ان کے بیٹے حسن علیہ السلام اور ان کے بعد حجۃ ابن الحسن (علیہ السلام) ہیں۔ یہ بارہ امام ہیں کہ ان کی تعداد بنی اسرائیل کے سرداروں کی طرح ہے)

ایک سوال اور اس کا جواب

سوال

اگر یہ کہا جائے کہ ان میں سے بعض روایات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ امام حسین علیہ السلام کی نسل میں سے نو امام ہیں اگر ہم یہ نتیجہ اخذ کریں کہ حضرت مہدی علیہ السلام جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری خلیفہ ہیں اور ابھی تک اس دنیا میں نہیں آئے تو ان روایات سے ناسازگاری نہیں رکھتا؟

جواب

اس سوال کے جواب میں کہا جاسکتا ہے، اگر چہ ان میں سے ہم بعض روایات سے

۱۔فرائد السمطین، ج۲ص۱۳۴، ح۴۳۱۔

فقط امام حسین علیہ السلام کی نسل میں سے نو امام کا ہونا من جملہ حضرت مہدی علیہ السلام کا ہونا استفادہ کرسکتے ہیں، اور یہ حضرت مہدی علیہ السلام کے زندہ اور اس دنیا میں آنے کی دلیل نہیں ہے۔ لیکن مندرجہ ذیل روایات کے ضمیمہ سے کہ ہم ان کی طرف اشارہ کرتے ہیں، مذکورہ روایات سے یقینی طور پر حضرت مہدی علیہ السلام کے اس دنیا میں آنے اور اس زمانے میں غائب ہونے کا استفادہ کرسکتے ہیں۔

وہ روایات یہ ہیں:

۱۔ وہ روایات کہ جن میں ائمہ علیہم السلام کے اسماء مبارک ذکر ہوئے ہیں، ایک کے بعد دوسرا نقل ہوا ہے، حضرت مہدی علیہ السلام کو امام حسن عسکری علیہ السلام کا بیٹا بیان کیا ہے اور دنیا میں ان کے آمد کی خبر دی گئی ہے۔ نمونے کے طور پر روایت جندل پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے(۱)، روایت ابن عباسؓ یعنی نعثل کے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوالات (۲) جابر بن عبداللہ انصاریؓ کی پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت، (۳)، ابوبصیرؒ کی امام صادق علیہ السلام سے روایت۔ (۴)، احمد بن اسحاقؒ کی امام حسن عسکری علیہ السلام سے روایت (ہم نے یہ تمام روایات گذشتہ صفحات پر ذکر کی ہیں) سے استفادہ کرسکتے ہیں۔

۱۔ینابیع المودۃ، ج۳ص۲۸۳۔

۲۔فرائد السمطین، ج۲ص۱۳۳،حدیث۴۳۱۔

۳۔ینابیع المودۃ، ج۳ص۲۸۳۔

۴۔فرائد السمطین، ج۲ص۱۳۶حدیث۴۳۲۔

۲۔شیعہ اور سنی طرق سے نقل شدہ روایات جو ہم نے ذکر کی ،اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری جانشین غائب ہیں اور بعد میں ظہور کریں گے۔اس لئے کہ لفظ (غیبت)اور ظاہر ہونا حضرت مہدی علیہ السلام کے ظاہر اور زندہ رہنے پر دلالت کرتا ہے۔

۳۔وہ روایات جو دلالت کرتی ہیں کہ پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلفاء کی سلسلہ وار تعداد بارہ افراد کی ہے،ظاہر ہے کہ یہ زمین کبھی بھی جانشینِ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خالی نہیں رہے گی اور حجت خدا کے بغیر کبھی بھی نہیں رہ سکتی یہ روایات شیعہ اور سنی کتب میں موجود ہیں۔

۴۔متواتر روایت:(من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتة الجاھلیة)۔(۱)

(جو شخص اپنے زمانے کے امام کی معرفت کے بغیر مرجائے وہ جاہلیت کی موت مرا ہے)۔

۵۔شیعہ اور اہل سنت نے ''حدیث ثقلین'' کو بطور متواتر نقل کیا ہے۔ہم گذشتہ مباحث میں اس کا ذکر کر چکے ہیں اس حدیث میں ذکر ہوا ہے کہ قرآن اور اہل بیت علیہم السلام ایک دوسرے سے قیامت تک جدا نہیں ہوں گے،اس کا لازمہ یہ ہے کہ جب تک قرآن لوگوں میں ہے اہل بیت علیہم السلام بھی رہیں گے اور یہ حقیقت ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کا اس دنیا میں آنا اور ان کا زندہ رہنا اس روایت سے بخوبی استفادہ کیا

۱۔المعجم الکبیر،ج۱۹،ص۳۸۸؛حلیۃ الاولیاء،ج۳،ص۲۲۴؛مجمع الزوائد،ج۵،ص۲۲۵؛کنز العمال،ج۱،ص۱۰۳؛ مسند احمد حنبل ج۴،ص۹۶۔

جا سکتا ہے۔

خصوصاً دوسری روایات میں بیان کیا گیا ہے کہ قرآن اور اہل بیت علیہم السلام ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے(.....ثم ابنی الحسن ثم الحسین ثم تسعة من ولد ابنی الحسین واحد بعد واحد القرآن معھم و ھم مع القرآن لا یفارقونہ ولا یفارقھم حتی یردوا علیّ الحوض .....)۔(۱)

(.....اس کے بعد میرے فرزند حسن،اس کے بعد حسین،اور اس کے بعد حسین کی اولاد میں سے میرے نو فرزند ایک کے بعد دوسرا ہوگا۔قرآن ان کے ساتھ وہ قرآن کے ساتھ ہوں گے،ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک میرے ساتھ حوض کوثر پر ملاقات کریں گے۔)

تو مذکورہ روایات سے بخوبی یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام زندہ اور غائب ہیں۔

(تیسرا نکتہ)

اہلبیتؑ کی حجیت پر قرآن کی دلالت

ہم نے گذشتہ مطالب میں متعدد آیات کو اہل بیتؑ کی حجیت کے متعلق بیان کیا اور پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اپنے بعد اہل بیت علیہم السلام کی حجیت بیان کی ہے کہ جن کا ذکر کیا جا چکا مخصوصاً ''حدیث ثقلین''۔اس بنا پر: بالفرض اگر اہل سنت کے عقیدے کے مطابق اہل بیتِ پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارہ امام اور جانشین نہ ہوں پھر بھی ان کا قول اور فعل اور تقریر(۲) حجت ہے۔

۱۔فرائد السمطین،ج۱،ص۳۱۵ حدیث ۲۵۰؛الاحتجاج،ج۱،ص۲۱۴؛الغدیر،ج۱،ص۱۶۵۔

۲۔یعنی کسی کے عمل پر کوئی اعتراض نہ کرنا اس کی رضایت کے مساوی ہے۔مگر یہ کسی اعتراض نہ کرنے کی کوئی خاص وجہ ہو جیسے تقیہ.....

تو بس حضرت علی علیہ السلام اور دوسرے ائمہ علیہم السلام کے فرامین کی حجیت جب ثابت ہوگئی تو وہ بھی حجت ہو جائیں گے، خود ائمہ علیہم السلام نے حضرت مہدی علیہ السلام کے متعلق متواتر روایات میں فرمایا ہے کہ: حضرت مہدی علیہ السلام، امام عسکری علیہ السلام کے فرزند ہیں اور جب تک خدا نے مقرر کیا ہے ولادت کے بعد غائب ہو جائیں گے، ان روایات کا حجت ماننا اور اس پر عمل کرنا خود اہل سنت کی کتابوں کے مطابق ضروری ہو جائے گا اس لیے کہ اہل سنت کی کتابوں کے ذریعہ ہم نے ان کی حجیت کو ثابت کیا۔

تو بس امام زندہ اور غائب ہیں کیونکہ اہل بیتؑ کی حجیت اہل سنت کے ہاں ثابت ہے، اور انہیں اہل بیت علیہم السلام ہی نے فرمایا ہے کہ امامؑ غائب اور زندہ ہیں۔

﴿چوتھا نکتہ:﴾

اہل سنت کے علماء نے حضرت مہدی علیہ السلام کی ولادت کی صراحت کی ہے۔

ہم نے ساٹھ علماء اور مورخینِ اہل سنت کا تذکرہ گذشتہ مباحث میں کیا اور اہل سنت کے عرفا کے نام ذکر کیے جو سب کے سب حضرت مہدی علیہ السلام کی ولادت کے معتقد تھے، اور اس بات کے معتقد تھے کہ وہ امام عسکری علیہ السلام کے فرزند ہیں لہذا وہ زندہ اور غائب ہیں۔

﴿نتیجہ﴾

ان مذکورہ چار نکات سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ، اہل سنت اور شیعہ عقیدے کے مطابق حضرت امام مہدی علیہ السلام زندہ اور غائب ہیں۔ تو بس ڈاکٹر صاحب کا یہ اعتراض نہایت ہی ادب اور احترام کے ساتھ بے جا ہے۔

﴿گیارہواں اعتراض﴾

حضرت مہدی علیہ السلام کی ولادت بنی ہاشم سے کیوں پوشیدہ رہی؟

حضرت مہدیؑ کی ولادت بنی ہاشم سے کیوں پوشیدہ رہی؟

ڈاکٹر صاحب اس اعتراض کی وضاحت میں کہتے ہیں:

حضرت مہدی علیہ السلام کی ولادت کیسے بنی ہاشم اور علوی خاندان سے مخفی اور پوشیدہ رہی جب کہ احمد بن عبدالصمد کہ جو ابن طومار سے مشہور تھے اور ان کے پاس ایک رجسٹر تھا کہ جس میں وہ علوی خاندان کی ولادتوں کو درج کرتے تھے، ان سے نیز مخفی اور پوشیدہ رہی۔

ڈاکٹر صاحب اس بات کے ذریعہ حضرت مہدی علیہ السلام کی ولادت کا انکار کرنا چاہتے ہیں یعنی جب ایک خاندان کے مشہور افراد اور رجسٹر میں درج کرنے والے شخص کو معلوم نہیں ہوا تو پھر حضرت مہدی علیہ السلام کی ولادت نہیں ہوئی۔

﴿جواب﴾

ڈاکٹر صاحب کے اس اعتراض کے جواب میں کہ امام حضرت مہدی علیہ السلام کی ولادت کے مخفی اور پوشیدہ ہونے کے مندرجہ ذیل اسباب بیان کیے جاسکتے ہیں:

۱۔ ﴿حکومت کی حسّاسیت اور ولادت کو مخفی رکھنا﴾

حضرت مہدی علیہ السلام کی ولادت کے مخفی اور پوشیدہ رہنے میں ایک خاص

عنایت الٰہی تھی اس کے قطع نظر، عادی حوالے سے نیز حکومت کی شدید حساسیت کے باوجود یہ ایک طبیعی امر ہے کہ امام مہدی علیہ السلام کی ولادت مخفی رہے اس لیے کہ امام عسکری علیہ السلام کے بیٹے کی ولادت کے متعلق حکومت زیادہ حسّاس تھی، اس لیے کہ اگر علوی اور بنی ہاشم آپ کی ولادت سے مطلع ہو جاتے کہ کوئی بعید نہیں تھا کہ یہ خبر تدریجی طور پر حکومت، تک پہنچ جاتی ''کل سر جاوز الاثنین شاع ''ہر راز جو دو افراد سے تجاوز کرے وہ شائع ہو جاتا ہے۔

۲۔ ﴿حضرت مہدیؑ کی خصوصیات اہل سنت اور شیعہ روایات میں۔﴾

شیعہ اور سنی منقولہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کی ولادت کا موضوع متعارف حالات اور معمول سے مختلف ہے، اس لیے کہ شیعہ، سنی روایات میں اس بات کا ذکر ہوا ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام میں پیغمبروں کی بہت سی خصوصیات اور خارق العادات چیزیں موجود ہیں، بطور نمونہ: حضرت ابراہیمؑ کی ولادت کا مخفی ہونا اور لوگوں کا ان سے دور ہونا (۱)، حضرت موسیٰؑ کا خوف اور غیبت، اور حضرت عیسیٰؑ کے دور میں لوگوں کا اختلاف حضرت ایوبؑ کا شدت کے بعد آسائش حاصل ہونا، اور پیغمبر کا اسلحہ اور ان کی باقدرت حکومت، جناب خضرؑ اور ذوالقرنینؑ کی طول عمر حضرت مہدی علیہ السلام میں موجود ہیں۔ (۲)

۱۔ المیزان، ج ۷ ص ۲۱۵۔

۲۔ قارئین محترم اہل سنت کے منابع کی طرف رجوع کر سکتے ہیں۔ کتاب منتخب الاثر، ج ۱ ص ۲۲۷، حدیث ۲۸۶، اور ج ۲۔ ص ۱۹۹، ح ۵۶۴۔ اور شیعہ کتب کمال الدین شیخ صدوقؒ ج ۲ ص ۳۵۰، الامامة والتبصرة، ص ۹۴ شیخ صدوقؒ کی طرف رجوع کر سکتے ہیں۔)

قابل ذکر ہے کہ وہ روایت جس میں حضرت مہدی علیہ السلام کی مثال حضرت خضرؑ کی طرح بیان کی گئی ہے "گذشتہ مطالب" ینابیع المودۃ سے نقل ہوئی ہے آپؑ کی طول عمر کے علاوہ بعض تصرفات اور حضرت خضرؑ کے غیر عادی کام کہ حضرت موسیٰؑ اور خضرؑ کی مصاحبت اختیار کرنا، نیز استفادہ ہوتا ہے۔یعنی حضرت مہدی علیہ السلام کے زمانۂ غیبت میں وہ اس قسم کے امور انجام دیں گے جو عادی حالت کے برخلاف ہوں گے اور اس معنی کو نہج البلاغہ کے ۱۵۰ نمبر خطبہ سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

۳۔ ﴿اہل سنت کی روایات میں زمانۂ ظہور کے غیر عادی حوادث﴾

اہل سنت کی روایات سے بخوبی استفادہ ہوتا ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کے قیام کے زمانے کے قریب اور اس زمانے سے پہلے بعض حوادث غیر عادی طور پر رونما ہوں گے، تو بس امام علیہ السلام کی ولادت واقع ہونے کی وجہ سے غیر عادی امور کو بعید جاننا درست نہیں ہے: ہم اس مقام پر ان میں سے بعض روایات کو ذکر کرتے ہیں:

۱۔عقد الدّرر میں پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: حضرت عیسیٰ "علیہ السلام" حضرت مہدی "علیہ السلام" کے ظہور کے زمانے میں آسمان سے نازل ہوں گے اور وہاں دوسرے مطالب بھی نقل ہوئے ہیں (۱)۔

۲۔اسی کتاب میں پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آپؐ نے

۱۔عقد الدرر،ص۳۷ حدیث ۱۱،ص۳۰۶ حدیث ۳۷۸۔

فرمایا:(یکون فی الرمضان صوت)۔(۱) (رمضان میں ایک آواز آئے گی،" سیکون فی الرمضان صوت "نیز ذکر ہوا ہے(عنقریب رمضان میں ایک آواز بلند ہوگی۔(۲)

۳۔پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آپؐ نے فرمایا:(و جبریل علی مقدمته و میکائیل علی ساقته یفرح به اهل السماء و اهل الارض والطیر والوحش الحیتان فی البحر......)۔(۳)

(جبرئیل، قائم (مہدی علیہ السلام) کے آگے، میکائیل پیچھے، اہل آسمان اور زمین اور یہاں تک کہ پرندے اور وحشی جانور، سمندر کی مخلوق بھی مسرور اور خوشحال ہوں گی۔)

۴۔پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:(یخرج المهدی علی رأسه غمامة فیها ملک ینادی هذا المهدی خلیفة الله فاتبعوه)۔(۴)

(جب حضرت مہدی علیہ السلام قیام کریں گے، ان کے سر کے اوپر ایک ابر ہوگا، اس پر ایک ملک ہوگا جو آواز دے گا یہ مہدی (علیہ السلام) خدا کا خلیفہ ہے ان کی پیروی کرو۔)

۵۔امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:(ینادی مناد من السماء باسم المهدی فیسمع من بالمشرق و من بالمغرب...(۵)۔

(مہدی علیہ السلام کے نام سے آسمان سے منادی ندا دے گا ، جو بھی مشرق اور

۱۔عقد الدرر،ص ۱۶۵، حدیث ۱۹۵۔
۲۔عقد الدّرر کے صفحہ ۱۶۸، وح ۱۶۲۔
۳۔عقد الدّرر،ص ۲۰۶ ح ۲۱۵۔
۴۔عقد الدّرر،ص ۲۰۵، ح ۲۱۲: الحاوی للفتاوی، ج ۲ ص ۲۱۷۔
۵۔عقد الدرر،ص ۲۰۷ حدیث ۲۱۷۔

مغرب میں ہوگا وہ اس آواز کو سنے گا)۔

۶۔مرحوم آیت اللہ صدرؒ نے اپنی کتاب (المہدی) میں (اسعاف الراغبین) سے نقل کیا ہے:(ان اللہ تعالیٰ یمد المھدی بثلاثۃ آلاف من الملائکۃ و ان اھل الکھف من اعوانہ)۔(۱)

(خداوند متعال حضرت مہدی علیہ السلام کی نصرت کے لیے تین ہزار ملائکہ کو بھیجے گا، اصحاب کہف بھی آپ کے ناصروں میں سے ہیں۔

(عقد الدرر) میں اسحاق ثعلبی نے کہا ہے: (حضرت مہدی علیہ السلام اصحاب کہف کو سلام کریں گے اور وہ زندہ ہو جائیں گے نیز آپؑ کے سلام کا جواب دیں گے۔اور اس کے بعد وہ اپنی ابدی آرام گاہ کی طرف پلٹ جائیں گے)(۲)

صاحب کتاب ''الدر المنثور'' نے اور بعض دیگر اہل سنت کی کتابوں نے اس مذکورہ حدیث کو اس طرح ذکر کیا ہے:(قال رسول اللہ : اصحاب الکھف اعوان المھدی)۔

اصحاب کہف مہدی علیہ السلام کے یاور اور ناصر ہیں)۔

۷۔حذیفہ نے پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: (....یا حذیفہ لو لم یبق من الدنیا الایوم واحد لطوّل اللہ ذلک الیوم حتی یملک رجل من اھل بیتی تجری الملاحم علی یدیہ و یظھر الاسلام لا یخلف وعدہ وھو سریع الحساب)۔(۳)

۱۔المہدی، سید صدر الدین صدر، ص۱۱۳؛ اسعاف الراغبین، ص۱۳۶؛ ینابیع المودۃ ج۳ ص۳۴۴۔
۲۔عقد الدرر ص۲۱۳، حدیث۲۲۴۔
۳۔الحاوی للفتاوی، ج۲ ص۲۲۱؛ ینابیع المودۃ ج۳، ص۳۹۱۔

(.....اے حذیفہ! اگر دنیا میں سے صرف ایک دن باقی رہے تو، خدا اس دن کو اتنا طولانی کرے گا کہ میرے اہل بیت علیہم السلام میں سے ایک شخص حکومت کرے گا، اور ان کے ذریعہ خون ریزیاں ہوں گی، اور وہ اسلام کو ظاہر کرے گا، اور خداوند متعال اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرے گا، اور وہ سریع الحساب ہے)۔

تقریباً یہی مضمون عقد الدرر میں ذکر ہوا ہے۔(۱)

۸۔احمد ابن اسحاق اشعری نے امام عسکری علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپؑ نے فرمایا: (خدا نے جس دن سے آدم کو خلق کیا اس دن سے زمین کو بغیر حجت کے نہیں چھوڑا ہے ....)۔

اس وقت اپنے بیٹے کے تعارف کے بعد احمد ابن اسحاق نے علائم ظہور کے متعلق دریافت کیا؟ روایت میں آیا ہے کہ:(.....فنطق الغلام بلسان عربی فصیح فقال : أنا بقیۃ اللہ فی أرضہ و المنتقم من اعدائہ فلا تطلب اثراً بعد عین .....)۔(۲)

(ایک بچہ فصیح عربی میں بولا: زمین پر میں اللہ کا بقیہ ہوں اور اس کے دشمنوں سے انتقام لینے والا ہوں)۔

۴۔﴿گذشتہ امتوں کی سنتوں کی تکرار۔﴾

شیعہ اور سنی روایات میں آیا ہے کہ وہ سنتیں جو اسلام سے قبل تھیں، امتِ اسلام میں بھی مشاہدہ کی جائیں گی اور ان میں شباہت نظر آئے گی۔نمونہ کے طور پر ہم اس مقام پر بعض روایات کو ذکر کرتے ہیں:

۱۔عقد الدرر، ص۷۹، ۹۱، ۹۴، حدیث۲۲، ۲۳، ۴۰، ۴۵، ۵۰۔
۲۔منتخب الأثر، ج۲، ص۱۹۹۔

﴿اہل سنت کی روایات﴾

۱۔حاکم نے اپنی کتاب (مستدرک میں) تحریر کیا ہے: (.... لتتبعنّ سنن من قبلکم باعاً فباعاً و ذراعاً و شبراً فشبراً ...)۔(۱)

(........آپ یقین کے ساتھ گذشتہ امتوں کی سنتوں پر مختلف جہات سے پیروی کریں گے)۔

یعنی وہ سنتیں جیسے پہلے والی امتوں میں رونما ہوئی تھیں نیز اس امت میں رونما ہوں گی۔ تھوڑے سے فرق کے ساتھ یہ حدیث (صحیح بخاری)(۲)، اور شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید (۳) میں ذکر ہوئی ہے۔

۲۔ابن عباسؓ سے ایک طولانی روایت میں جو نعثل یہودی کے سوال کے متعلق تھی ذکر ہوا ہے کہ نعثل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مختلف سوالات کیے، توحید، صفات خدا کے متعلق پھر اس کے بعد آپ کے اوصیاء کے بارے میں دریافت کیا اور مزید یہ سوال کیا کہ ہمارے نبی موسیٰ علیہ السلام نے یوشع بن نون کو اپنا وصی بنایا، آپ کے وصی کون ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: میرے وصی علی ابن ابی طالب ہیں....۔

اس کے بعد آپ نے اس یہودی سے سوال کیا (کیا اسباط اوصیا موسیٰ کو پہچانتے ہو؟ یہودی نے کہا: جی ہاں وہ بارہ افراد تھے کہ ان میں سے پہلے لای بن برخیا تھے جو بنی

۱۔المستدرک علی الصحیحین، ج۱ص۳۷۔
۲۔صحیح بخاری، ج۴ص۱۱۴۔
۳۔شرح نہج البلاغہ ج۹ص۱۸۶۔

اسرائیل کی نظروں سے طولانی مدت کے لئے غائب تھے اور اس کے بعد ظاہر ہوئے خدا نے ان کے ذریعہ موسیٰؑ کی شریعت کے قدیم ہونے کے بعد حیات بخشی اور قرشتیا بادشاہ کے ساتھ جنگ لڑے اور اس کو مار ڈالا۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا: (جو چیز بنی اسرائیل میں رونما ہوئی میری امت میں نیز رونما ہوگی، (حذو النعل بالنعل و القذة بالقذة...) اور اس کے بعد فرمایا: (میرا بارہویں فرزند غائب ہوگا اور نظر نہیں آئے گا...)۔(۱)

﴿شیعہ روایات﴾

صدوقؒ نے کتابِ (کمال الدین) میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: (کل ما کان فی الامم السالفة یکون فی هذه الامة مثله حذو النعل بالنعل و القذة بالقذة)۔(۲)

(جو کچھ گذشتہ امتوں میں گذرا ہے اس امت میں نیز اسی طرح ہوگا، (طابق النعل بالنعل)۔(یعنی ہو بہو)۔

اور دوسری روایت میں آپ نے فرمایا: (والذی بعثنی بالحق نبیاً و بشیراً لترکبن امّتی سنن من کان قبلها حذوا العنل بالنعل ...)۔(۳)

(اس خدا کی قسم! جس نے مجھ کو حق کے ساتھ نبی، نیز بشیر کے عنوان سے مبعوث کیا میری امت گذشتہ امتوں کی سنت پر جس طرح وہ امت تھی اس طرح یہ بھی ہو جائے گی۔

۱۔فرائد السمطین، ج۲ص۱۳۳ح۴۳۱؛ ینابیع المودة، ج۳ص۲۸۳۔
۲۔کمال الدین، ج۲ص۵۳۰۔ ۳۔گذشتہ حوالہ۔

اس بنا پر حضرت مہدی علیہ السلام کی غیر عادی ولادت ہونے کی تشبیہ حضرت عیسیٰؑ ، حضرت ابراہیمؑ کی ولادت سے ، اور آپ کی غیبت حضرت خضرؑ اور موسیٰؑ کے مشابہ ہے اور جو گذشتہ امتوں میں گذرا ہے آپ سے نیز مربوط ہے ، تو بس حضرت مہدی علیہ السلام کی ولادت کو بھی ایک عجیب شے نہیں سمجھنا چاہیے۔

﴿بارہواں اعتراض﴾

﴿شیعوں کے امام حضرت مہدیؑ امام حسن عسکریؑ کے فرزند نہیں ہے﴾

﴿شیعوں کے امام حضرت مہدیؑ امام حسن عسکریؑ کے فرزند نہیں ہے﴾

اعتراض کی وضاحت: ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں: شیعہ مذہب کے دعوے داروں کا اختلاف خود اس بات کی دلیل ہے کہ حقیقی مہدی کی ولادت ایک وہمی ہے، اس لیے کہ شیعوں میں سے اکثر افراد نے امام حسن عسکری سے فرزند نہ ہونے کی ناامیدی کے بعد دوسروں کی امامت کو قبول کیا۔اور مختلف خودساختہ نظریات قائم کیے۔

﴿جواب﴾

ڈاکٹر صاحب کے جواب میں یہ کہا جا سکتا ہے:

ہم حضرت مہدی علیہ السلام کی ولادت کی خصوصیات کو، ان کی ولادت کے ہونے کی دلیل نہیں بنا سکتے، اس لیے کہ:

سب سے پہلے یہ کہ: ممکن ہے کہ حضرت امام عسکری علیہ السلام اور ان کے خاص شیعوں کی یہ حسن تدبیر ہو کہ امام مہدی علیہ السلام کی جان کی حفاظت کے لیے آپ کی ولادت کے متعلق سکوت اور خاموشی اختیار کریں تا کہ حجت خدا زمین پر باقی ہو۔اس لیے کہ سوائے امام عسکری علیہ السلام اور خاص شیعوں کے کوئی اور امام زمانہ علیہ السلام کی ولادت سے باخبر نہیں تھا۔

دوسرے یہ کہ: اس زمانے کے تقیہ اور خوف کے حالات جو امام حسن عسکری علیہ

السلام کے فرزند کے پیدا ہونے کے متعلق تھے، یہ طبیعی ہے کہ اس قسم کا اختلاف وجود میں آئے گا، اس لیے کہ خاص افراد جو امام حسن عسکری علیہ السلام کے مورد اعتماد تھے ان کے علاوہ کوئی اور حضرت کے اس دنیا میں آنے سے باخبر نہیں تھا۔

تیسرے یہ کہ: عقلی اور نقلی دلیل ایک شے پر قائم ہونے کے بعد لوگوں کا اختلاف اس چیز کی نفی ہونے کی دلیل نہیں ہو سکتی، اور اس سے پہلے ثابت ہوا کہ حضرت مہدی علیہ السلام امام حسن عسکری علیہ السلام کے فرزند ہیں اور اس دنیا میں آ چکے ہیں، جو زندہ اور غائب ہیں۔

تیرہواں اعتراض

حضرت مہدیؑ سے غیبت کے دور میں فائدہ حاصل کرنا کیسے ممکن ہے؟

حضرت مہدیؑ سے غیبت کے دور میں فائدہ حاصل کرنا کیسے ممکن ہے؟

ڈاکٹر صاحب اس اعتراض میں کہتے ہیں: (بالفرض اس شیعوں کے وہمی مہدی کی ولادت کو بھی قبول کرلیں، تو سرداب کے کنویں میں مخفی ہونے کا کیا فائدہ ہے؟ ان کے معتقدین یا منکرین ان سے کوئی فائدہ نہیں اٹھاتے تو ایسی غیبت کا کیا نتیجہ ہے؟

جواب:

اس اعتراض کا جواب دو محور میں دیا جاسکتا ہے:

پہلا محور: شیعوں پر نا معقول الزام

جیسا کہ ہم نے اشارہ کیا کہ شیعہ امام حضرت مہدی علیہ السلام کے سرداب کے کنویں میں رہنے کے قائل نہیں ہیں، آیت اللہ صدرؒ نے سرداب کے احترام اور قداست کی علت کو نقل کیا ہے۔

دوسرا محور:

حضرت مہدی علیہ السلام کے زمانۂ غیبت میں فائدے:

حضرت مہدی علیہ السلام کے غیبت کے دو فائدے ہیں: ظاہری اور باطنی فائدے۔

ظاہری فائدے

لیکن ظاہری فائدے: جیسے دین کی ترویج کرنا اوراس کی تحریف سے حفاظت کرنا، اوراحکام الٰہی ، حدود الٰہی کے اجرا کا اقدام کرنا لوگوں کے ذریعے اوران کی آپ سے بیعت کرنا، اگر چہ براہ راست زمانۂ غیبت میں امکان پذیر نہیں ہے، مذکورہ فوائد کے علاوہ بعض دیگر غیبت کے زمانے میں ظاہری فوائد ذکر ہوئے ہیں اس مقام پر بطور نمونہ چند روایات کا ذکر کرنا ضروری ہے:

۱۔جابر بن عبداللہ انصاریؒ سے ایک طولانی روایت میں پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا: (جو اہل سنت سے نیز نقل ہوئی ہے)اس آیۂ کریمہ: (يَـاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُوْلِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ)۔(۱)

(اللہ کی اطاعت کرو رسول اور صاحبانِ امر کی اطاعت کرو) کے متعلق آپ سے پوچھا گیا کہ (اولی الامر کون ہیں)؟

آپؐ نے فرمایا: یہ میرے جانشین اور مسلمانوں کے خلفا ہیں) اور اس کے بعد حضرت علی علیہ السلام سے حضرت مہدی علیہ السلام تک ان کے اوصاف کے ساتھ نام لیے اور فرمایا: حسن بن علی کے فرزند وہ ہیں کہ خدا مشرق اور مغرب کی زمین کو ان کے ہاتھوں فتح کرے گا، نیز وہ اپنے دوستوں اور شیعوں کی نظروں سے غائب ہوں گے، سوائے اس کے کہ خدا نے جس کے دل کو آزمایا ہو وہ ان کی غیبت میں ثابت قدم نہیں رہے گا)۔

۱۔سورہ نساء، آیت/۵۹۔

اس کے بعد جابرؓ نے عرض کیا: کیا اس غیبت سے لوگوں کو کوئی فائدہ ہوگا ؟ آپؐ نے فرمایا: (اس خدا کی قسم کہ جس نے مجھے نبوت کے ساتھ مبعوث کیا! وہ زمانۂ غیبت میں ان کے نور سے بہرہ مند ہوں گے اوران کی ولایت سے فائدہ حاصل کریں گے، جیسے لوگ سورج سے بادلوں کے نیچے فائدہ حاصل کرتے ہیں)۔(۱)

۲۔حضرت مہدی علیہ السلام سے ایک توقیع میں ذکر ہوا ہے: (... و اما وجه الانتفاع بي في غيبتي فكالا نتفاع بالشمس اذا غيبها عن الأبصار السحاب واني لأمان لاهل الارض كما ان النجوم أمان لأهل السماء . . . .)۔(۲)

(مجھ سے زمانۂ غیبت میں فائدہ حاصل کرنا ، سورج سے فائدہ حاصل کرنے کی طرح ہے، جب وہ ابر کے نیچے پوشیدہ ہوتا ہے، بیشک میں اہل زمین کے لئے امان ہوں جیسے ستارے اہل آسمان کے لیے امان ہیں۔

۳۔سلیمان بن اعمش نے سرکار امام صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک غائب شخص سے زمانۂ غیبت میں لوگوں کا فائدہ اٹھانا کیسے ممکن ہے؟

آپؑ نے فرمایا: (...... كما ينتفعون بالشمس اذا سترها السحاب)۔(۳)

۱۔فرائد السمطین، ج۱ص۳۱۴، حدیث۲۵۔
۲۔بحار الانوار، ج۵۲ص۹۲ حدیث۷۔
۳۔بحار الانوار، ج۵۲ص۹۲ حدیث۶۔

(جیسے لوگ سورج سے بادل کے نیچے فائدہ حاصل کرتے ہیں۔)

البتہ ممکن ہے یہ دونوں آخری روایتیں اور ان کی طرح باطنی اور معنوی فوائد کی طرف بھی نشان دہی کر رہی ہیں جو آپ سے لوگوں تک پہنچیں گی، تفہیمِ موضوع کے لیے ظاہری اور مادی فوائد کی خورشید کا پشت ابر ہونے سے تشبیہ دی گئی ہے لیکن اس بات کی طرف توجہ کرتے ہوئے کہ امام علیہ السلام کے باطنی اور معنوی فائدے تمام عالم خلقت کے لیے ہیں ''خواہ انسان ہو یا غیر انسان'' ممکن ہے دونوں مذکورہ روایتوں سے یہی ظاہری اور اجتماعی فائدے مراد ہوں جو لوگوں تک پہنچتے ہیں، اگرچہ وہ اس کی طرف متوجہ نہ ہوں اور امام علیہ السلام کو نہ دیکھیں یا نہ پہچانیں جیسے مندرجہ ذیل بیان میں اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

۴۔امیر کلام حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں: (**الاو ان من أدرکھا منّا یسری فیھا بسراج منیر و یحذرو فیھا علی مثال الصالحین لیحلّ فیھا ربقاً و یعتق فیھا رقّاً و یصدع شعباً و یشعب صدعاً ، فی سترة عن الناس لا یبصر القائف اثرہ ولو تابع نظرہ**)۔(۱)

(لہذا جو شخص بھی ان حالت تک باقی رہ جائے، اس کا فرض ہے کہ روشن چراغ کے سہارے قدم آگے بڑھائے اور صالحین کے نقش قدم پر چلے تا کہ ہر مشکل کا حل پیش کر سکے اور ہر غلامی سے آزادی پیدا کر سکے، ہر اجتماع کو بوقتِ ضرورت منتشر کر سکے اور ہر انتشار کو جمع کر سکے اور لوگوں سے یوں مخفی رہے کہ قیافہ شناس افراد بھی اس کے نقش قدم کو تا

۱۔نہج البلاغہ (صبحی صالح)، خطبہ۔۱۵۰۔

حد نظر نہ پا سکیں)۔

اس خطبہ سے بخوبی استفادہ ہوتا ہے کہ زمانۂ غیبتِ حضرت مہدی علیہ السلام میں لوگوں تک ظاہری فائدے پہنچیں گے جیسے تفرقہ کا خاتمہ، مشکلوں کا حل کرنا، گرفتاروں کو آزادی دلانا اگرچہ دوسرے متوجہ نہ رہیں اور آپ کو نہ پہچانتے ہوں، جیسے سورج پشت ابر میں دیکھا نہیں جاتا لیکن اس کے فائدے لوگوں تک پہنچ رہے ہوتے ہیں۔اور کسی کا کسی سے فائدہ پہنچانا اس بات کا لازمہ نہیں ہے کہ فائدہ حاصل کرنے والا شخص متوجہ ہو اور کسی کو دیکھے اور پہچانے بھی۔

بعنوان مثال حالت خواب میں، اس کے باوجود کہ علۃ العلل کائنات یعنی خداوند متعال، زندگی کے اسباب کے ذریعے بہت سے فوائد انسان تک پہنچاتا ہے لیکن انسان اس حالت میں متوجہ نہیں ہوتا ہے۔خداوند متعال کے دشمن اور منکر جب کہ اس کو نہیں جانتے اور اس کی معرفت نہیں رکھتے ہیں یہاں تک کہ خداوند متعال کو قبول بھی نہیں کرتے، اور اس سے بڑی بات یہ ہے کہ اس سے دشمنی بھی کرتے ہیں، ایسی حالت میں بھی خداوند متعال کی طرف سے ان تک فیوضات پہنچتے ہیں۔

﴿باطنی فائدے﴾

۱۔اس دنیا میں امام زمانہ علیہ السلام کا ہونا اور ان کی شناخت جاہلیت کی موت سے بچاتی ہے۔

امام یعنی انسان کامل (خواہ نبی ہو یا نبی کا وصی) دنیا کی علت غائی ہے جیسے حدیث

قدسی میں ذکر ہوا ہے (لولاک لما خلقت الافلاک)۔(۱)

(اے حبیب! اگر تم نہ ہوتے تو ہم افلاک کو خلق نہ کرتے۔)

انسان کامل کی خلقت کا ہدف صفات الٰہی کا ظہور ہوتا ہے۔ بہ تعبیر دیگر انسان کے وجود میں آنے کا ہدف غائی، اس نوع کے برترین افراد ہیں جو کامل ہیں، جو انسان کامل کے اولین فرد حضرت آدم علیہ السلام تھے، اور انسان کامل میں سے آخری افراد ائمہ علیہم السلام ہیں۔ درحقیقت انسان کامل ایسے میووں کی طرح ہے جو مطلوب ہیں۔ باغبان مختلف قسم کے درخت لگاتا ہے تاکہ اس مطلوب میوے کو حاصل کرے۔ اس جہان کی خلقت بغیر کسی ہدف اور مقصد کے عبث اور لغو ہے۔

اس قسم کی غایت ہر زمانے میں موجود ہونی چاہیے ورنہ جہانِ مادی اپنا فلسفۂ وجودی اپنے ہاتھ سے کھو دیتا اور فانی ہوجاتا۔

مختلف تعبیریں روایات میں موجود ہیں: (لو بقية الارض بغير امام لساخت)۔(۲)

(اگر حجت خدا زمین پر نہ ہو تو زمین فنا ہوجائے گی) جو اس حقیقت کی طرف نشان دہی کررہی ہے۔ شیعہ اور سنی متواتر روایات میں یہ بھی موجود ہے (من مات ولم يعرف امام زمانه مات ميتة الجاهلية)۔(۳)

۱۔ بحار الانوار، ج ۱۵ ص ۲۸ حدیث ۴۸۔ کہ اس حدیث کی علمی بحث ہم نے کتاب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا میں ذکر کی ہے۔
۲۔ الکافی، ج ۱ ص ۱۷۹، حدیث ۱۰؛ یہی مضمون ۱۱، ۱۲ اور ۱۳ نمبر احادیث میں ذکر ہوا ہے۔
۳۔ المعجم الکبیر، ج ۱۹، ص ۳۸۸؛ حلیۃ الاولیاء، ج ۳ ص ۲۲۴؛ مجمع الزوائد، ج ۵ ص ۲۲۵؛ کنز العمال، ج ۱ ص ۱۰۳؛ مسند احمد حنبل ج ۴، ص ۹۶؛ شرح المقاصد، ج ۵ ص ۲۳۹۔

(جو بھی اپنے زمانے کے امام کی معرفت کے بغیر مر جائے وہ جاہلیت کی موت مرا ہے) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی وقت بھی زمین حجت خدا سے خالی نہیں رہے گی کہ وہ برترین انسان کامل ہے اور ان کی عدمِ شناخت جاہلیت کا سبب ہے۔

لہٰذا یہ فائدہ باطنی ہے کہ امام زمانہ علیہ السلام کی غیبت کے دور میں ان کی شناخت جاہلیت کی موت سے بچاتی ہے۔

۲۔ ﴿امام زمانہؑ فیض الٰہی کا واسطہ ہیں﴾

اس عنوان کی وضاحت کے لیے حقیقت امامت کا قرآن کے پس منظر میں بیان کرنا ضروری ہے:

علامہ طباطبائیؒ نے اس سلسلے میں: تفسیر ''المیزان'' میں اس آیۂ کریمہ (وَإِذْ ابْتَلَى إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي قَالَ لاَيَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ)(۱) کے ذیل میں مفصل بحث کی ہے جو بطور مختصر قارئین محترم کی خدمت میں پیش کی جاسکتی ہے: (امامت نبوت کے علاوہ ایک عطیہ الٰہی ہے۔ حضرت ابراہیمؑ مقام نبوت اور رسالت کے حامل تھے۔ اپنی عمر کے آخری اوقات میں شدید امتحان کے بعد خداوند متعال نے ان کا اس مقام (امامت) کے لیے انتخاب کیا اور فرمایا: (...انی جاعلک للناس اماماً ...)۔(۲) (ہم تم کو لوگوں کا امام اور قائد بنا رہے ہیں)۔

قرآن کریم میں جس مقام پر ذکرِ امامت ہوا ہے اسے ایک قسم کی ہدایت سے تفسیر کیا

۱۔ سورہ بقرہ، آیت ۱۲۴۔ ۲۔ سورہ بقرہ آیت ۱۲۴۔

گیا ہے۔

سورہ انبیاء میں خداوند متعال نے فرمایا:(وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحٰقَ وَيَعْقُوبَ نَافِلَةً وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِينَ، وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا......)۔(۱)

(اور پھر ابراہیم کو اسحاق اور ان کے بعد یعقوب عطا کیے اور سب کو صالح اور نیک کردار قرار دیا۔ اور ہم نے ان سب کو پیشوا قرار دیا جو ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے۔)

اور سورۂ سجدہ میں فرماتا ہے:(وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا وَكَانُوا بِآيٰتِنَا يُوقِنُونَ)۔(۲)

(اور ہم نے ان میں سے کچھ لوگوں کو امام اور پیشوا قرار دیا ہے جو ہمارے امر سے لوگوں کی ہدایت کرتے ہیں اس لیے کہ انہوں نے صبر کیا ہے اور ہماری آیتوں پر یقین رکھتے تھے)۔

مذکورہ ان دونوں آیتوں میں خداوند متعال نے امامت کو اپنے خاص پیغمبروں کو عطا کیا ہے۔ یعنی امامت کی وضاحت (ہدایت امر الٰہی) سے تفسیر ہوئی ہے۔ تو بس حقیقت امامت (ہدایت بامر) ہے اور امر سورہ یٰسٓ میں اس انداز سے بیان کیا ہے:(إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ، فَسُبْحٰنَ الَّذِي بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وإليه ترجعون)۔(۳)

۱۔سورہ انبیاء، آیت ۷۲/۷۳۔ ۲۔سورہ سجدہ آیت ۲۴/۔
۳۔سورہ یٰسین، آیت ۸۲،۸۳/۔

(اس کا امر صرف یہ ہے کہ کسی شے کے بارے میں یہ کہنے کا ارادہ کر لے کہ ہو جا اور وہ شے ہو جاتی ہے۔ پس پاک و بے نیاز ہے وہ خدا جس کے ہاتھوں میں ہر شے کا اقتدار ہے اور تم سب اسی کی بارگاہ میں پلٹا کر لے جائے جاؤ گے)اس آیۂ کریمہ میں ''امر'' کی ملکوت اور باطن کے معنی میں تفسیر کی گئی ہے اور ملکوت عالم یقیناً اس عالم کا دوسرا چہرہ ہے، کہ اس چہرے سے خداوند متعال کے ساتھ روبہ رو ہوتا اور اس سے صادر ہوتا ہے۔ یہ ایک ہی وجہ ہے:(وما أمرنا الا واحدة كلمح بالبصر)۔(۱)

(اور ہمارا حکم پلک جھپکنے کی طرح کی ایک بات ہے)۔

تکثر قیود زمان و مکان حرکت اور تغیر سے منزہ اور دور ہے۔

لہذا مذکورہ آیات سے یہ استفادہ ہوتا ہے کہ امام عالم ملکوت سے رابطہ رکھنے کی صورت میں ایک قسم کی باطنی عالم پر ولایت تکوینی رکھتا ہے، اور اس مصاحبت اور ولایت کے اثر سے یقیناً لوگوں کے باطنی قلوب اور اعمال پر بھی اس کا علم محیط ہوتا ہے۔ ان کو ہدایت کرتے ہیں، یعنی عملاً کمال مطلوب تک اور ہدف نہائی تک پہچاتے ہیں درحقیقت وہ واسطہ فیض الٰہیہ ہیں کہ وہی کمال مطلق کی طرف پہنچاتا ہے۔

اس قسم کی ہدایت ''ارائۂ طریق کمال اور حق'' حق کے راستے کو دکھانے کے علاوہ بلکہ اس سے بالاتر ایک مرحلہ ہے۔ یعنی ''ارائۃ الطریق'' راستے کو دکھانا ہر نبی اور رسول کا وظیفہ۔ بلکہ ہر مومن کا فرض ہے، فقط امام میں منحصر نہیں ہے۔ وہ شے جو امام میں منحصر ہے اور حقیقت ''امامت'' ہے وہ ''ہدایت بہ امر'' اور افراد کو خاص کمال تک پہنچانا ہے، جو اس

۱۔سورہ قمر، آیت ۵۰/۔

ہدایت کے سایہ میں آنا چاہتے ہیں درحقیقت وہ اپنے تمام جہات اور حالات میں امام علیہ السلام کی پیروی کریں ، اور درحقیقت ان کو اپنا مقتدا زندگی کے تمام مراحل میں قرار دیں)۔(۱)

اگر امام زمانہ علیہ السلام کی ولایت سے مراد آپؑ کے اہداف کی پیروی کرنا ہو تو اس قسم کی ولایت خاص افراد اور اپنے چاہنے والوں سے مخصوص ہے۔ تو بس امام زمانہ علیہ السلام کی غیبت کے منافع اور فائدے فقط ظاہری نہیں ہیں۔

خواجہ نصیر الدین طوسیؒ نے امام زمانہ علیہ السلام کی غیبت کے لیے کہا ہے:

(وجوده لطف و تصرفه آخر وعدمه منا)۔(۲)

یعنی خود وجود امام علیہ السلام ایک لطف الٰہی ہے اور ان کا اس دنیا میں تصرف کرنا خدا کا ایک دوسرا لطف ہے۔ تصرف والے لطف کا نہ ہونا ہماری وجہ سے ہے "یعنی امام کا ظہور نہ کرنا ہمارے اعمال کی وجہ سے ہے" جو امام علیہ السلام کے ظاہری اور باطنی فوائد کی دلیل ہے۔

پیغمبر اکرمؐ اور امامؑ کی خدمت میں اعمال کا پیش ہونا

ون روایات کہ جن کا مضمون بندگان خدا کے اعمال پیغمبر صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور

۱۔ تفسیر المیزان، ج ۱ ص ۲۷۰۔
۲۔ کشف المراد مقصد ۵، مسئلہ اولیٰ ص ۵۰۷۔

ائمہ علیہم السلام کی خدمت میں پیش ہونا ہے نیز اس بات کی دلیل ہے کہ انسانوں کا باطن امام زمانہ علیہ السلام کے ہاں حاضر ہے اور امام علیہ السلام اعمال پر ایک قسم کی نظارت رکھتے ہیں۔

بطور نمونہ کتاب (کافی) میں ایک باب کا مخصوص ہونا اسی عنوان سے ہے۔(۱)

اور وہ روایات جو پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ علیہم السلام کو لوگوں کے اعمال پر شاہد اور گواہ ہونے کو بیان کرتی ہیں۔(۲)

اسی باب کی چوتھی روایت میں ذکر ہوا ہے عبداللہ بن زیات نے امام رضا علیہ السلام سے اپنے اور اپنے اہل و اعیال کے لیے دعا کرنے کو کہا " کیونکہ امام ایک خاص مقام کے حامل ہیں" آپؑ نے فرمایا: مگر میں اس طرح نہیں کرتا "یعنی کیا تمہارے لیے دعا نہیں کرتا ہوں" خدا کی قسم! آپ کے اعمال شب و روز میں میرے سامنے پیش کیے جاتے ہیں) راوی نے اس بات سے تعجب کیا اور آپ نے اس کے جواب میں فرمایا: (مگر تم نے اس آیۂ کریمہ کی تلاوت نہیں کی ہے: (وَقُلْ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ)۔(۳)

(اور پیغمبر کہہ دیجیے کہ تم لوگ عمل کرتے رہو کہ تمہارے عمل کو اللہ رسول اور صاحبانِ ایمان سب دیکھ رہے ہیں)۔

خدا کی قسم! اس (المومنون) سے مراد" علی ابن ابی طالب" ہیں۔ حضرت

۱۔ کافی، ج ۱ ص ۲۱۹۔ ۲۔ بحار الانوار، ج ۷، باب: (السؤال عن الرسل والامم)
۳۔ سورہ توبہ، آیت ۱۰۵۔

امیر المومنین علیہ السلام کا نام اس لئے لیا کہ آیت کے نازل ہونے کے وقت اس کے مصداق علی علیہ السلام تھے ورنہ ہر زمانے میں امام ہمارے اعمال کے شاہد و ناظر ہیں۔اس لیے مومنون جمع ہے یعنی علی علیہ السلام کے علاوہ وہ افراد بھی ناظر و شاہد ہے جن میں یہ صلاحیت اور لیاقت موجود ہو۔

﴿نتیجہ﴾

ڈاکٹر صاحب جو صاحب اعتراض ہیں ان سے ایک سوال؟

اتنی متواتر روایات امام مہدی علیہ السلام کے غائب ہونے کے باوجود اور وہ آیات جو دلالت کرتی ہیں کہ پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور بالتبع آپ کے عترت اہلبیت علیہم السلام کی حجیت اور قرآنی استدلال جو تفسیر المیزان سے ذکر کیا گیا آپ نے کیسے بطور یقینی یہ دعویٰ کیا کہ غیبت حضرت مہدی علیہ السلام بے فائدہ ہے، ڈاکٹر صاحب کیسے مطمئن ہوئے کہ امام علیہ السلام کی غیبت میں کوئی دنیوی اور آخروی مصلحت نہیں ہے، ایک طرف سے ڈاکٹر صاحب ائمہ علیہم السلام کے لیے علم غیب کے منکر ہیں (۱) شاید اپنے لیے علم غیب کے قائل ہے۔ یہ دعویٰ کیسے کر رہے ہیں جیسے کہ ان کو علم غیب ہو، حد اکثر ڈاکٹر صاحب اتنا کہہ سکتے تھے کہ مجھے زمانۂ غیبت کے فوائد کی معلومات نہیں ہے اور میں نے کسی مقام پر کوئی فائدہ نہیں پڑھا ہے چنانچہ منطقی بحث کا طریقہ بھی یہی ہے۔

انسان کے وجود اور طبیعت میں بسا اوقات بہت سے چیزیں حاصل ہوتی ہیں کہ

۱۔ یہ اعتراض اور اس کا جواب اسی کتاب میں ذکر ہوا ہے۔

انسان ان کے فوائد کے متعلق نہیں جانتا ہیں۔ کیا فوائد کے نہ جاننے سے اس شے کے اصلِ وجود کا انکار کر سکتے ہیں؟ قرآن نے بھی علم بشر کے محدود ہونے کا اعلان کیا: (وما اوتیتم من العلم الّا قلیلاً) (۱)۔

(اور تمہیں بہت تھوڑا سا علم دیا گیا ہے۔)

تو بس پہلی بات یہ ہے کہ: امام زمانہ علیہ السلام کے زمانۂ غیبت میں فائدے ہیں

دوسری بات یہ کہ: فائدے نہ جاننے سے اصل وجود کا انکار کرنا ایک پڑھے لکھے شخص سے بعید ہے۔

۱۔ سورہ اسراء، آیت ۸۵۔

﴿چودہواں اعتراض﴾

﴿کیا امام زمانہؑ عالم بالغیب ہیں؟﴾

﴿کیا امام زمانہؑ عالم بالغیب ہیں؟﴾

ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں: (شیعہ معتقد ہیں کہ امام مہدی کے پاس گذشتہ اور آئندہ چیزوں کا علم ہے، کوئی بھی چیز ان سے مخفی نہیں ہے، خداوند متعال کی جانب سے نازل شدہ تمام کتابیں ان کے پاس موجود ہیں، ان سب کتابوں کا انہیں علم ہے...)۔

﴿جواب﴾

ڈاکٹر صاحب کے جواب کے لئے چار دلیلوں کو پیش کیا جاسکتا ہے کہ امام مہدی علیہ السلام کے لیے علم غیب کا ہونا ممکن ہے۔

پہلی دلیل: امام مہدی علیہ السلام کا علم غیب قرآن کی نگاہ میں۔

دوسری دلیل: امام مہدی علیہ السلام کا عالم بالغیب ہونا شیعہ اور سنی روایات میں۔

تیسری دلیل: مشکل وقت میں اصحاب نبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا علی علیہ السلام کے پاس رجوع کرنا۔

چوتھی دلیل: فلاسفہ اور متکلمین کا علم غیب کے متعلق نظریہ۔

پہلی دلیل:

﴿قرآن اور علم غیب﴾

اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ علم غیب ذاتاً خداوند متعال سے مخصوص ہے، اور قرآن کریم کی بہت سی آیات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اس مقام پر ان میں بعض کی

طرف اشارہ کیا جاسکتا ہے:

۱۔(قُلْ لایَعْلَمُ مَنْ فِی السَّموٰاتِ وَالْأَرْضِ الْغَیْبَ إلَّا اللہُ)۔(۱)

(کہہ دیجیے کہ آسمان وزمین میں غیب کا جاننے والا اللہ کے علاوہ کوئی نہیں ہے)۔

۲۔(وَلِلّٰہِ غَیْبُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ)۔(۲)

(آسمان وزمین کا سارا غیب اللہ ہی کے لیے ہے)۔

۳۔(فَقُلْ إِنَّمَا الْغَیْبُ لِلّٰہِ ....)۔(۳)

(تو آپ کہہ دیجیے کہ تمام غیب کا اختیار پروردگار کو ہے)۔

۴۔(لہ غیب السموات والارض)۔(۴)

(اسی کے لیے آسمان وزمین کا سارا غیب ہے)۔

لیکن عقلی لحاظ سے یہ بات ممکن ہے کہ خداوند متعال اپنے علم غیب کو اپنے مقرب بندوں کو عطا کردے، کوئی عقلی مشکل پیش نہیں آئے گی۔قرآن کی آیات نیز اسی مطلب کی گواہی دیتی ہیں کہ خداوند متعال نے اپنے پیغمبروں کو بعض مقامات پر علم غیب سے آگاہ کیا ہے۔

من جملہ مندرجہ ذیل آیات اسی مطلب پر دلالت کرتی ہیں:

۱۔(تلک من أنباء الغیب نوحیھآ الیک)۔(۵)

۱۔سورہ نمل، آیت/۶۵۔

۲۔سورہ نحل، آیت/۷۷۔

۳۔سورہ یونس، آیت/۲۰۔

۴۔سورہ کہف، آیت/۲۶۔

۵۔سورہ ہود، آیت/۴۹۔

(پیغمبر یہ غیب کی خبریں ہیں جن کی ہم آپ کی طرف وحی کررہے ہیں)۔

جناب نوح علیہ السلام کے واقعہ کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے جو اس سے پہلے آیات میں ذکر ہوا ہے۔

۲۔(ذلک من أنباء الغیب نوحیہ الیک)۔(۱)

(پیغمبر یہ سب غیب کی خبریں ہیں جنھیں ہم وحی کے ذریعہ آپ تک پہنچا رہے ہیں)۔

اس آیت میں حضرت یوسف علیہ السلام کی داستان کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو اس سے پہلی والی آیتوں میں تفصیل سے ذکر ہوا ہے۔

۳۔(عٰلِمُ الغیب فلا یظھر علی غیبہ احداً. الا من ارتضی من رسول ....)۔(۲)

(وہ عالم الغیب ہے اور اپنے غیب پر کسی کو بھی مطلع نہیں کرتا ہے۔مگر جس رسول کو پسند کرلے)۔

۴۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے قرآن میں ذکر ہوا ہے:(و أنبّئکم بما تأکلون و ما تدّخرون فی بیوتکم)۔(۳)

(اور تمہیں اس بات کی خبر دوں گا کہ تم کیا کھاتے ہو اور کیا گھر میں ذخیرہ کرتے ہو)۔

۱۔سورہ یوسف، آیت/۱۰۲۔

۲۔سورہ جن، آیت/۲۶اور۲۷۔

۳۔سورہ آل عمران، آیت/۴۹۔

۵۔حضرت یوسفؑ کے متعلق قرآن میں نقل ہوا ہے:(و کذلک یجتبیک ربّک و یعلّمک من تأویل الأحادیثِ)۔(۱)

(اور اسی طرح تمہارا پروردگار تمہیں منتخب کرے گا اور تمہیں باتوں کی تاویل سکھائے گا)۔

۶۔پیغمبروں کے متعلق قرآن میں نقل ہوا ہے:(و ما کان اللّٰہ لیطلعکم علی الغیبِ و لکنّ اللّٰہ یجتبی من رسلہ من یشآء.....)۔(۲)

(اور وہ تم کو غیب پر مطلع بھی نہیں کرنا چاہتا ہاں اپنے نمائندوں میں سے کچھ لوگوں کو اس کام کے لیے منتخب کر لیتا ہے۔)

ان آیات سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر اسلامؐ اور دوسرے انبیاء نے وحی الٰہی سے اجمالی طور پر غیب کی خبروں کا علم حاصل کیا ہے۔

دوسری دلیل: اہل بیتؑ کے علم غیب کے متعلق اہل سنت اور شیعہ روایات:

دوسری طرف سے علم غیب اہل سنت اور شیعہ روایات کے مطابق حضرت علی علیہ السلام شہر علم کا دروازہ،مخزن اور علم پیغمبر اکرم صلّی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کے خزانہ دار ہیں (ہم اسی مقام پر اس کی طرف اشارہ کریں گے۔)

واضح وروشن ہے کہ دوسرے ائمہ علیہم السلام کے علوم بھی علم پیغمبر اکرم صلّی اللّٰہ علیہ

۱۔سورہ یوسف،آیت/۶۔ ۲۔سورہ آل عمران/۱۷۹۔

وآلہ وسلم اور علی علیہ السلام پر منتہی ہوں گے۔

ڈاکٹر صاحب یہ نہیں کہہ سکتے ہیں کہ علی علیہ السلام باب علم ہیں لیکن دوسرے ائمہ علیہم السلام اور امام زمانہ علیہ السلام باب علم نبی صلّی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم نہیں ہیں۔اس لیے کہ روایات متواتر اہل سنت کے مطابق (جو گذشتہ مباحث میں بیان ہوئی ہیں) پیغمبر اسلام صلّی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بارہ خلفاء اور اوصیاء کے تعین اور فضائل کے پیش کرنے کے لحاظ سے من جملہ ان کے علم میں کوئی فرق بیان نہیں کیا ہے۔

گذشتہ مباحث میں ہم نے اہل سنت سے متواتر روایات نقل کی ہیں کہ میری امت کے لئے میرے وصی اور خلفا بارہ ہوں گے یہ ثابت ہوا کہ ان کی ”سنت ،فعل اور تقریر“ پیغمبر صلّی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح حجت ہے لہٰذا علی علیہ السلام کا کلام اپنے لئے اور دوسرے اماموں کے لیے حجت ہے۔اس مقام پر بعض کی طرف بطور نمونہ اشارہ کیا جاسکتا ہے:

۱۔نہج البلاغہ میں امیر المومنین علی علیہ السلام بصرہ کے متعلق پیشینگوئی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:(... ...لیس ھو بعلم غیب و انما ھو تعلم من ذی علم . و انما علم الغیب علم الساعۃ و ما عدّدہ اللّٰہ سبحانہ بقولہ : (ان اللّٰہ عندہ علم الساعۃ و ینزل الغیث ویعلم ما فی الارحام و ما تدری نفس ما ذا تکسب غداً و ما تدری نفس بأیّ ارض تموت فھذا علم الغیب الّذی لا یعلمہ احد الّا اللّٰہ و ما سویٰ ذالک فعلم علّمہ اللّٰہ نبیّہ فعلّمنیہ و دعالی بأن یعیہ صدری).(۱)

(یہ علم غیب نہیں بلکہ صاحب علم سے تعلم اور تحصیل علم ہے،علم غیب قیامت کا اوران

۱۔ نہج البلاغہ(صبحی صالح)،خطبہ ۱۲۸۔

چیزوں کا علم ہے جن کو خدا نے قرآن مجید میں شمار کیا ہے کہ (اللہ کے پاس قیامت کا علم ہے، اور بارش کا برسانے والا وہی ہے، اور کسی کو نہیں معلوم ہے، کہ کل کیا کھائے گا اور اُسے کس سرزمین پر موت آئے گی).....یہ وہ علم غیب ہے جسے خدا کے علاوہ کوئی نہیں جانتا ہے۔اس کے علاوہ جو بھی علم ہے وہ ایسا علم ہے جسے اللہ نے پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تعلیم دیا ہے اور انہوں نے مجھے اس کی تعلیم دی۔اور میرے حق میں دعا کی ہے کہ میرا سینہ اس سے محفوظ کرے۔)

۲۔ایک دوسرے خطبے میں مولا علی علیہ السلام فرماتے ہیں:(تاللہ لقد عُلِّمت تبلیغ الرسالات و اِتمام العدات و تمام الکلمات ...)۔(۱)

(خدا کی قسم! مجھے پیغام الٰہی کے پہچانے، وعدہ الٰہی کے پورے کرنے، اور کلمات الٰہیہ کی مکمل وضاحت کرنے کا علم دیا گیا ہے)۔

۳۔نیز نہج البلاغہ میں امیر بیان علی علیہ السلام پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت علیہم السلام کے متعلق فرماتے ہیں:(ھم موضع سرّہ و لجأ أمرہ عیبة علمه....)۔(۲)

(یہ لوگ رازِ الٰہی کی منزل اور امر دین کا ملجأ اور مأویٰ ہیں)۔

۴۔(انا مدینة العلم و علی بابھا)۔

(میں علم کا شہر ہوں اور علی (علیہ السلام) اس کا دروازہ ہیں)۔

یہ مبارک حدیث شیعہ کتب کے علاوہ اہل سنت کی معتبر کتابوں میں پیغمبر اکرم صلّی

۱۔نہج البلاغہ (صبحی صالح)، خطبہ۱۲۰۔ ۲۔نہج البلاغہ (صبحی صالح)، خطبہ۲۔

اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوئی ہے من جملہ:

المستدرک،(۱)

مجمع الزوئد،(۲)

الجامع الصغیر،(۳)

تاریخ بغداد،(۴)

المناقب،(۵)

تہذیب الآثار،(۶)

تاریخ ابن کثیر،(۷)

الصواعق،(۸)

الاستیعاب،(۹)

اسد الغابۃ،(۱۰)

غایۃ المرام(۱۱)

۱۔المستدرک علی الصحیحین، ج۳،ص۱۲۶۔ ۲۔مجمع الزوائد، ج۹ص۱۱۴۔

۳۔الجامع الصغیر، ج۱ ص۴۱۵۔ ۴۔تاریخ بغداد، ج۳ص۱۸۱۔

۵۔مناقب، خوارزمی، ص۴۰۔ ۶۔تہذیب الآثار، طبری، ج۱ص۹۰۔

۷البدایۃ والنہایۃ (تاریخ ابن کثیر)، ج۷ص۳۴۰۔

۸۔الصواعق المحرقہ، ص۱۲۲۔ ۹۔استیعاب، قرطبی، ص۵۲۸۔

۱۰۔اسد الغابۃ، ج۴ص۲۲۔ ۱۱۔غایۃ المرام، مطبوعہ قدیم ص۵۲۰، باب۲۹۔

اور دیگر کتابوں میں۔(۱)

اس حدیث کے مطابق وہ پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس کے لیے قرآن نے

:(ما ضل صاحبکم و ما غوی ، وما ینطق عن الھوی)(۲)

(تمہارا ساتھی نہ گمراہ ہوا ہے اور نہ بہکا ،اور وہ اپنی خواہش سے کلام بھی نہیں کرتا ہے)۔

یہ کہا ہے اس نے فرمایا ہے: میں شہر علم اور علی ''علیہ السلام'' اس کا دروازہ ہیں۔

اس حدیث سے بخوبی پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کی وسعت اور علم علی علیہ السلام کی وسعت کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔البتہ دوسرے اماموں کے علوم علی علیہ السلام کے ذریعہ پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے متصل ہوتے ہیں۔

ایک روایت میں ہشام بن سالم اور حماد بن عثمان اور ان کے علاوہ دوسرے افراد کہتے ہیں ہم نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا: (میری حدیث میرے بابا کی حدیث ،اور میرے بابا کی حدیث میرے جد کی حدیث ،اور میرے جد کی حدیث حسین علیہ السلام کی حدیث اور حسین کی حدیث حسن علیہ السلام کی حدیث اور حسن علیہ السلام کی حدیث امیر المومنین علی علیہ السلام کی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث خداوند متعال کا قول ہے۔)(۳)

۱۔قارئین محترم مزید معلومات کیلئے کتاب الغدیر، ج۶ ص۶۱ کی طرف رجوع کریں۔

۲۔سورہ نجم، آیت ۲/و۳۔

۳۔اصول کافی، ج۱ص۵۳، حدیث۱۴۔

جی ہاں ارتباط کی کیفیت ہمارے لیے دقیقاً روشن اور واضح نہیں ہے، ہماری روایات میں جن تعبیروں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جیسے: ''مصحف فاطمہ'' ''صحیفہ مختومہ'' اور ''جفر'' گویا یہ اشارہ اس ارتباط کی طرف ہے۔

حضرت مہدی علیہ السلام کے لئے پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشینگوئیوں کے سلسلے میں بعض مقامات کو نمونے کے طور پر بیان کیا جاسکتا ہے۔جیسے کنز العمال میں رجوع کیجیے۔اس کتاب کی بارہویں جلد میں بہت سے موارد میں پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشنگوئیاں نقل کی گئی ہیں من جملہ:

حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کی شہادت کے متعلق (۱)

شہادت امام حسین علیہ السلام (۲) کے متعلق۔

جناب ابوذر کے شہر بدر کرنے کے متعلق (۳)۔

بصرے کی موقعیت کے سلسلے میں (۴)۔

قزوین کی موقعیت،(۵)۔

عدن (۶)۔

شام کی موقعیت (۷)۔

اہل فارس (۸)۔

۱۔کنز العمال ج۱۲،ص۱۰۸۔

۲۔کنز العمال، ج۱۲ص۱۲۴اور۱۲۸۔

۳۔کنز العمال، ج۵ص۷۸۲۔

۴۔کنز العمال، ج۱۲ص۳۰۷۔

۵۔کنز العمال، ج۱۲،ص۲۹۲و۲۹۷۔

۶۔کنز العمال، ج۱۲ص۳۰۸۔

۷۔کنز العمال، ج۱۲،ص۲۸۰۔

۸۔کنز العمال، ج۱۲، سابق ص۹۰۔

اور اویس قرنی کی موقعیت (۱)۔

قریش میں سے ایک مرد عبداللہ زبیری موقعیت کو بیان کیا گیا ہے۔(۲)

۵۔ پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی حضرت علی علیہ السلام سے شادی کے متعلق اپنی بیٹی فاطمہ زہرا علیہا السلام سے فرمایا: (أما ترضین انی زوجتک اقدم أمتی سلماً و أکثرھم علماً و أعظمھم حلماً)۔

(کیا تم راضی نہیں ہو کہ ہم نے تمہاری شادی اس سے کی جو میری امت میں سب سے پہلے اسلام لایا، اور تمام لوگوں سے زیادہ عالم ہے اور سب سے زیادہ حلم رکھتا ہے)۔

اس روایت میں پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام علی علیہ السلام کے علمی مقامات کے لیے فرمایا: (علی تمام امت میں سے زیادہ عالم ہیں)۔ یہ روایت شیعہ کتابوں کے علاوہ اہل سنت کی معتبر کتابوں میں بھی نقل ہوئی ہے۔ جیسے:

مسند احمد، (۳)۔

معجم طبرانی، (۴)۔

معجم الزوائد، (۵)۔

اور کنز العمال (۶)۔

۱۔ کنز العمال، ج ۱۲، ص ۷۵۔
۲۔ کنز العمال، ج ۱۲، ص ۲۰۸ و ۲۰۹۔
۳۔ مسند احمد حنبل، ج ۵ ص ۲۶۔
۴۔ المعجم الکبیر، ج ۲۰، ص ۲۳۰۔
۵۔ مجمع الزوائد، ج ۹ ص ۱۱۴۔
۶۔ کنز العمال، ج ۱۱ ص ۶۰۵۔

علی علیہ السلام کے متعلق چند علمائے اہل سنت سے نقل شدہ روایات قابل توجہ ہیں:

۱۔(اعلم امتی من بعدی علی)۔(۱)

(علی (علیہ السلام) میری امت میں سب سے زیادہ جاننے والے ہیں)۔

۲۔(علی باب علمی)(۲)۔

(علی (علیہ السلام) میرے علم کا دروازہ ہیں)۔

۳۔(علی عیبة علمی)(۳)۔

(علی (علیہ السلام) میرے علم کا خزانہ ہیں)۔

تیسری دلیل: ﴿اصحاب پیغمبر اکرمؐ کا مشکلات میں علیؑ کی طرف رجوع کرنا﴾

دوسری طرف سے امیر المومنین علی علیہ السلام نے علم کو حاصل کرنے کے لیے کسی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعلیم حاصل کی ہو تو تاریخ میں ثبت نہیں ہے۔ لیکن نقل تاریخ کے مطابق بہت سے اصحابِ پیغمبر صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مختلف موضوعات میں علم کے نہ ہونے کی وجہ سے علی علیہ السلام کی طرف رجوع کیا ہے۔ جیسے خلیفۂ دوم کا رجوع کرنا۔ اسی سلسلے میں خلیفۂ دوم سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا: (لا ابقانی اللہ لمعضلة لیس لھا ابو الحسن)(۴)۔

۱۔ کنز العمال، ج ۶ ص ۱۵۶؛ الاستیعاب، ج ۳ ص ۴۰؛ الریاض النضرة، ج ۲ ص ۲۵۵۔
۲۔ الفردوس، ج ۳، ص ۹۱؛ الفصول المہمة، ص ۱۱۱؛ مستدرک الصحیحین، ج ۳، ۱۲۲۔
۳۔ الجامع الصغیر، ج ا ص ۶۶؛ السّراج المنیر، ج ۲ ص ۴۵۸؛ الفتح الکبیر، ج ۲ ص ۲۴۲۔
۴۔ نظم درر السمطین، زرندی حنفی، ص ۱۳۲۔

(خدا نہ کرے میں زندہ رہوں اور کوئی مشکل پیش آئے اور ابوالحسن (علی علیہ السلام) حاضر اور موجود نہ ہوں)۔

اور اسی طرح خلیفۂ دوم کہتے ہیں: (لا یفتینَّ احد فی المسجد و علیّ حاضر)۔(۱)

(جب علی (علیہ السلام) مسجد میں ہیں تو کسی کو فتویٰ دینے کا ہرگز ہرگز حق حاصل نہیں ہے)۔

اور خلیفۂ دوم نے بھی بہت سے مقامات پر کہا: (لو لا علیّ لھلک عمر)۔(۲)

(یعنی اگر علی (علیہ السلام) نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہوجاتا)۔

ابن عباس سے منقول ہے کہ علم کے چھ حصے ہیں، پانچ حصے علی بن ابی طالب علیہ السلام سے مخصوص ہیں اور ایک حصہ دوسرے افراد کے لئے، اور علی علیہ السلام اس چھٹی قسم میں بھی شریک ہیں۔ بلکہ سب سے زیادہ عالم ہیں)۔(۳)

شیعہ کتابوں کے علاوہ اہل سنت کی کتابوں میں بھی مذکور ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے اپنے علم کے متعلق فرمایا: (سلونی قبل ان تفقدونی، و اللہ لا تسألونی عن شیء یکون الی یوم القیامۃ الّا اخبرتکم بہ و سلونی عن کتاب اللہ فو اللہ ما من آیۃ الا و انا اعلم ابلیل، نزلت، ام بنھار، فی سھل، ام فی جبل)۔(۴)

۱۔شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید، ج۱ ص۱۸۔

۲۔مناقب، خوارزمی، ص۸۱؛ شرح نہج البلاغہ، ابن ابی الحدید، ج۱۲ ص۲۰۵۔

۳۔مناقب خوارزمی، ص۴۸۔

۴۔الریاض النضرۃ، ج۲ ص۱۹۸؛ تاریخ الخلفاء، سیوطی، ص۱۸۵؛ فتح الباری، ج۸ ص۴۵۹؛ تہذیب التہذیب، ج۷ ص۲۹۷۔

(مجھ سے جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو پوچھ لو قبل اس کے کہ میں تمہارے درمیان نہ رہوں، خدا کی قسم! قیامت تک کی چیزوں کے لیے مجھ سے نہیں پوچھو گے مگر یہ کہ میں ان کے لئے خبر دوں گا (یعنی جو کچھ بھی کچھ قیامت تک رونما ہوگا مجھ سے پوچھو میں بتاؤں گا) کتاب خدا میں سے جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو پوچھو، خدا کی قسم! کوئی ایسی آیت نہیں مگر یہ کہ میں جانتا ہوں کہ وہ رات میں نازل ہوئی یا دن میں، پہاڑ پر نازل ہوئی، یا زمین پر)۔

نتیجہ

صاحب اعتراض یعنی ڈاکٹر صاحب سے یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ کیا وہ جو پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصریح کے مطابق باب علم نبوت اور امامت میں سے عالم، گذشتہ آسمانی کتابوں، حوادث گذشتہ، حال اور آئندہ کی پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہمراہی اور تربیت کی وجہ سے معلومات فراہم کریں تو کیا جائے تعجب ہے اور کیا خدا کی قدرت سے خارج ہے کہ اس کو علم دیا کیونکہ امام مہدی علیہ السلام کا علم، علم علوی کا سرچشمہ ہے اس لئے امام مہدی علیہ السلام کو گذشتہ، حال اور مستقبل کے واقعات کا بھی علم ہے۔

چوتھی دلیل: فلاسفہ اور متکلمین کی نگاہ میں امام مہدیؑ کے لیے علم غیب کا امکان

بوعلی سیناؒ کا نظریہ: بوعلی سیناؒ اس کے باوجود کہ عقلی رجحان رکھنے والوں میں سے اہم حکماء میں سے شمار ہوتا ہے اور وہ حکمت اشراق اور مسلک عرفان سے دور ہیں۔ انسانوں کے علم غیب کے امکان کے متعلق کتابِ اشارات میں تحریر کرتے ہیں۔ جب بھی تم یہ سنو

کہ کوئی عارف غیب کی خبر، بشارت اور انذار اگر پہلے دے چکا ہے صحیح نکلے، تو اس وقت تمہارے لئے اس کا اعتبار کرنا اور اس کی بات کی تصدیق کرنا سخت نہ ہو اس لیے کہ طبیعیت اور علل کے قوانین میں اس بات کی دلیل موجود ہے)۔(۱)

وہ انسان کے علم کے امکان کی دلیل میں کہتے ہیں: (تجربہ اور قیاس (برہان) ہم آہنگ ہے کہ انسانی نفس عالم خواب میں علم غیب کی دسترسی حاصل کرسکتا ہے، لہذا کوئی مانع نہیں کہ یہی حالت بیداری کے عالم میں نیز رونما ہو، مگر یہ کہ ایک ثابت شدہ مانع موجود ہو کہ اس مانع کا زوال اور ارتفاع ممکن نہ ہو، لیکن تجربے کے ذریعہ دوسروں سے سننا اور شناخت رکھنا، جاننا، اس امر کا گواہ ہے کہ علم غیب ہے، اور کوئی ایسا نہیں ہے کہ جس نے اپنے نفس میں یہ تجربہ نہ کیا ہو۔

تجربہ الہام بخشِ تصدیق ہے، مگر وہ شخص کہ جس کا مزاج فاسد ہو، خوابیدہ حافظہ ہو لیکن ہم قیاس کو چند تنبیھوں میں بیان کرتے ہیں)(۲)۔

شیخ الرئیسؒ ایک دوسری فصل میں جہل اور نادانی کی وجہ سے حقائق کا انکار کرنے کے متعلق تحریر کرتے ہیں: عام لوگوں سے دوری اختیار کرو، ذکاوت اور چالاکی سے، ان سے بیزاری اختیار کرو یعنی ہر چیز پر عام لوگوں کی طرح اعتراض نہ کرو (وہ شے جو نہیں جانتے ہو) یہ سبکی اور ناتوانی ہے، اور تمہاری طرف سے اس کی تکذیب میں تندروی اور جلد بازی ہے، اگر تمہارے لئے کوئی چیز واضح نہ ہو تو توقف کرو.. ...)۔(۳)

۱۔الاشارات والتنبیہات جزء۴ شارہ ۱۰، فصل ۷ ص ۱۱۹۔ ۲۔گذشتہ حوالہ۔
۳۔الاشارات والتنبیہات جزء۴ شارہ ۱۰، فصل ۳۱ ص ۱۵۹۔

قابل ذکر ہے کہ شیخ الرئیس بوعلی سیناؒ نے انسان کے علم غیب کے متعلق ایک مستقل رسالہ تحریر کیا ہے کہ تفصیل کے لئے خود اس رسالہ کی طرف رجوع کریں۔(۱)

فخر رازی کا نظریہ

فخر رازی اہل سنت کے اشعری مسلک کے متکلمین میں سے ہیں کہ جنھوں نے تفسیر قرآن کی بتیس جلدیں تحریر کی ہیں۔ اور ان کی دوسری کتابیں بھی ہیں۔ وہ بہت سے امور میں شک کرتے ہیں اس لیے وہ امام المشککین کے نام سے مشہور و معروف ہیں وہ بوعلی سیناؒ کی عبارت کے ذیل میں "جب سنو کہ عارف غیب کی خبر دے رہا ہے...... تو یقین کرو اور یقین کرنا تمہارے لیے سخت نہ ہو...." کہتے ہیں: (یہ فصل تفصیل سے بے نیاز ہے) یعنی ان کے مطالب کو قبول کرتے ہیں اس لیے تفصیل نہیں دی۔ اسی طرح فخر رازی کتاب "المباحث الشرقیۃ" میں ایک فصل "غیب کی خبر دینا" میں تحریر کرتے ہیں: جب انسان کا نفس قوی ہو، اور جامع اضداد ہو جائے تو وہ اسی طرح ہے کہ اس کا مادی بدن سے متصل ہونا غیر مادی اتصال اور ارتباط کا مانع نہ ہو، اور قوت خیالیہ قوی ہو اس طرح کہ حس مشترک کو حواس ظاہری سے خلاص کرے (دور کرے) بعید نہیں کہ یہ اس نفس کے لئے جو ارتباط غیر مادی عالم خواب میں ہوتا ہے پیش آتا ہے، حالت بیداری میں بھی اس کے لئے پیش آئے اور عالم غیر مادی سے اس نفس کے لیے بعض چیزیں آجائیں اور بعض غیبی امور کو آئندہ اور گذشتہ زمانے سے درک کرے.....)۔(۲)

۱۔رسالۂ بوعلی سیناص ۲۲۴۔ ۲۔المباحث المشرقیہ، باب ۶ فصل ۷۔

﴿امکان علم غیب اور سہروردی (شیخ اشراق)﴾

شیخ اشراق اسلامی حکما، اور اہل سنت کے مشہور افراد میں سے ہیں وہ اپنی کتاب ''شرح حکمت اشراق'' میں ایک فصل کے ضمن میں مقالۂ پنجم میں تحریر کرتے ہیں: (جس وقت انسان کے ظاہری حواس کی مشغولیات کم ہوتی ہیں یقیناً وہ تخیل، مشغولیت سے نجات حاصل کرتا ہے اور امور غیبی کی اطلاع حاصل کرتا ہے۔ اس مطلب کا گواہ انسان کے سچے خواب ہیں۔)(۱)

وہ نیز رسالۂ ''ھیاکل النور'' میں تحریر کرتے ہیں: (.....فاضل نفوس جیسے ہی جسم کی تاریکی سے نجات حاصل کریں، اور جبروت کی فضاء میں پرواز کریں، عالم ملکوت میں نور حق کا اشراق اور روشنی ان پر آئے وہ ان چیزوں کو دیکھتے ہیں جو چشم ظاہری سے دیکھنے کے قابل نہیں ہیں اس لئے آنکھ کی تاریکی سے نجات پاکر نورِ آفتاب سے روشن ہوں گے....)۔(۲)

﴿ارسطو اور افلاطون کے نظریات﴾

کتاب (اثولوجیا) جو ارسطو سے منسوب ہے، لیکن بعض شواہد کے مطابق یہ کتاب افلاطون کے جدید حکماء میں سے ہے: (بیشک ہم اس وقت عالم عقلی اور عالم مجردات تک پہنچ سکتے ہیں اور ہمارا نفس اس عالم سے چیزوں کو حاصل کرسکتا ہے کہ جب

۱۔شرح حکمت اشراق، ص۵۲۳۔

۲۔رسالۂ، ھیاکل النور، ھیکل نمبر۶ ص۱۰۷۔

اس مادی عالم سے بلند ہوجائے اور ترقی کرے اور اپنے پست شہوتوں اور خواہشوں کو ترک کرے اور اس کے کسی بھی حالات میں سرگرم اور مشغول نہ ہوں تو ایسی حالت میں ہم ایسی چیزوں کا ادراک اور احساس کریں گے جو عالم مجرد سے ہم پر نازل ہوتی ہیں۔)

مزید اس مطلب کے متعلق کہتے ہیں: (جس وقت انسان کے نفس نے فانی امور کو ترک کیا، اور ان سے دور ہوگیا، آسانی اور سختی کے بغیر اس بدن کی مشکل کو تدبیر کرے گا اور نفس کلی (روح محیط عالم مادہ پر) سے مشابہ ہوجائے گا، اور انسان کے نفس کی رشد ونمو عالم مادہ اور بدن کی تدبیر میں بغیر کسی اختلاف اور فرق کے نفس کلی کی طرح ہوجائے گی۔(۱)

﴿اہل سنت کے اشعری مذہب کے متکلم ابن ابی الحدید کا نظریہ﴾

اہل سنت کے بزرگ عالم مولائے کائنات علی علیہ السلام کے فضائل کے سلسلے میں متعدد مقامات پر صراحت سے کہتے ہیں: آپ کے پاس علم غیب تھا ہم ان میں سے بعض مقامات کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

۱۔حضرت علی علیہ السلام کے علم غیب اور آپ کی پیشینگوئیوں کے متعلق ۹۲ نمبر خطبے کی تشریح میں تحریر کرتے ہیں: حضرت علی علیہ السلام کا یہ دعویٰ خدائی یا پیغمبری کے حوالے سے نہیں ہے، بلکہ آپؑ فرماتے ہیں: پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو ان چیزوں سے باخبر کیا ہے۔ اور ہم نے جن موارد کے متعلق انہوں نے مستقبل کی خبر دی ہے ہم نے تحقیق کی اور ان سب پیشگوئیوں کو صادق اور سچا اور واقع کے مطابق پایا)۔(۲)

۱۔اثولوجیا ص۹۰ کے بعد۔

۲۔شرح نہج البلاغہ، ج۷ ص۴۷۔

اس کے بعد تقریبا بیس موارد کو آپ کی پیشینگوئیوں میں سے شمار کرتے ہیں من جملہ ان میں سے: اپنی شہادت کا ابن ملجم کے بدست واقع ہونا امام حسین علیہ السلام کی شہادت کربلا میں واقع ہونے کو امام علی علیہ السلام کی پیشینگوئیوں میں سے شمار کیا ہے۔

۲۔ نہج البلاغہ کے ۵۸ نمبر خطبے نمبر میں جو حضرت علی علیہ السلام نے خوارج کے متعلق اپنے اصحاب سے ارشاد فرمایا اس میں ذکر ہوا ہے: (ان کی قتل گاہ نہر کے قریب ہے ان میں سے دس افراد باقی نہیں رہیں گے آپ میں سے دس افراد بھی قتل نہیں کیے جائیں گے) مولا کے اس جملہ کی تشریح میں تحریر کرتے ہیں: (یہ پیشنگوئی غیب کی خبر دینے کے متعلق ہے، تفصیل اور جزئیات کے ذکر کے ساتھ ہے، اور آپ کے معجزات میں سے ہے، یہ ایک امر الٰہی ہے کہ بشر اس کے درک کرنے سے عاجز ہے اور علی علیہ السلام نے اس کو پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سیکھا ہے اور پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وحی کے ذریعہ۔ اور حضرت علی علیہ السلام میں اس قسم کے اوصاف موجود ہیں جو دوسروں میں نہیں ہیں)۔(۱)

۳۔ نہج البلاغہ کے ۱۰۹ نمبر خطبہ کی تشریح میں کہتے ہیں: اگر یہ خطبہ زندیق، ملحد اور کافر پر جو قیامت اور حشر ونشر کے انکار پر مصمم ہے پڑھا جائے اس کے اعضاءِ بدن لرزنے لگیں گے اور وہ اس کے دل کو ڈرائے گا اور اس کے نفس کو ضعیف کرے گا نیز اس کے الحادی عقیدے کو متزلزل کر دے گا۔)۔(۲)

اس کے بعد مولا علی علیہ السلام کے فضائل اور کمالات کے متعلق تحریر کرتے ہیں:

۱۔ شرح نہج البلاغہ، ج۵ ص۳، ۴۔
۲۔ شرح نہج البلاغہ، ج۷ ص۲۰۲۔

(اگر جنگ و جہاد کی بات ہو تو علی علیہ السلام سید المجاہدین ہیں، اگر وعظ ونصیحت کی بات ہو تو علی علیہ السلام ابلغ الواعظین ہیں اگر فقہ اور تفسیر کی بات ہو تو علی علیہ السلام رئیس الفقاء و المفسرین ہوں گے، اگر عدالت اور توحید کی بات ہو تو علی امام اہل العدل والموحدین ہوں گے...)۔(۱)

اس کے بعد وہ ایک عرب کے شعر کو شاہد کے طور پر لاتے ہیں:

(لیس علی اللّٰہ بمستنکر ان یجمع العالم فی واحد)

(یعنی خدا سے یہ امر دور نہیں کہ ایک انسان میں کائنات کو جمع کرے۔ اس خطبے کے اور ایک حصہ کی تشریح میں جہاں علی علیہ السلام نے فرمایا ہے: **(نحن ... معادن علم و ینابیع الحکم .....)** (ہم ہیں معادن علم اور حکمت کے چشمہ) تحریر کرتے ہیں: پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے متعلق فرمایا: **(انا مدینة العلم و علی بابها ومن اراد المدینة فلیأت الباب)**۔ (میں علم کا شہر ہوں اور علی (علیہ السلام) اس کا دروازہ ہیں اور جو بھی شہر علم میں آنا چاہتا ہے وہ اس کے دروازے سے داخل ہو اور اسی طرح پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **(اقضاکم علی)** یعنی بہترین قضاوت کرنے والے آپ کے درمیان علی (علیہ السلام) ہیں قضاوت کا لازمہ یہ ہے کہ ان کے پاس علم کثیر ہے)۔(۲)

ان بعض آیات کے اشارہ کے بعد جو حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی

۱۔ شرح نہج البلاغہ، ج۷ ص۲۰۳۔
۲۔ شرح نہج البلاغہ، ج۷ ص۲۱۹۔

ہیں نیز پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ذکر کرنے کے بعد (**یـــا فـــاطـمة زوّجتک أقدمهم سلماً ....واعلمهم علماً....**)اے فاطمہ! میں نے تمہاری شادی اس سے کی ہے کہ جوسب سے پہلے اسلام لایا اور تمام لوگوں سے زیادہ عالم ہے تحریر کرتے ہیں:

(محدثین نے پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: جو بھی نوح کا عزم وارادہ، موسیٰؑ کا علم ودانش، عیسیٰؑ کے ورع کو دیکھے، تو بس وہ علی ابن ابی طالب کو دیکھے)۔

اس کے بعد اس بات کی تکمیل کرتے ہوئے کہتے ہیں علی علیہ السلام کا مقام علم یقیناً بہت بلند وبالا ہے اس طرح کہ کوئی بھی ان کے نزدیک نہیں پہنچ سکتا، ان کا حق یہ ہے کہ وہ اپنی ذات کو معدن علم اور حکمت کے چشمہ کے طور پر متعارف کرائیں کوئی شخص بھی رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سوائے حضرت علی علیہ السلام کے اس طرح کے مقام کا حامل نہیں ہے۔(۱)

۴۔ نیز ابن ابی الحدید امام علی علیہ السلام کے متعلق پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: ''علی علیہ السلام میرے علم کا خزانہ ہے''۔(۲)

اس بات کی طرف توجہ کرنی چاہیے کہ جب پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم مختلف مقامات میں اپنی امت کو عترت یعنی اہل بیت علیہم السلام کی طرف کہ ان میں سے سب

۱۔شرح نہج البلاغہ، ج۷ص۲۲۰۔
۲۔شرح نہج البلاغہ، ج۹ص۱۶۵۔

سے اہم حضرت علی علیہ السلام کی طرف رجوع کرنے کی تاکید کرتے ہیں، بے جا اور مبالغہ کے طور پر اور ایک ذاتی محبت کی وجہ سے یہ رجوع کا حکم دے رہے ہیں، درحقیقت ائمہ علیہم السلام میں بہت سی خصوصیات ہیں من جملہ: علم، عصمت، شجاعت، صبر، خداوند متعال پر ایمان راسخ وغیرہ جو ان میں موجود ہیں، درحقیقت معنوی مقام میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برانگیختہ کیا ہے کہ امتِ اسلامیہ کی ہدایت اور قرب الٰہی تک پہنچنے کے لیے ان کی طرف ترغیب اور تاکید کی ہے۔

۵۔ نیز وہ نہج البلاغہ کے ۱۵۴ نمبر خطبے میں حضرت علی علیہ السلام کے اس خطبے کے فضائلی جملے کی تشریح میں تحریر کرتے ہیں: جو کچھ امیر المؤمنین علی علیہ السلام نے اس خطبے میں اپنی مخصوص فصاحت کے ساتھ اپنے فضائل کو شمار کیا ہے۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آپؐ کے متعلق فرمائے ہوئے فضائل کا ایک دسواں حصہ بھی نہیں ہے۔

اور اس کے بعد وہ تحریر کرتے ہیں: (میرا مقصد وہ روایات نہیں ہیں جو شیعوں نے آپ کی امامت کے متعلق، پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کی ہیں جیسے حدیث غدیر،.....اور اس کی طرح دوسری روایت بلکہ میری مراد وہ روایات ہیں جو ائمہ حدیث ''اہل سنت'' نے نقل کی ہیں، ان میں ایسے فضائل علی علیہ السلام کے لیے ذکر کیے گئے ہیں کہ جو بہت کم دوسرے افراد کے لئے نقل ہوئے ہیں۔ ان روایات کو ان افراد نے نقل کیا ہے جو آپ کے سلسلے میں متہم اور متعصب ہیں، لہذا ان کی روایتیں زیادہ اطمینانِ نفس کا باعث ہوتی ہیں۔ ہم اس مقام پر ان روایات کو بطور مختصر نقل کرتے ہیں۔(۱)

۱۔نہج البلاغہ خطبہ نمبر ۱۵۴۔

ابن ابی الحدید نے مذکورہ مقام پر چوبیس روایات کو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے جو علی علیہ السلام کے فضائل کے متعلق ہیں جو اہل سنت سے منقول ہیں۔(۱)

بہتر تھا کہ ڈاکٹر صاحب علم غیب کے سلسلے میں ان روایات کا مطالعہ کرتے اور اپنے آپ کو اس زحمت میں نہ ڈالتے کہ شیعوں پر ناروا تہمت لگائیں۔

﴿ابن خلدون کے نظریات﴾

ابن خلدون اپنی تاریخ کے مقدمے میں غیب اور پیشینگوئیوں کے متعلق کہتے ہیں:

(...حضرت جعفر صادق (علیہ السلام) اوران کی طرح خاندان پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت سی پیشینگوئیاں رونما ہوئی ہیں جو امر ولایت کی وجہ سے ہیں۔جس وقت ان کی طرح ان کی نسلوں میں سے جن کا شمار اولیاء میں سے نہیں ہے انکار پذیر نہ ہو جب کہ پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:''آپ کے درمیان صحیح گمان رکھنے والے موجود ہیں''تو بس یہ''خاندانِ رسول''اس شریف مراتب اور کرامات وہبی کے لائق ترین لوگوں میں سے ہیں)۔(۲)

﴿ملاّ علی قوشجی کا نظریہ﴾

ملا علی قوشجی اہل سنت کے دقیق اور قوی متکلمین میں سے ہیں خواجہ نصیر طوسیؒ کی اس عبارت کی تشریح میں''الاخبارہ بالغیب''کہ حضرت علی علیہ السلام کے علم غیب کے متعلق ہے تحریر کرتے ہیں (آپ کے غیب کی خبر دینے کے چند نمونے پائے جاتے ہیں:

۱۔شرح ابن ابی الحدید، ج۹ص ۱۶۶۔ ۲۔ترجمہ مقدمہ ابن خلدون ج۱ص ۶۴۷۔

۱۔جنگ نہروان میں، آپ کو خبر دی گئی کہ خوارج نے نہر کے پانی سے عبور کیا ہے، آپؑ نے فرمایا: انھوں نے نہر سے عبور نہیں کیا ہے، دوبارہ یہی خبر دی گئی اور آپ نے وہی جواب دیا۔اس کے بعد آپ کے ایک صحابی نے جندب بن عبداللہ ازدی نے اپنے دل میں کہا: اگر خوارج نے نہر سے عبور کیا ہوگا تو سب سے پہلے میں علی علیہ السلام سے جنگ کروں گا۔وہ کہتا ہے جب ہم نہر پر پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ خوارج نے نہر سے عبور نہیں کیا ہے۔

اس کے بعد آپ نے ازدی سے کہا: اے برادر! کیا تمہارے لیے یہ موضوع واضح ہوگیا؟ یہ علی علیہ السلام کا سوال اس بات کی دلیل ہے جو کچھ ازدی کے دل میں تھا وہ علی علیہ السلام کو معلوم تھا۔

۲۔حضرت علی علیہ السلام نے ماہ رمضان المبارک میں اپنے قتل ہونے کی خبر دی ہے۔

۳۔آپ کو کس نے خالد بن عویطا کے متعلق وادی القربیٰ میں مرنے کی خبر دی، جب کہ آپ منبر پر تشریف فرما تھے اور فرمایا: وہ نہیں مرا ہے وہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک کہ ایک گمراہ لشکر کا سردار اور (commander) کمانڈر ہوگا، لشکر کے علمدار حبیب بن عمار ہوں گے۔

اس کے بعد مولا علی علیہ السلام کے منبر کے نیچے ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا: اے علیؑ! خدا کی قسم! میں آپ کا چاہنے والا حبیب ہوں۔آپ نے اس سے فرمایا: اس علم کو نہ اٹھانا لیکن تم ضرور اٹھاؤ گے اور اسی مسجد کے دروازے سے اٹھاؤ گے (مسجد کوفہ کے باب

الفیل کی طرف اشارہ کیا)۔
تو بس جس وقت ابن زیاد نے عمر سعد کو امام حسین علیہ السلام سے جنگ لڑنے کے لیے بھیجا خالد کو سالار (commander) اور اس لشکر کا علمدار حبیب بن عمّار کو بنا کر بھیجا اور حبیب، نے علم مسجد کوفہ کے باب الفیل سے اٹھایا)۔(۱)

﴿نتیجہ﴾

قرآن اور روایات اہل سنت اور مختلف شخصیات کے اقوال اور اصحاب کے رجوع کرنے سے معلوم ہوتا ہے امیر المومنین علی علیہ السلام کو علم غیب تھا ڈاکٹر صاحب نے کیسے اتنے دلائل سے صرف نظر کیا ہے اور کہا ہے کہ اماموں اور حضرت مہدی علیہ السلام کا علم غیب ایک خود ساختہ ہے۔

اور علی علیہ السلام کے علم غیب سے مہدی علیہ السلام کا علم غیب بھی ثابت ہوتا ہے اس لئے کہ حضرت مہدی علیہ السلام حضرت علی علیہ السلام کے خلیفہ اور نائب ہیں اتحاد نائب اور منوب عنہ اور اتحاد مستخلف (جس کا نائب ہو رہا ہے) اور مستخلف عنہ (جو نائب ہو رہا ہے) کے ہونے کی بنا پر جو صفات اور فضائل علی علیہ السلام میں ہیں وہ امام حسین علیہ السلام میں اور وہی امام مہدی علیہ السلام میں ہیں۔ مگر یہ کہ اسی فضیلت کی استثنا کی گئی ہو جیسے امام صادق علیہ السلام نے امیر المومنین علی علیہ السلام کے لقب سے پکارنے کو منع کیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ لقب حضرت علی علیہ السلام سے مخصوص ہے۔ ہم ایک مطلق قاعدے

۱۔ شرح قوشجی بر تجرید اعتقاد ص ۳۷۸۔ چنانچہ قارئین محترم کے لیے یے بات واضح ہے کہ یے حبیب بن عمّار ہیں اور امام حسین علیہ السلام کے خاص صحابی کا نام حبیب ابن مظاہر تھا۔

سے جو ایک عقلی قاعدہ ہے استفادہ کرتے ہیں وہ صفات جو فضائل علی علیہ السلام میں ہیں، وہ مہدی علیہ السلام میں بھی موجود ہیں من جملہ علم غیب، کیونکہ استثنیٰ نہیں ہوا ہے، ہم مطلق ہونے سے استفادہ کرتے ہیں کہ امام مہدی علیہ السلام کے پاس علم غیب ہے۔ اگر علم غیب علی علیہ السلام سے مخصوص ہوتا، تو ذکر ہوتا، ذکر نہ ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ علی علیہ السلام کے نائب اور خلیفہ حضرت مہدی علیہ السلام میں بھی علم غیب کی صفت موجود ہے۔ اور ڈاکٹر صاحب کے پاس منطقی قواعد کے اعتبار سے اہل سنت کے اتنے حوالے اور مختلف آیات اور اقوال کے بعد سوائے اس کے کہ امام مہدی علیہ السلام کے لئے علم غیب کے قائل ہوں کوئی اور راستہ نہیں ہے ہاں ایک راستہ ہے کہ قرآنی آیات اور اپنی کتابوں سے دست بردار ہو جائیں کہ قطعاً یہ راستہ ڈاکٹر صاحب انتخاب نہیں کریں گے۔

﴿پندرہواں اعتراض﴾

﴿حقیقی مہدی اسلام اور مسلمانوں کے ناصر ہوں گے۔ لیکن شیعوں کے وہمی امام زمانہ شیعوں کے دشمنوں، اور عرب قوم سے انتقام لیں گے﴾

﴿حقیقی مہدی اسلام اور مسلمانوں کے ناصر ہوں گے۔ لیکن شیعوں کے وہمی امام زمانہ شیعوں کے دشمنوں، اور عرب قوم سے انتقام لیں گے﴾

ڈاکٹر صاحب اس اعتراض کے ذریعہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ جس مہدی علیہ السلام کے شیعہ منتظر ہیں وہ واقعی اور حقیقی مہدی نہیں ہیں۔ اس لیے کہ واقعی اور حقیقی مہدی اسلام اور مسلمانوں کے ناصر ہوں گے، جب کہ شیعوں کے خود ساختہ امام زمانہ اپنے دشمنوں اور عرب قوم سے انتقام لینے والے ہوں گے اور اپنی شیعوں کی نصرت کرنے والے بھی ہوں گے تو بس شیعوں کے وہمی امام زمانہ حقیقی مہدی نہیں ہیں۔

﴿جواب:﴾

ڈاکٹر صاحب کے اس اعتراض کے جواب میں یہ کہا جاسکتا ہے: یہ شیعوں پر ایک قسم کی تہمت ہے۔ اس لیے کہ شیعہ کے کسی بھی معتبر اور قابل اعتماد راوی سے، اعتقادی کتاب میں یہ مذکورہ مطلب نہیں ہے کہ امام زمانہ علیہ السلام شیعوں کی نصرت کے لیے اور قوم عرب سے اور اپنے دشمنوں کو زندہ کر کے انتقام لیں گے شیعہ اور سنی کتابیں اس بات کی گواہ ہیں کہ امام مہدی علیہ السلام کا اصلی وظیفہ: (یملاء الارض قسطاً وعدلا کما

ملئت ظلماً و جوراً)(حضرت مہدی علیہ السلام زمین کوعدل انصاف سے بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی)ہے۔

﴿حضرت مہدی علیہ السلام کے انتقام لینے کی روایات﴾

ڈاکٹر صاحب کے شاید اس اعتراض کا سرچشمہ مندرجہ ذیل روایات ہوں:

۱۔مفضل بن عمر نے امام صادق علیہ السلام سے، اور انہوں نے پیغمبر اسلام سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:(لما أسری بی الی السماء أوحی الی ربی ......وهو الذی یشفی قلوب شیعتک من الظالمین و الجاحدین و الکافرین . ...)۔(۱)

(جب مجھے معراج پر لے جایا گیا، تو خداوند متعال نے مجھ پر وحی نازل کی....اور قائم علیہ السلام کے لیے کہا کہ: اس کے بدست اپنے دشمنوں سے انتقام لوں گا.....وہ ہے جو تمہارے شیعوں کے دل کو ظالموں، منکروں اور کافروں کے ظلم و جور سے نجات اور شفا عطا کرے گا....)۔

۲۔جارود بن منذر پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:(هولاء اولیائی وهذا المنتقم من اعدائی .....)۔(۲)

(معراج میں پروردگار کی جانب سے مجھ پر وحی نازل ہوئی: یہ لوگ میرے بعد، میرے اولیاء ہیں اور یہ (اشارہ حضرت مہدی علیہ السلام کی طرف) وہ ہے جو میرے دشمنوں سے انتقام لے گا...)۔

۱۔کمال الدین، ج۱ص۲۵۲۔
۲۔بحار الانوار، ج۳۸ص۴۴۔

۳۔جابر بن یزید نے پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے:(ان اللہ اوحی لیلة اسری بی ، یا محمد ......و هذا القائم محلّل حلالی و محرّم حرامی و ینتقم من اعدائی ......)۔(۱)

(خدا جس رات میں مجھے معراج پر لے گیا مجھ پر وحی نازل کی: اے محمدؐ! ....اور اس کے بعد فرمایا: یہ ہیں قائم...جو میرے دشمنوں سے انتقام لیں گے...)۔

۴۔ابو حمزہ ثابت بن دینار امام باقر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:(.....لما قتل جدّی الحسین ضجّت الملائكة ......فوعزتی و جلالی .....بهذا القائم أنتقم منهم ......)۔(۲)

(میرے جد حسین علیہ السلام کے شہید ہونے کے بعد ملائکہ نے بلند آواز کے ساتھ گریہ کیا....اور خدا نے اپنی عزت اور جلال کی قسم کھائی....کہ قائم علیہ السلام کے بدست ان کا انتقام لوں گا......)۔

۵۔فرات بن احنف سرکار امام جعفر صادق علیہ السلام سے، آپ حضرت علی علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:(. . لا قتلن انا وابنای هذان و لیبعثنّ اللّه رجلاً من ولدی فی آخر الزمان یطالب بدمائنا......)۔(۳)

(....میں قسم کھاتا ہوں کہ میں اور میرے دو فرزند ضرور قتل کیے جائیں گے اور خدا

۱۔الغیبۃ نعمانی، ص۹۳ حدیث ۲۴۔
۲۔دلائل الامامۃ، طبری، ص۴۵۲۔
۳۔بحار الانوار، ج۵۱ص۱۱۲۔

ایک مرد کو ہماری اولاد میں سے ضرور بالضرور مبعوث کرے گا، تاکہ وہ ہمارے خون کا انتقام لے.....)۔

۶۔علقمہ بن محمد حضرمی پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خطبۂ غدیر میں نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے حضرت مہدی علیہ السلام کے متعلق فرمایا: (.....الا انہ المنتقم من الظالمین ......الا انہ مدرک بکلّ ثار لاولیاء اللہ ....)۔(۱)

(آگاہ رہو، کہ وہ ہے ظالموں سے انتقام لینے والا .....وہ تمام اولیاء خدا کے خون کا طالب ہے....)۔

نتیجہ

ان روایات میں خدا اور ائمہ علیہم السلام اور امام حسین علیہ السلام کے دشمنوں سے انتقام لینے کے لیے بیان کیا گیا ہے، کسی روایت میں مردوں کو زندہ کر کے انتقام لینے کا ذکر نہیں ہوا ہے، اور اصولی طور پر خدا، اہل بیتؑ اور امام حسین علیہ السلام کے دشمنوں سے انتقام لینا یعنی خدا کے دشمنوں کو اپنے مقاصد اور اپنی سازشوں میں ناامید کرنا ہے، جیسے حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور اور دجال کے خروج کے بعد دشمنان خدا اور اعدائے ائمہ علیہم السلام کا اصلی ہدف یہ ہے کہ آئینِ شرک وظلم کی تقویت کریں۔ اور یہ خدا اور ائمہ علیہم السلام کے دشمنوں سے انتقام لینے کا بہترین مصداق یہی ہے کہ راہ حق اور عدالت زندہ، اور راہ ظلم و جور اور شرک کا جڑ سے خاتمہ ہو جائے۔

۱۔الاحتجاج، طبرسی ج۱ص۸۰۔

البتہ شیعہ عقیدے کے مطابق رجعت اور خدا کے دشمنوں اور دوستوں کا اس دنیا میں دوبارہ پلٹنا، اور اعداءِ الٰہی کا معذّب ہونا اولیاء الٰہی کے ذریعہ ایک دوسرے قسم کا انتقام ہوگا، کہ جس سلسلے میں متعدد روایات موجود ہیں اور وہ روایات عقل اور دین کے خلاف نہیں ہیں اور امر محال بھی نہیں بلکہ ایک ممکن امر ہے۔

سولھواں اعتراض

حقیقی مہدی اسلام اور مسلمانوں کے ناصر ہوں گے لیکن شیعوں کے وہمی امام زمانہ، خود شیعوں کی مدد کریں گے۔

حقیقی مہدی اسلام اور مسلمانوں کے ناصر ہوں گے لیکن شیعوں کے وہمی امام زمانہ خود شیعوں کی مدد کریں گے۔

ڈاکٹر صاحب اس اعتراض میں یہ کہنا چاہتے ہیں کیونکہ حقیقی حضرت مہدی علیہ السلام اسلام کے ناصر ہیں اور شیعوں کے خود ساختہ امام زمانہ شیعوں کی نصرت کے لیے آئیں گے۔لہٰذا شیعوں کے امام زمانہ حقیقی حضرت مہدی نہیں ہیں۔

جواب

ڈاکٹر صاحب سے یہ بات بعید ہے کہ شیعہ کی طرف یہ نسبت دیں اس لیے کہ شیعہ اور سنی روایات میں حضرت مہدی علیہ السلام کا اہم وظیفہ عدل وانصاف کو زمین میں پھیلانا اور ظلم وجور کا خاتمہ کرنا بیان کیا گیا ہے۔

یہ مفہوم اس متواتر مضمون کے علاوہ (یملاء الارض قسطاً وعدلاً کما ملئت ظلما و جوراً)۔

مختلف تعبیروں سے روایات میں ذکر ہوا ہے ہم اس مقام پر ان میں سے بعض کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

۱۔حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: (آپ لوگوں کے درمیان عدالت کی

میزان قرار دیں گے، تو بس کوئی بھی دوسروں پر ظلم نہیں کرے گا)۔(۱)

۲۔امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: (جس وقت ہمارے قائم علیہ السلام قیام کریں گے اموال کو مساوی طور پر تقسیم کریں گے اور لوگوں میں عدالت کے ساتھ پیش کریں گے ...)۔(۲)

۳۔امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: (.....خدا کی قسم! ہمارے قائم علیہ السلام عدالت کو گرمی کی طرح اور....لوگوں کے گھروں میں نیز تمام گوشہ و کنار میں عام کریں گے .....)۔(۳)

۴۔امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: (.....قائم علیہ السلام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح لوگوں سے روبرو ہوں گے ...)۔

واضح ہے کہ لوگوں کے درمیان حضرت مہدی علیہ السلام کے ذریعہ عدل وانصاف کا محقق ہونا اور ان کا بطور مساوی اموال کا تقسیم کرنا جو مذکورہ روایات میں بیان ہوا ہے اس میں سب بطور مساوی شریک ہیں نہ فقط شیعہ۔تو بس یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ امام زمانہ علیہ السلام شیعوں کی نصرت کے لیے آئیں گے۔

مذکورہ روایات کے علاوہ بعض روایات میں اس بات کا ذکر ہوا ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کا جود وسخا اور لوگوں کی ہر قسم کی پریشانیوں کو دور کرنا سب کے لیے عام ہے، صرف شیعوں سے مخصوص نہیں ہے۔

ہم بطور نمونہ اس مقام پر بعض روایات ذکر کرتے ہیں:

۱۔گذشتہ حوالہ، ص۳۵۱۔

۲۔گذشتہ حوالہ، ص۳۶۲۔

۳۔گذشتہ حوالہ، ج۵۲، ص۳۸۱۔

۱۔امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں: (......ہمارے قائم علیہ السلام تمام مومنین کے لیے موجب رحمت اور کفار کے لئے باعث عذاب ہیں۔)(۱)

۲۔امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: (.....دنیا کے تمام اموال (زمین کی ظاہر اور باطن میں) ہمارے حضرت مہدی علیہ السلام کے پاس جمع ہوں گے، اور اس کے بعد لوگوں سے کہیں گے: (اس چیز کی طرف آجاؤ کہ جس کی وجہ سے اپنے رشتہ داروں سے قطعِ تعلق کیا تھا، اور خون کو بہایا تھا، خداوند متعال کے محرمات سے تجاوز کیا تھا، اس وقت ان اموال کو اتنا لوگوں کو بخش دیں گے کہ کسی نے بھی اس سے قبل بخشش نہیں کی ہوگی ...)(۲)۔

۳۔پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: (آخری امام کا نام، میرے نام جیسا ہے، اور ظہور کے بعد وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی۔اور دنیا کے اموال، سب ان کے پاس لوگوں کے دینے کے لیے موجود ہیں، جو بھی ان کی طرف رجوع کرے اور مال کی طلب کرے آپ اس کو عطا کریں گے)۔(۳)

۴۔امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: (میرے اہل بیت میں سے قائم علیہ السلام ہر صاحب درد اور مشکل رکھنے والے، یا ضعف رکھنے والے کو درک کرے گا، اور اس کا درد ختم اور ضعف قوت میں تبدیل ہوجائے گا)۔(۴)

۱۔گذشتہ حوالہ، ص۳۲۲۔

۲۔بحار الانوار، ج۵۱ص۲۹۔

۳۔بحار الانوار، ج۵۲، ص۳۷۹۔

۴۔بحار الانوار، ج۵۲ص۳۳۵۔

اس قسم کی تعبیریں اہل سنت کی کتابوں میں بھی موجود ہیں کہ ان کا نقل کرنا ضروری نہیں، مزید تفصیلات کے لیے کتاب (المہدی) آیت اللہ صدر الدین صدر کی طرف رجوع کریں۔(۱)

ان روایات سے بالاتر ایک روایت امام باقر علیہ السلام نقل کرتے ہیں: (....... حضرت مہدی علیہ السلام توریت اور دوسری آسمانی کتابوں کو جو اسلام سے قبل تھیں انطاقیہ غار سے باہر نکالیں گے اور اس کے بعد اہل توریت کے لیے توریت سے، اہل انجیل کے لیے انجیل سے، اہل زبور کے لیے زبور سے اور اہل فرقان کے لیے فرقان سے حکم کریں گے)۔(۲)

اس روایت سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کی حکومت میں دوسرے ادیان اور ملل نیز آزادانہ طور پر، بغیر کسی خوف اور وحشت کے زندگی بسر کریں گے اور آپ ان کے معارف، اور دینی احکام کو ان کی اصلی کتابوں میں سے ان کے لیے بیان کریں گے۔

﴿نتیجہ﴾

اس بیان کے بعد واضح ہے کہ مذکورہ کسی بھی روایت میں امام مہدی علیہ السلام فقط شیعوں کی نصرت کے لیے ظہور کریں گے ذکر نہیں ہوا ہے تو بس یہ شیعوں پر، بلکہ شیعہ مذہب کے خلاف ایک تہمت اور بہتان ہے۔

۱۔المہدی ص۹۳۔ ۲۔بحار الانوار، ج۵۱ ص۲۹؛ الغیبۃ نعمانی، ص۲۳۷ حدیث ۲۶۔

تو بس حضرت مہدی علیہ السلام کی رسالت قرآن اور اسلام کا احیاء کرنا، اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کو احیاء کرنا ہے۔ وہ ہرگز فقط شیعوں کی نصرت کے لیے بلکہ تمام مظلوموں کی مدد کے لیے آئیں گے اور ظلم و جور ختم کریں گے اور عدل و انصاف کو پھیلائیں گے۔

﴿ستر ہواں اعتراض﴾

﴿شیعوں کی کتابوں میں جس امام زمانہ کا ذکر کیا گیا ہے، شیعہ ان کے لیے معتقد ہیں کہ وہ ایک نیا دین اور قرآن کے علاوہ ایک نئی کتاب لائیں گے۔﴾

﴿شیعوں کی کتابوں میں جس امام زمانہ کا ذکر کیا گیا ہے، شیعہ ان کے لیے معتقد ہیں کہ وہ ایک نیا دین اور قرآن کے علاوہ ایک نئی کتاب لائیں گے۔﴾

﴿جواب﴾

﴿یہ دعویٰ دو دلیلوں کے ساتھ بے بنیاد ہے:﴾

﴿پہلی دلیل: شیعہ روایات میں حضرت مہدیؑ کا قرآن اور سنت کے مطابق عمل کرنا﴾

شیعہ ہرگز اس بات کے معتقد نہیں ہیں کہ امام زمانہ علیہ السلام ایک جدید دین، اور قرآن کے علاوہ کوئی اور کتاب لائیں گے۔ بلکہ شیعہ معتقد ہیں کہ امام زمانہ علیہ السلام کتاب خدا یعنی قرآن کریم اور پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی سنت کے ساتھ قیام کریں گے اور تمام بدعتوں اور خواہشوں کو دین، قرآن اور سنت کے تقدس کے ذریعے زائل کریں گے۔ کفر و شرک کا زمین سے خاتمہ کریں گے اور اسلام کو مستقر کریں گے۔

اس سے مربوط روایات جو خود شیعوں سے نقل ہوئی ہیں اس مقام پر ذکر کی جا سکتی ہیں:

۱۔حضرت علی علیہ السلام سے فتنوں کے سلسلے میں روایت ہوئی ہے کہ آپ نے فرمایا:(یعطف الهویٰ علی الهدی اذا عطفوا الهدی علی الهوی ،ویعطف الرأی علی القرآن اذا عطفوا القرآن علی الرأی)۔(۱)

(وہ بندہ خدا خواہشات کو ہدایت کی طرف موڑ دے گا جب لوگ ہدایت کو خواہشات سے موڑ رہے ہوں گے اور وہ رائے کو قرآن کی طرف جھکا دے گا جب لوگ قرآن کو رائے کی طرف جھکا رہے ہوں گے ۔)(یعنی ان کے آنے سے خواہشوں پر ہدایت غالب ہوجائے گی)۔

و منها :(حتی تقوم الحرب بکم علی ساق (....)فیریکم کیف عدل السیرة و یحی میّت الکتاب و السّنة)۔

(یہاں تک کہ جنگ اپنے پیروں پر کھڑی ہوجائے گی (یعنی ظلم چھا جائے گا) پھر وہ تمہیں دکھلائے گا کہ عادلانہ سیرت کیا ہوتی ہے اور مردہ کتاب وسنت کو کس طرح زندہ کیا جاتا ہے۔)

شارحین نہج البلاغہ کے مطابق یہ خطبہ حضرت مہدی علیہ السلام کے زمانے کی پیشن گوئی کے متعلق ہے،اور یہ امام علیہ السلام کی روش اور عمل پر منطبق ہوتا ہے۔

ابن ابی الحدید اس امام کے کلام کی تشرح میں تحریر کرتے ہیں:(اس خطبے میں ایک ایسے امام کی طرف اشارہ ہے کیا گیا کہ خداوند متعال ان کو زمانے کے آخر میں خلق کرے گا ۔یہ وہی ہے کہ جن کا روایات میں وعدہ کیا گیا ہے)۔(۲)

۱۔نہج البلاغہ خطبہ ۱۳۸۔ ۲۔شرح نہج البلاغہ،ج۹ص۴۰اور۴۶۔

۲۔روایت امام صادق علیہ السلام:

آیۂ کریمہ:(وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً)۔(۱)

(اور تمام مشرکین سے اسی طرح جہاد کرنا جس طرح وہ تم سے جنگ کرتے ہیں)۔

اوراس آیۂ کریمہ:(وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لاتَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ)۔(۲)

(اور تم لوگ ان کفار سے جہاد کرو یہاں تک کہ فتنہ کا وجود نہ رہ جائے اور سارا دین صرف اللہ کے لیے رہ جائے) کی تفسیر میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا:(ولیبلغن دین محمد (ص)ما بلغ اللیل حتی لا یکون شرک علی ظهر الارض۔(۳)

(اب تک ان دونوں آیاتوں کی تأویل ظاہر نہیں ہوئی ہے اور ان آیات کی تأویل قائم کے قیام کے وقت ظاہر ہوگی.....اور یقینی طور پر ہمارے قائم علیہ السلام دین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تبلیغ کریں گے اس وقت تک جب زمین پر ذرہ برابر شرک نہیں رہے گا۔)

۳۔صاحب تفسیر(مجمع البیان)نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا:(ان ذلک یکون عند خروج المهدی من آل محمد فلا یبقی احد الا اقرّ بمحمد (ص))۔(۴)

(یہ(اسلام کا کامل استقرار) حضرت مہدی علیہ السلام جو آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ

۱۔سورۂ توبہ،آیت ۳۶۔
۲۔سورہ انفال،آیت ۳۹/۔ ۳۔تفسیر العیاشی،ج۲ص۵۶۔
۴۔مجمع البیان،طبرسی ج۵ص۴۵؛اور تقریباً یہی مضمون تفسیر تبیان،شیخ طوسی،ج۵ص۲۰۹میں نقل کیا گیا ہے۔

وسلم سے ہوں گے اس کے قیام کے زمانے میں پیش آئے گا کہ کوئی بھی باقی نہیں رہے گا مگر یہ کہ: وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا اقرار کرے (یعنی سب مسلمان ہوجائیں گے)۔

۴۔امیر المومنین علی علیہ السلام سے ایک طولانی حدیث کے سلسلے میں منقول ہے کہ آپ نے فرمایا:(..... و عند ذلک یؤیده الله بجنود لم تروها ، و یظهر دین نبیّه علی یدیه علی الدین کلّه و لو کره المشرکون)۔(۱)

(اس وقت ان کا خدا،مہدی (علیہ السلام) کی ان لشکروں کے ساتھ نصرت اور مدد کرے گا کہ آپ نہیں دیکھ رہے ہیں اور اپنے پیغمبر صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین اس کے ہاتھوں پر ظاہر کرے گا،اور تمام ادیان پر غالب ہوگا چاہے یہ بات مشرکین کے لیے ناگوار ہو۔)۔

۵۔ابوسعید نے پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: (ثم یبعث الله رجلاً منی و من عترتی فیملأ الارض عدلاً کما ملأها من کان قبله جوراً.... وذلک حتی یضرب الاسلام بجرانه)۔(۲)

(....اس کے بعد خداوند متعال ایک ایسے مرد کو مبعوث کرے گا تا کہ زمین کو عدل سے بھر دے جس طرح پہلے ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی....اور اس موقع پر کہ سب اہل زمین اسلام کے مقابل میں (ایک فرماں بردار اونٹ کی طرح تسلیم اور مطیع ہوں گے)۔

۶۔حذیفہ نے روایت نقل کی ہے:(.....تجری الملاحم علی یدیه و یظهر الاسلام ....)۔(۳)

۱۔الاحتجاج،طبرسی،ج۱ص۳۸۲؛تفسیر نورالثقلین عروسی حویزی،ج۳ص۶۱۹۔
۲۔الامالی،شیخ طوسی،ص۵۱۲؛،بحارالانوار،ج۵۱ص۶۸۔
۳۔بحارالانوار،ج۵۱ص۸۳۔

(....وہ جنگیں لڑیں گے اور اسلام کو ظاہر اور غالب کریں گے۔)

۷۔امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا:(ان الدنیا لا تذهب حتی یبعث الله رجلاً منا اهل البیت ، یعمل بکتاب الله ....)۔(۱)

(دنیا تمام نہیں ہوگی جب تک کہ خدا ہم اہل بیت علیہم السلام میں سے ایک مرد کو مبعوث نہیں کرے گا تا کہ وہ کتاب خدا پر عمل کرے۔)

۸۔عبداللہ بن عطاء کہتے ہیں کہ میں نے حضرت مہدی علیہ السلام کی سیرت اور طریقۂ کار کے متعلق امام صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ان کی سیرت کس طرح ہے؟ تو آپ نے میرے جواب میں فرمایا:(یصنع ما صنع رسول الله یهدم ما کان قبله کما هدم رسول الله امر الجاهلیة و یستأنف الاسلام جدیداً)۔(۲)

(مہدی پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح عمل کریں گے اور جو کچھ (باطل) ان سے پہلے ہوگا اس کو جڑ سے ختم کریں گے جس طرح پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جاہلیت کا جڑ سے خاتمہ کیا، مہدی علیہ السلام اسلام کو نئے سرے سے شروع کریں گے)۔

یعنی امام علیہ السلام بدعتوں ،قرآن اور دین کی غلط تفسیروں کو ختم کریں گے اور نفسانی خواہشات والے اعمال اور غیر الٰہی عوامل کا (دین کے فہم اور ابلاغ کے متعلق) خاتمہ کریں گے)۔

۱۔روضہ کافی،ص۳۹۶؛کتاب الوافی،فیض کاشانی ج۲ص۴۵۹۔
۲۔بحارالانوار،ج۵۲ص۳۵۳ح۱۰۸۔

۹۔ ابن محبوب امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا :

(...... والقائم یومئذ بمکة عند الکعبة مستجیراً بها یقول (:..)فأنه بقیة آدم و خیـرة نـوح و مـصطفیٰ ابراهیم و صفوة محمّد الا و من حاجّنی فی کتـاب الله فأنا اولی الناس بکتاب الله ، ألا و من حاجنی فی سنّة رسول الله فأنا اولی الناس بسنة رسول الله و سیرته .....)۔(۱)

(ظہور کے وقت قائم علیہ السلام مکہ میں ہوں گے، خانۂ خدا کے جوار میں کھڑے ہو کر آواز دیں گے: آدمؑ کا بقیہ، نوحؑ کا مختار، ابراہیمؑ کا منتخب، اور (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا چنا ہوا میں ہوں۔ آگاہ ہو جاؤ! جو کتاب خدا (قرآن) سے میرے ساتھ احتجاج کرے گا کتاب خدا کی بہ نسبت میں دوسرے افراد سے زیادہ سزاوار ہوں اور جو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میرے ساتھ احتجاج کرے گا میں دوسرے لوگوں سے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہ نسبت زیادہ سزاوار ہوں۔)

۱۰۔ اور وہ روایات جو امام زمانہ علیہ السلام کے پرچم کے سلسلے میں ہیں کہ اس کا پرچم (رایة رسـول الـلـه) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پرچم ہوگا یعنی سنت رسول اللہ پر عمل کریں گے نہ یہ کہ دین جدید لائیں گے۔(۲)

۱۱۔ وہ روایات جو دلالت کرتی ہیں کہ حضرت مہدی علیہ السلام میں پیغمبروں کی سنتیں اور اوصاف موجود ہوں گے۔ جیسے (ابرہیم، موسیٰ، عیسیٰ، محمد، علیہم السلام)۔

۱۔ بحارالانوار، ج ۵۲ ص ۳۰۵ ح ۷۸، ص ۳۴۱ ح ۹۱؛ الغیبۃ، محمد بن ابراہیم نعمانی، ص ۲۸۱۔
۲۔ غیبت نعمانی ص ۳۰۷۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ذکر ہوا ہے: (.... وامـا سـنة من محمد (ص) فیهتدی بهداه و یسیر بسیرته)۔(۱)

(لیکن مہدی علیہ السلام سنتِ محمد صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کریں گے اور ان کی طرح ہدایت کریں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پر عمل کریں گے۔)

حضرت مہدی علیہ السلام کے لیے (اهتـداء به هدایة النبی) صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ یعنی ان کے مقصد اور مشن کو جاری رکھنا اور اس کے دین کا قائم کرنا ہے۔

دوسری دلیل: ﴿خلافت رسول اللہؐ کا عنوان قرآن اور سنت کے عمل کرنے والے پر صادق آتا ہے﴾

وہ روایات جو ذکر کی گئی ہیں ان میں خلفائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عنوان تھا اور وہ روایات متواتر تھیں ۔ یہ بات واضح ہے کہ خلفا کا اطلاق اس شخص پر صادق آتا ہے جو رسالت کے راستے کو دوام بخشے اور وہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والی ذمہ داری رکھتا ہو ان میں سے بعض روایات یہ ہیں:

۱۔ روایتِ حماد بن زید پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔(۲)

۲۔ روایتِ عبداللہ بن مسعود پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔(۳)

۱۔ کمال الدین وتمام النعمۃ، شیخ صدوق، ص ۳۵۱۔
۲۔ الغیبۃ نعمانی، ص ۱۱۸۔
۳۔ بحارالانوار، ج ۳۶ ص ۲۲۹۔

۳۔ روایتِ مسروق رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔(۱)

۴۔ روایتِ ابوالفرج پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔(۲)

۵۔ ابوطفیل کی طولانی روایت کہ جس میں یہودی نے امام علی علیہ السلام سے خلفائے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق سوال کیا تھا۔(۳)

۶۔ روایتِ عبداللہ بن عمر پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔(۴)

۷۔ روایتِ مکحول پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔(۵)

۸۔ روایتِ عایشہ پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔(۶)

تعجب کی بات یہ ہے کہ اعتراض کرنے والے نے شیعوں کی طرف نسبت دی ہے لیکن کوئی حوالہ اور کسی کتاب کا ذکر شیعہ کتابوں میں سے نہیں کیا ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام ایک جدید دین کو لائیں گے اور قرآن کے علاوہ کوئی اور کتاب لائیں گے۔ بہرحال صاحبِ اعتراض کی یہ بات بے دلیل ہے۔

(**نحن ابناء الدلیل ، هاتوا برهانكم ان كنتم صادقين** ۔)(اگر ڈاکٹر صاحب کے پاس دلیل ہے تو اس کے بالمقابل ہم تسلیم ہیں)۔

بغیر دلیل کے دعویٰ کرنا، ڈاکٹر صاحب کی علیت یہیں سے معلوم ہوتی ہے کہ آج

۱۔ کمال الدین، صدوق ج ۲ ص ۳۸۰؛ بحارالانوار، ج ۳۶ ص ۲۵۵ بہ نقل از علی بن موسیٰ۔

۲۔ المناقب، ابن شہر آشوب، ج ۱ ص ۲۹۱۔ ۳۔ الکافی، ج ۱ ص ۵۲۹۔

۴۔ الغیبۃ، نعمانی، ص ۱۰۴؛ الغیبۃ، شیخ طوسی، ص ۱۳۰؛ مناقب، ابن شہر آشوب، ج ۱ ص ۲۹۱۔

۵۔ کمال الدین، ج ۱ ص ۲۷۳۔

۶۔ بحارالانوار، ج ۳۶، ص ۳۰۰؛ اعلام الوری، طبرسی، ص ۳۶۵۔

کل کے پیش رفتہ دور میں ایک بچہ بھی بغیر دلیل کے دعویٰ کرے تو اس کی مذمت کی جاتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب سے وہ بھی امریکہ کے پیشرفتہ شہر نیویارک میں رہنے والے سے یہ بات بعید ہے کہ بغیر دلیل کے دعویٰ پیش کریں۔

﴿نتیجہ﴾

سب سے پہلے یہ کہ: شیعوں پر یہ الزام لگانا کہ وہ قائل ہیں کہ ان کے امام زمانہ علیہ السلام ایک نئی کتاب، قرآن اور اسلام کے علاوہ ایک نیا دین بھی لائیں گے صحیح نہیں ہے اس لیے کہ خود شیعہ کتب میں جن روایات کو نقل کیا گیا ان میں یہ بات واضح طور پر موجود تھی کہ امام زمانہ علیہ السلام یعنی حضرت مہدی علیہ السلام قرآن سے قضاوت کریں گے نہ کتاب جدید سے۔ اور دین اسلام کی تبلیغ کریں گے نہ دین جدید کی۔

دوسرے یہ کہ: ممکن ہے کہ اعتراض کرنے والے کے مدنظر وہ روایات ہوں کہ جن میں اسلام کو غربت سے نجات دینا اور اسلام کو تجدید حیات عطا کرنا ذکر ہوا ہے۔ ان میں سے بطور نمونہ ایک روایت کو ذکر کیا جا سکتا ہے:

امیر المومنین علی علیہ السلام نے اس آیہ کریمہ: (وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ)۔(۱)

(اللہ نے تم میں سے صاحبان ایمان و عمل صالح سے وعدہ کیا ہے کہ انہیں روئے زمین میں اسی طرح اپنا خلیفہ بنائے گا جس طرح پہلے والوں کو بنایا ہے)۔ کے ضمن میں

۱۔ سورہ نور، آیت ۵۵۔

فرمایا:(و ذلک اذا لم یبق من الاسلام الاّ اسمه و من القرآن الاّ رسمه و غاب صاحب الأمر بایضاح الغدر له ......)۔(۱)

(اور یہ وعدۂ خداوندمتعال اس زمانے سے متعلق ہے جب اسلام میں سے صرف اس کا نام اور قرآن میں سے صرف اس کی رسم باقی رہے گی اور صاحب الامر، مکر اور فریب کی خاطر غائب ہوجائیں گے......)۔

اس روایت کے قرینے سے اسلام کے غریب ہونے کی بات ہے۔ یہ روایت میں ذکر نہیں ہوا ہے کہ دین جدید بلکہ اسی اسلام کو روح حیات بخشیں گے جب اسلام پر عمل نہ ہو تو وہ بے روح ہے امام علیہ السلام آکر اسلام کو روح عطا کریں گے۔ دین جدید لانا اور بات ہے اسلام کو روحانی حیات بخشنا اور بات ہے۔ روایت میں نہیں ہے کہ دین جدید یا یہاں تک کہ اسلام جدید لائیں گے اسی مجروح اسلام کو روحانی حیات بخشیں گے۔ اس کی مثال ایک پھول کی طرح ہے کہ ایک دفعہ ایک باغبان ایک پژمردہ پھول کی جگہ دوسرا پھول لگاتا ہے۔ اور ایک مرتبہ اس کو پانی دے کر حیات بخشتا ہے تو امام علیہ السلام اسلام کو روحانی حیات بخشیں گے لہذا یہ شیعوں پر بہتان اور تہمت ہے کہ ہماری کتابوں میں تحریر کیا گیا ہے کہ امام زمانہ علیہ السلام دین جدید اور کتاب جدید کے ساتھ آئیں گے۔ مولائے کائنات علی علیہ السلام نہج البلاغہ میں فرماتے ہیں:(میّت الکتاب و السّنة) یعنی بعض افراد نے اپنی خواہشات کے مطابق قرآن اور سنت کی غلط تفسیریں کر کے قرآن اور سنت سے حقیقی حیات سلب کر لی ہے۔ تو امام علیہ السلام الٰہی عوامل کے ساتھ قرآن اور سنت کو حیات بخشیں گے۔

۱۔الاحتجاج، ج۱ص۳۸۲؛ تفسیر نور الثقلین، ج۳ص۶۱۹۔

﴿اٹھارہواں اعتراض﴾

﴿کیا شیعوں کے گمان کے مطابق امام زمانہ کے ظہور کے وقت نعمات الٰہی اور خیرات زیادہ ہوں گی؟﴾

کیا شیعوں کے گمان کے مطابق امام زمانہ کے ظہور کے وقت نعمات الٰہی اور خیرات زیادہ ہوں گی؟

ڈاکٹر صاحب اس اعتراض میں کہتے ہیں: (امام زمانہ کے ظہور کے وقت کوفہ میں پانی اور دودھ کی نہر جاری ہوگی کہ جس سے شیعہ سیراب ہوں گے) اس قسم کی بات حقیقی مہدی کے لیے ذکر نہیں ہوئی ہے۔ یہ بات صرف امام زمانہ کے متعلق شیعوں کی خودساختہ ہے لہٰذا شیعوں کے خودساختہ امام زمانہ حقیقی مہدی نہیں ہیں۔

جواب

شیعہ اور اہل سنت سے متواتر روایات نقل ہوئی ہیں جن کے مضامین مشترک ہیں اور وہ اس بات کی نشان دہی کرتی ہیں کہ حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور میں آسمانی اور زمینی برکات اور خیرات کا انسان کے تکامل اور ترقی میں چشم گیر اور حد سے زیادہ اضافہ ہوگا۔ بطور نمونہ بعض روایات کی طرف اس مقام پر اشارہ کیا جاسکتا ہے۔

اہل سنت کی روایات

۱۔ ابوسعید خدری پیغمبر اسلام صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: (**تنعم امتی فی زمن المھدی نعمة لم ینعّموا مثلھا قطّ ترسل السماء علیھم مدراراً ولا تدع الأرض شیئاً من نباتھا الا اخرجته والمال یومئذ کدوس یقوم الرجل فیقول: یا مھدی اعطنی فیقول: خذ**)۔(۱)

۱۔ عقد الدّرر، ص ۲۴۵، حدیث ۲۸۷۔

(میری امت مہدی (علیہ السلام) کے زمانے میں اس طرح نعمتوں سے سرشار ہو جائے گی کہ اس طرح کسی زمانے میں نہیں ہوئی ہے۔ آسمان سے ان کے لیے کثرت سے بارش ہوگی، نباتات میں سے کچھ بھی زمین سے نہیں نکلے گا مگر یہ کہ باثمر ہوگا۔ لوگوں کا مال فروان ہوجائے گا، جو بھی مہدی (علیہ السلام) سے تقاضا کرے گا اس کو دیا جائے گا)۔

مذکورہ روایت بعض کلمات میں مختصر فرق کے ساتھ مندرجہ ذیل کتابوں میں بھی موجود ہیں:

الفتن، (۱)

سنن ابن ماجہ، (۲)

المستدرک علی الصحیحین، (۳)

الحاوی للفتاوی (۴)

ینابیع المودة (۵)

۲۔ ایک اور روایت میں ابوسعید خدری پیغمبر صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: (**یخرج فی آخر امتی المھدی یسقیه الله الغیث و تخرج نباتھا و یعطی المال صحاحاً و تکثر الماشیة و تعظم**

۱۔ کتاب الفتن، ص ۲۲۳۔

۲۔ سنن ابن ماجہ، ج ۲ ص ۱۳۶۶۔

۳۔ المستدرک علی الصحیحین، ج ۴ ص ۵۵۸۔

۴۔ الحاوی للفتاوی، ج ۲ ص ۲۱۴، ۲۱۶، ۲۲۰، ۲۲۲۔

۵۔ ینابیع المودة، ج ۳ ص ۲۶۶۔

الامة ....)۔(۱)

(آخری زمانے میں جب مہدی ''علیہ السلام'' آئیں گے خدا کثرت سے بارش برسائے گا، اورزمین نباتات کو نکالے گی، لوگوں کا مال صحیح اور شرعی طریقہ سے فراہم ہوگا، گوسفند کے غلے زیادہ ہوجائیں گے، اورلوگ عظمت کے حامل ہوں گے۔)

۳۔ایک اورروایت میں پیغمبراسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہواہے کہ آپ نے فرمایا ہے:(یرضی عنہ ساکن السماء و ساکن الارض لا تدع السماء من قطرها شیئا الّاصبّتہ مدراراً و لا تدع الارض من نباتها شیئا الّااخرجتہ حتی تتمنی الأحیاء الاموات)۔(۲)

(مہدی (علیہ السلام) کے زمانے میں آسمان وزمین کے رہنے والے آپ سے راضی ہیں۔آسمان میں پانی کا ایک قطرہ بھی باقی نہیں رہے گا (یعنی کثرت سے بارشیں ہوں گی) زمین اپنے محصول دینے سے دریغ نہیں کرے گی.... یہاں تک کہ زندہ افراد کہیں گے کاش جواس دنیا سے چلے گئے ہیں وہ بھی زندہ ہوجائیں۔

۴۔امیرالمومنین علی علیہ السلام سے نقل ہوا کہ آپ نے فرمایا:(فیبعث المهدی الی أمرائه بسائر الامصار بالعدل بین الناس و ترعی الشاة والذئب فی مکان واحد و تعلب الصبیان بالحیات والعقارب لا یضرّهم شیء و یبقی الخیر و یزرع الانسان مدّاً یخرج له سبعمأة مدّکما قال اللّه تعالیٰ: (کمثل حبّة انبتت سبع سنابل فی کل سنبلة مأة حبّة واللّه یُضٰعِفُ لمن

۱۔المستدرک، ج۴ص ۵۵۷؛عقدالدرر،ص۲۱۵،حدیث۲۲۹۔
۲۔کتاب الفتن ،ص۲۲۲؛مصابیح السنة، بغوی، ج۱ص۱۹۴؛المصنف ،صنعانی، ج۱۱ص۱۷۲۔

یشاء(۱). ویذهب الربا والزنا و شرب الخمر والریاء و تقبل الناس علی العبادة والمشروع والدیانة والصلاة فی الجماعات و تطول الاعمار و تؤدی الامانة و تحمل الاشجار و تتضاعف البرکات و یهلک الاشرار و یبقی الاخیار و لا یبقی من یبغض اهل البیت (ع))۔(۲)

(....اس کے بعد مہدی (علیہ السلام) اپنے لشکر کے سرداروں کو عدالت کے نفاذ کا حکم دے کر تمام شہروں میں بھیجیں گے، اور بھیڑیا اور بھیڑ ایک ہی چراگاہ میں چریں گے، بچے سانپوں اور بچھوؤں سے کھیلیں گے اوران کو ان سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا اور خیر وخوبی کے علاوہ لوگوں کے درمیان کوئی دوسری شے نہیں ہوگی۔لوگ ایک مد'' تقریباً تین پاؤ'' دانے کو بوئیں گے سات سو مد کاٹیں گے، جیسے خداوند متعال نے فرمایا ہے:(ان کے عمل کی مثال اس دانہ کی ہے جس سے سات بالیاں پیدا ہوں اور پھر ہر بالی میں سو دانے ہوں اورخدا جس کے لیے چاہتا ہے اضافہ بھی کردیتا ہے۔)

مہدی کے زمانے میں سود، زنا، شراب نوشی اور ریا کا خاتمہ ہوجائے گا اور لوگ عبادت، دین داری، شرعی کام اور نماز جماعت کی طرف پیش قدم ہوں گے، عمریں زیادہ، امانتیں اس کے اہل اور حق دار کو دی جائیں گی، اور درخت اپنے پھلوں کی حفاظت کریں گے اور برکات چند برابر ہوجائیں گی، اشرار ہلاک، نیک افراد پابرجا ہوں گے اور کوئی بھی اہل بیت علیہم السلام سے دشمنی نہیں کرے گا۔)

امام زمانہ علیہ السلام کی خصوصیات یعنی: وحشی جانوراور چوپایوں سے اختلاف کو دور

۱۔سوہ بقرہ، آیت ۲۶۱۔ ۲۔عقدالدّرر، ص۲۳۲ حدیث ۲۶۶۔

کرنا، بچوں کا سانپ اور بچھو کے ساتھ کھیلنا اور ان کو نقصان نہ پہنچنا عقد الدرر کی روایات میں ذکر ہوا ہے، اور آیۃ اللہ العظمیٰ صافی گلپا ئگانی نے نیز منتخب الاثر میں تحریر کیا ہے۔

﴿شیعہ روایات﴾

قابل ذکر ہے کہ بعض شیعہ روایات میں مذکورہ روایات کے مختصر فرق کے ساتھ تقریباً یہی مضمون وارد ہوا ہے کہ اس کی تفصیل کے لیے مندرجہ ذیل کتابوں کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے:

تحف العقول،(۱)

اعلام الوری،(۲)

بحار الانوار،(۳)

الحجۃ (۴)

خصال (۵) وغیرہ۔

کسی بھی روایت میں دودھ اور پانی کی نہر کوفہ میں حضرت مہدی علیہ السلام کے زمانے میں ذکر نہیں ہوئی ہے۔ ممکن ہے کوئی روایت سند اور دلالت کے اعتبار سے ضعیف

۱۔ تحف العقول، ص ۱۱۵۔

۲۔ اعلام الوری، طبرسی، ص ۴۳۳۔

۳۔ بحار الانور، ج ۵۲ ص ۳۱۶ حدیث ۱۱۔

۴۔ الحجۃ فیما نزل فی القائم الحجۃ، ص ۷۹۔

۵۔ الخصال، صدوق ص ۶۲۶۔

ہو یا اس میں راوی ضعیف ہوں گے یا دلالت ضعیف ہوگی۔ جیسے کابلی نے امام صادق علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے: (علی علیہ السلام نے کوفے کی مسجد کی توصیف میں فرمایا: اس کے وسط میں روغن اور دودھ کا ایک چشمہ ہے اور پانی کا چشمہ بھی مومنین کے پینے کے لیے ہے اور مومنین کو پاک کرنے کا ایک چشمہ پایا ہے)۔

اس روایت کی سند میں (اسماعیل بن زید) اور (یعقوب بن عبداللہ) کے ذریعہ شیعہ عقیدہ کو قابل تردید نہیں قرار دیا جاسکتا اور اس کے علاوہ روایت کے متن میں امام زمانہ علیہ السلام کے زمانے کا نام ذکر نہیں ہوا ہے۔

انیسواں اعتراض

کیا امام زمانہؑ خدا کو عبری زبان میں پکاریں گے؟

کیا امام زمانہؑ خدا کو عبری زبان میں پکاریں گے؟

ڈاکٹر صاحب اس اعتراض میں کہتے ہیں: (شیعوں کے خود ساختہ اور وہمی امام زمانہ عبری زبان میں بات کریں گے جب کہ وہ حقیقی مہدی کو نسل پیغمبر عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جانتے ہیں؟)۔

یعنی یہ کیسے ممکن ہے کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرزند عبری میں گفتگو کرے۔ لہٰذا شیعوں کے امام زمانہ حقیقی مہدی نہیں ہیں۔

جواب:

سب سے پہلے یہ کہ: شیعہ روایات میں جو ذکر ہوا ہے وہ حضرت مہدی علیہ السلام کا خدا کی بارگاہ میں دعا اور گریہ وزاری کرنا ہے اور عربی زبان کا نام نہیں لیا گیا ہے۔ بطور نمونہ:

ا۔ ابراہیم بن حمید کی روایت میں ذکر ہوا ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

(..... ثم یرفع یدیه الی السماء فیدعو و یتضرع حتی یقع علی وجهه....)۔(۱)

(........اس کے بعد مہدی علیہ السلام آسمان کی جانب دعا کے لئے ہاتھ اٹھائیں گے اور اس قدر دعا اور گریہ وزاری کریں گے کہ آنکھوں سے آنسو آپ کے چہرے پر جاری

ا۔ بحار الانوار، ج۵۱ ص۵۹ حدیث ۵۶؛ تفسیر البرہان، ج۳ ص۲۰۸۔

ہوں گے....)۔

۲۔محمد بن مسلم کی روایت میں ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: (..... وصلّیٰ عن المقام و تضرّع الی ربہ ..... .)۔(۱)

(.....اور مہدی علیہ السلام مقام ابراہیم کے نزدیک نماز پڑھیں گے اور اپنے پروردگار کی بارگاہ میں گریہ وزاری کریں گے...)۔

۳۔صالح ابن عقبہ نے امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: (اذا صلّیٰ فی المقام رکعتین و دعا اللہ فأجابہ....)۔(۲)

(مہدی علیہ السلام جس وقت مقام ابراہیم کے نزدیک دو رکعتیں نماز پڑھیں گے اور دعاء مانگیں گے تو خدا ان کی دعاء کو قبول کرے گا)۔

دوسرے یہ کہ: اہل سنت اور شیعہ روایات کے مطابق حضرت مہدی علیہ السلام کی دعوتِ تبلیغ کی بنیاد خدا اور سنتِ پیغمبر پر ہے کہ وہ سب عربی زبان میں ہے، بعض روایات میں پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بطور صریح نقل ہوا ہے:

(..... یدعوهم الیٰ کتاب اللہ .....)۔(۳)

(مہدی علیہ السلام لوگوں کو کتاب خدا کی طرف دعوت دیں گے)۔

ظاہر سی بات ہے کہ قرآن کی طرف دعوت دینا عربی زبان ہی میں معقول ہے اور

۱۔بحار الانوار، ج۵۱ ص۵۹ حدیث ۵۶۔

۲۔بحار الانوار، ج۵۱ ص۴۸، حدیث ۱۱؛ تفسیر صافی، ج ۲ ص ۲۴۳؛ تفسیر نور الثقلین، ج ۴ ص ۹۴؛ تفسیر علی ابن ابراہیم، ج ۲ ص ۱۲۹۔

۳۔بحار الانوار، ج۵۱ ص۳۷ حدیث ۱۹۔

عربی کے علاوہ نہیں ہوسکتی۔ نہج البلاغہ میں ذکر ہوا ہے: (... ویعطف الرأی علی القرآن اذا اعطفوا القرآن علی الرأی .....)۔(۱)

(اور رائے کو قرآن کی طرف جھکا دے گا جب لوگ قرآن کو رائے کی طرف جھکا رہیں ہوں گے.....)۔

چنانچہ بعض بزرگوں نے بھی تحریر کیا ہے کہ امام مہدی علیہ السلام کے عظیم امور میں سے ایک امر تمام عالم کے افراد کو کتاب وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف پلٹانا ہے۔(۲)

تیسرے یہ کہ: حضرت مہدی علیہ السلام کی طرف شیعہ مکتب فکر میں جن دعووں کو منسوب کیا گیا ہے جو خود آپ کو معلوم ہیں یا ائمہ علیہم السلام کی طرف منسوب ہیں یا صلح کرنے کے موقع کی ان کو تعلیم دی گئی ہے وہ سب عربی زبان میں ہیں۔(۳)

چوتھے یہ کہ: بعض شیعہ روایات کے مطابق وہ شعار (نعرہ) جو حضرت مہدی علیہ السلام کے پرچم پر لکھا گیا ہے ان عربی جملوں میں سے ایک جملہ: (الرّفعة للّه عزوجل)، (اسمعوا و اطیعوا)، (البیعة للّه عزوجل)۔(۴)

۱۔نہج البلاغہ (صبحی صالح)، خطبہ ۱۳۸۔

۲۔منتخب الاثر، ج۲ ص۳۰۷۔

۳۔منتخب الاثر، ج۳ ص۲۵۰۔

۴۔بحار الانور، ج۵۲، ص۳۲۴ حدیث ۳۵، ص۳۰۵، ح۷۷؛ کمال الدین، ج۲، ص۶۵۴۔

﴿نتیجہ﴾

ان تمام شواہد کے باوجود یہ شیعوں پر ایک تہمت اور بہتان ہے ،بعید نہیں کہ یہودیوں کی اسلام کے خلاف گڑھی باتیں ہوں ، جیسے وہ گڑھی ہوئی باتیں جو روایات کی شکل میں اسلام میں لائے ہیں (اسرائیلات)۔ بالفرض اگر اس قسم کی روایات نقل ہوئی ہوں،اور علمائے شیعہ کے اعتقاد کے مطابق ہونے کی دلیل نہیں ہے۔

جی ہاں ! بعض روایات میں حضرت مہدی علیہ السلام کا آسمانی ادیان والوں کے لیے ان کی کتابوں میں سے قضاوت کرنے کا ذکر ہوا ہے۔طبیعی طور پر ان کی زبان میں گفتگو کریں گے۔(۱)

ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں عرض کیا جاسکتا ہے کہ کیا کیا جائے کہ ادب واحترام اور اخلاقِ علوی نے قلم کو روک رکھا ہے یہ تعجب کی بات ہے کہ یہ کون سی دلیل ہے کہ کیونکہ امام مہدی علیہ السلام نسلِ پیغمبرِ عربی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے ہیں اس لیے وہ عربی بولیں گے عبری نہیں بولیں گے،مگر باپ اور اس کا بیٹا دونوں مختلف زبان میں بات نہیں کرسکتے ہیں ممکن ہے باپ انگریزی (english) جانتا ہو اور بیٹا فرانسی زبان (french)،ہم معتقد نہیں ہیں کہ امام سب کے ساتھ ان کی زبان میں کلام کریں گے لیکن یہ دلیل پیش کرنا عجیب ہے۔

دوسری بات یہ کہ کیا خداوند متعال اس بات پر قادر نہیں ہے کہ وہ اپنے جانشین کو مختلف زبانوں سے بولنے کی قدرت دے۔قطعاً اور یقیناً خدا اس چیز کی قدرت رکھتا ہے۔تو ڈاکٹر صاحب کا یہ اعتراض کرنا بے جا ہے کیونکہ مہدی علیہ السلام پیغمبر عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

ا۔ بحارالانور، ج۵۲ص۳۱۵،الغیبت ،ص۲۳۷۔

نسل میں سے ہیں اس لیے آپ عربی زبان بولیں گے نہ عبری۔ ہر کتاب والے اس کی کتاب،ہر زبان والے کے لئے اس کی زبان سے گفتگو کر سکتے ہیں (**واعجبا واعجبا**)۔

بیسواں اعتراض

حقیقی مہدی (علیہ السلام) خدا کی کتاب اور سنت پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور شیعوں کے وہمی امام زمانہ آل داؤد کے مطابق عمل کریں گے۔

حقیقی مہدی (علیہ السلام) خدا کی کتاب اور سنت پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور شیعوں کے وہمی امام زمانہ آل داؤد کے مطابق عمل کریں گے۔

ڈاکٹر صاحب اعتراض میں کہتے ہیں: (حقیقی مہدی خدا کی کتاب اور سنتِ نبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کریں گے لیکن شیعوں کے خود ساختہ امام زمانہ آل داؤد (یہود) کے مطابق عمل کریں گے۔

جواب

ڈاکٹر صاحب کے اس اعتراض کے جواب میں بیان کیا جاسکتا ہے:

پہلا یہ کہ: حضرت مہدی علیہ السلام کے جملہ امور کی بنیاد کتاب وسنت ہے اور اہل سنت اور مکتب تشیع کی متواتر روایات کے مطابق حضرت مہدی علیہ السلام کتاب خدا اور سنت رسول کے مطابق عمل کریں گے، یہ بات اس چیز سے منافی نہیں ہے کہ آپ زمانۂ ظہور کے خاص حالات اور شرائط کے مطابق ایک خاص صفات کے بھی حامل ہوں جوان کی خصوصیات پر مشتمل ہوں من جملہ علم ودلیل ''گواہ'' کے بغیر قضاوت کرنا۔ حضرت داود کی طرح جس طرح بہت سی روایات میں ذکر ہوا ہے امام زمانہ علیہ السلام بغیر گواہ کے قضاوت کریں گے۔ حضرت مہدی علیہ السلام کے بعض امور کی حضرت داؤد سے مطابقت ہونا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کی بنیاد حضرت داؤد علیہ السلام کا

دین ہو نہ دین اسلام، جیسے قرآن کریم اسلامی شریعت کی مطابقت کو حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ سے ہونے کو اجمالاً بیان کرتا ہے۔من جملہ: (وَجَاهِدُوا فِي اللهِ حَقَّ جِهَادِهِ هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِنْ قَبْلُ وَفِي هَذَا لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ فَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوا بِاللهِ هُوَ مَوْلٰكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلَى وَنِعْمَ النَّصِيرُ)۔(۱)

(اور اللہ کے بارے میں اس طرح جہاد کرو جو جہاد کرنے کا حق ہے کہ اس نے تمہیں منتخب کیا ہے اور دین میں کوئی زحمت نہیں قرار دی ہے یہی تمہارے بابا ابراہیم کا دین ہے اس نے تمہارا نام پہلے بھی اور اس قرآن میں بھی مسلم اور اطاعت گذار رکھا ہے تاکہ رسول تمہارے اوپر گواہ رہے اور تم لوگوں کے اعمال کے گواہ رہو لہٰذا اب تم نماز قائم کرو زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ سے باقاعدہ طور پر وابستہ ہو جاؤ کہ وہی تمہارا مولا ہے اور وہی بہترین مولا اور بہترین مددگار ہے)۔اس آیۂ کریمۂ میں دین سے مراد دین اسلام ہے کہ درعین حال اس کو (ملت ابراہیم) سے تعبیر کیا گیا ہے۔

نیز اس آیت کریمۂ: (وَيَضِيقُ صَدْرِي وَلَا يَنْطَلِقُ لِسَانِي فَأَرْسِلْ إِلَى هٰرُونَ)(۲)۔(میرا دل تنگ ہو رہا ہے اور میری زبان رواں نہیں ہے یہ پیغام ہارون کے پاس بھیج دے) ترجمہ میں صراحت سے ذکر ہوا ہے کہ مسلمانوں کے لیے بیان ہوا دین وہی دین جو حضرت ابراہیمؑ، موسیٰؑ، عیسیٰؑ کے لیے بنایا گیا تھا۔اس کے باوجود کہ ہم جانتے ہیں کہ اسلام کے خصوصی اور کامل ترین احکام اور تعلیمات اور معارف موجود ہیں جو

۱۔سورہ حج، آیت/۷۸۔ ۲۔سورہ شعراء آیت/۱۳۔

اپنے زمانے کے حوالے سے مناسب ہیں اور گذشتہ ادیان میں موجود نہیں تھے۔

دوسرا یہ کہ: ﴿حضرت مہدی علیہ السلام کی رفتار دوسرے پیغمبروں سے مشابہ ہے:﴾

متعدد روایات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ مختلف شباہتیں حضرت مہدی علیہ السلام اور گذشتہ پیغمبروں کے درمیان جیسے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ ،حضرت ایوبؑ اور حضرت یوسفؑ کی سنت اور روش موجود ہے، لہٰذا ڈاکٹر صاحب نے کیوں یہ دعویٰ نہیں کیا کہ حضرت مہدی علیہ السلام گزشتہ ادیان کے آئین کے پیروکار ہیں؟!

جب کہ تمام پیغمبران الٰہی (صاحب شریعت یا غیر صاحب شریعت، اولوالعزم غیر اولوالعزم) حضرت مہدی علیہ السلام کے اور تمام مسلمانوں کے نزدیک ایک خاص احترام اور قدراست رکھتے ہیں۔

یہ جو بعض روایات میں ذکر ہوا ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کی وسیع حکومت کے طبیعی اور غیر طبیعی اور اجتماعی عوامل امام کے لیے مسخّر ہو جائیں گے اور خداوند متعال کی امداد غیبی نیز امام علیہ السلام کے شامل حال ہوگی، جیسے جناب ابراہیمؑ اور جناب داؤدؑ کی حکومت میں غیر طبیعی عوامل ان کے لیے مسخر تھے، اگرچہ دوسرے انبیاء کے لیے نیز حکومت کے غیر طبیعی عوامل موجود تھے لیکن ان دونوں انبیاء میں زیادہ تھے۔

اس بنا پر اگر یہودی کتابیں حضرت داؤدؑ کو نمونۂ عمل ''ideal'' کے عنوان سے حکومت اور قضاوت کے سلسلے میں متعارف کراتی ہیں، اور اسلامی روایات میں حضرت

مہدی علیہ السلام کی حکومت کی خصوصیات، حضرت داؤدؑ اور سلیمانؑ کی حاکمیت کی مشابہت کو بیان کیا گیا ہے۔ یہ اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ امام زمانہ علیہ السلام نے یہودیوں کی کتاب ''تلمود'' سے اخذ کیا ہے۔ بعض خصوصیات کا ہونا اس دین کے اُخذ کرنے کی دلیل نہیں ہے۔ تو بس امام زمانہ علیہ السلام قرآن سے قضاوت کریں گے اور یہودیوں سے ان کی کتاب سے قضاوت کریں گے اس کا مقصد یہ نہیں کہ کیوں کہ یہودیوں کے لیے ان کی کتاب سے قضاوت کریں گے تو بس امام ان کے دین کی ترویج کریں گے بلکہ وہ قرآن و سنت کی ترویج کریں گے۔ اس استدلال کے مطابق ڈاکٹر صاحب کو کہنا چاہیے: شریعت اسلام نیز ادیان اور حضرت موسیٰؑ اور ابراہیمؑ کی شریعتوں سے اخذ کی گئی ہے۔ (جبکہ ایسا نہیں ہے)

﴿اکیسواں اعتراض﴾

﴿امام مہدیؑ کے لیے بچپن میں منصب امامت پر فائز ہونا کیسے ممکن ہے؟﴾

﴿ڈاکٹر صاحب کے اعتراضات کے علاوہ ہم اس مقام پر بعض دیگر اہم اعتراضات کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔﴾ (کہ جن کو ہم استاد محترم رضوانی صاحب کی کتاب موعود شناسی سے نقل کرتے ہیں۔)

﴿امام مہدیؑ کے لیے بچپن میں منصب امامت پر فائز ہونا کیسے ممکن ہے؟﴾

ابن حجر ہیتمی اہل سنت کے علماء میں سے ہیں کہتے ہیں: (وہ چیز جو شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ثابت ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ طفل صغیر کے لیے ولایت صحیح نہیں ہے، تو بس شیعوں نے کیسے، ایسے امام کی امامت کا گمان کیا ہے کہ جس کی امامت کے وقت پانچ سال سے زیادہ عمر نہیں ہے۔(۱)

احمد کاتب بھی تحریر کرتے ہیں: (یہ بات معقول نہیں ہے کہ خداوند متعال ایک ایسے صغیر بچے کو مسلمانوں کے لیے رہبر اور امام کے عنوان سے منصوب کرے)۔(۲)

﴿جواب﴾

آیئے قرآن سے پوچھیں:

﴿کیا قرآن طفل صغیر کے لیے امامت اور نبوت کی تائید کرتا ہے؟﴾

۱۔صواعق المحرقہ ص۱۶۶۔
۲۔تطور فکر سیاسی ص۱۰۲۔

قرآنی تناظر میں منصب نبوت اور ولایت بچپن میں عطا کیا جانا نہ صرف ایک ممکن امر ہے بلکہ ایک واقع شدہ امر بیان کیا گیا ہے۔

ہم اس مقام پر قرآن کی آیات کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

۱۔خداوند متعال جناب یحیٰؑ سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے: (یٰیحییٰ خُذ الکتاب بِقُوۃٍ و اٰتَیۡنٰہ الحکم صبیّا)۔(۱)

(یحیٰ کتاب کو مضبوطی سے پکڑ لو اور ہم نے انہیں بچپنے ہی میں نبوت عطا کر دی)۔

فخر رازی حضرت یحیٰ علیہ السلام کے حکم کے متعلق جو خداوند متعال نے انہیں عطا کیا کہتے ہیں: (اس آیۂ کریمہ میں حکم سے مراد، نبوت ہے، اس لیے کہ خداوند متعال نے ان کی عقل کو بچپن میں محکم اور کامل کیا اور اس پر وحی نازل کی، اس لیے کہ خداوند متعال نے حضرت یحییٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کو بچپن میں مقام نبوت کے لیے انتخاب کیا، حضرت موسیٰؑ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برخلاف کہ انہیں بڑھاپے میں رسالت کے لیے مبعوث کیا)۔(۲)

۲۔خداوند متعال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق فرماتا ہے: (فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ قَالُوا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ۔ قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللهِ اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا)۔(۳)

(انہوں نے اس بچہ کی طرف اشارہ کر دیا تو قوم نے کہا کہ ہم اس سے کیسے بات کریں جو گہوارے میں بچہ ہے بچہ نے آواز دی کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب

۱۔سورہ مریم آیت ۱۲۔ ۲۔تفسیر فخر رازی، ج۱۱ص۱۹۲۔ ۳۔سورہ مریم آیت ۲۹ اور ۳۰۔

دی ہے اور نبی بنایا ہے)۔

قندوزی حنفی امام مہدی علیہ السلام کی ولادت کا ذکر کرنے کے بعد تحریر کرتے ہیں:

(کہا گیا ہے کہ خداوند متعال نے جناب عیسیٰؑ کو بچپن میں حکمت اور فصل الخطاب عنایت فرمایا، اور ان کو تمام عالمین کے لیے نشانی قرار دی، جیسے حضرت یحییٰؑ علیہ السلام کی شان میں فرماتا ہے: (یا یحییٰ خذ الکتاب بقوۃ و اتیناہ الحکم صبیا) (یحییٰ! کتاب کو مضبوطی سے پکڑ لو اور ہم نے انھیں بچپنے ہی میں نبوت عطا کی)۔ اور نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں فرماتا ہے: (قَالُوا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ۔ قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللهِ آتَانِي الْكِتَابَ وَ جَعَلَنِي نَبِيًّا) (۱) (تو قوم نے کہا کہ جو گہوارے میں بچہ ہے۔ بچہ نے آواز دی کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے)، خداوند متعال نے حضرت مہدی علیہ السلام کی عمر کو حضرت خضرؑ کی طرح طولانی کیا۔(۲)

تاریخی تناظر میں کم سنی میں امامت کا واقع ہونا

ہم تاریخ کی طرف رجوع کرنے سے یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ کم سنی میں امامت اور رہبری کا مسئلہ واقع ہوا ہے، فلاسفہ اور حکماء کہتے ہیں: ایک چیز کے امکان کی قوی ترین دلیل اس کا واقع ہونا ہے۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کے تیسرے سال اس آیۂ کریمہ کے نازل ہونے کے بعد (وانذر عشیرتک الاقربین) (اور پیغمبر آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرایئے) علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو جو کم سن تھے اپنا خلیفہ اور وصی

۱۔ سورہ مریم آیت ۲۹/۳۰۔ ۲۔ ینابیع المودۃ، ص ۴۵۴۔

منصوب کیا، اور اپنی قوم کو حکم دیا کہ ان کے فرامین کو سنیں اور ان کی اطاعت کریں۔(۱)

کم سنی میں امامت کا عقلی اعتبار سے ثابت ہونا

بعض افراد نے کہا ہے: امامت کا بچپن میں ہونا عقلی اعتبار سے محال ہے۔

ان کے جواب میں عرض کیا جا سکتا ہے: امر محال کی تین قسمیں ہیں

۱۔ محال ذاتی: محال ہے کسی اور چیز کو نظر میں رکھنے کے علاوہ، جیسے اجتماعِ نقیضین یا ارتفاعِ نقیضین محال ذاتی ہیں۔

۲۔ محال وقوعی: کہ جس کا واقع ہونا محال ہے جیسے معلول کا علت کے بغیر واقع ہونا۔

۳۔ محال عادی: کہ جس کا واقع ہونا طبیعی قوانین کے مطابق محال ہے لیکن نہ وہ ذاتا محال ہے نہ مستلزم محال، جیسے وہ فعل کہ جن پر معجزہ صادق آتا ہے۔

کم سنی میں امامت کے ہونے کے اعتبار سے عرض کیا جا سکتا ہے: یہ مسئلہ، محال ذاتی یا وقوعی نہیں ہے اس لیے کہ خداوند متعال قادر ہے کہ بچپن میں امامت کے لیے، رسالت کے تمام شرائط کو قرار دے۔ عقل انسانی نیز اس امر کو محال اور بعید نہیں جانتی۔ حضرت یحییٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کی نبوت اس بات کی بہترین گواہ ہے۔

پانچ سال کے امام کا نماز جنازہ پڑھانا کیسے صحیح ہے؟

اعتراض کرنے والے نے کہا ہے کہ: جناب امام عسکریؑ کی نماز جنازہ امام مہدیؑ نے ۵ سال کی عمر میں پڑھائی ہے نماز صحیح نہیں ہے اس لیے کہ وہ بالغ نہیں تھے۔

۱۔ تاریخ طبری، ج ۲ ص ۶۲، ۶۳؛ کامل ابن اثیر، ج ۲ ص ۴۰، ۴۱۔

اس اعتراض کا سرچشمہ یہ ہے کہ ہم نے امام کو دوسرے افراد پر مقایسہ کیا ہے۔لیکن اگر ہم معتقد ہو جائیں کہ امام وہ ہیں کہ جن کی امامت معجزہ اور نص کے ساتھ ثابت ہوئی اور اس کی عقل خداوند متعال کی عنایت سے کامل ہوئی ہے تو ہم کبھی بھی امام کا عام لوگوں سے مقایسہ نہیں کریں گے۔

بسا اوقات یہ سوال ہوتا ہے کہ بچہ کیسے امام اور رہبر بن سکتا ہے جب کہ وہ مکلّف نہیں ہوتا اور وہ ابھی بالغ نہیں ہوا ہے، اس لیے کہ اس کے اعمال پر سزا اور جزا مترتب نہیں ہوتی ہے، جو اشتباہات ان سے سرزد ہوں ممکن ہے وہ شان اور مقام امامت سے ناہم آہنگ ہو۔

﴿جواب:﴾

بالغ ہونا درحقیقت ایک عقلی حد رشد تک پہنچنے کا نام ہے۔اور اس کی علت کو نوجوانوں کے لیے شریعت اسلامی میں بالغ ہونے کے لیے پندرہ سال کو مقرر کیا گیا ہے یہ ہے کہ غالباً اس عمر میں وہ ایک عقلی رشد تک پہنچتے ہیں۔لیکن اگر بعض افراد بچپنے میں ہی یقینی اور قطعی طور پر کمال اور رشد کے اعلیٰ مراتب پر پہنچ جائیں (کہ ان کے لیے امامت بے معنی نہیں ہوگی) یقیناً وہ مکلّف نہیں ہے اور خصوصاً ان کے پاس ایک کامل عقل ہے اور وہ مقام عصمت کے حامل ہیں، ہرگز ان سے ناشائستہ فعل سرزد نہیں ہوسکتا۔

اس مقام پر بعض اہل سنت کے علماء کے جواب میں کہ ان کا نظریہ یہ ہے کہ حضرت علی علیہ السلام بالغ ہونے سے پہلے اسلام کیسے لائے، وہ کہتے ہیں کہ علی علیہ السلام بالغ نہیں ہوئے تھے اس لیے ان کے اسلام لانے کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔وہ اسلام جو عقل اور فہم وشعور کے بغیر ہو اس کا کیا فائدہ ہے؟ جب کہ ابوبکر نے بڑھاپے میں اسلام قبول کیا اور اس عمر میں

یہ اسلام لانا عقل وفکر کے ساتھ تھا اس لیے ابوبکر کا اسلام ایک خاص اہمیت کا حامل ہے۔

﴿جواب:﴾

اگرچہ امام علیہ السلام بالغ ہونے سے پہلے اسلام لائے لیکن وہ ایک ایسے بچے کی طرح تھے کہ جس میں عقلی کمال کافی حد تک موجود ہوا کرتا ہے۔آپ کے بچپن کا دور، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ گزرا۔انہوں نے اسلام کو کامل بصیرت کے ساتھ قبول کیا۔لہٰذا درحقیقت حضرت علی علیہ السلام پہلے مومن اور مسلمان ہیں۔

کون عمومی اور کلی دعویٰ کرسکتا ہے کہ جس کی عمر زیادہ ہو اس کی عقل زیادہ ہے؟ ممکن ہے بہت سے افراد عمر میں بڑے ہوں لیکن ان کی عقل اور ان کا رشد ایک طفل صغیر کے دسواں برابر بھی نہ ہو۔

لہٰذا پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زہرا سلام اللہ علیہا سے مخاطب ہوکر فرمایا: (انه لأوّل اصحابی اسلاماً)۔(۱)

(یقیناً وہ (علیؑ) میرے اصحاب میں سے پہلے شخص ہیں جو مجھ پر ایمان لائے۔)

انس بن مالک کہتے ہیں: (سب سے پہلے پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اسلام لانے والے علی ابن ابی طالب علیہ السلام تھے)۔(۲)

ابن اثیر کہتے ہیں: پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیر کے دن مبعوث ہوئے اور علی علیہ السلام منگل کے دن اسلام لائے)۔(۳)

۱۔مسند احمد، ج۵، ص۶۶۲، حدیث ۱۹۷۹۶۔

۲۔صواعق المحرقہ، ص۱۱۸۔ ۳۔اسد الغابہ، ج۴، ص۱۷۔

شیخ محمد حزری کہتے ہیں : (علی علیہ السلام وہ شخص ہے کہ جس نے سب سے پہلے دعوت اسلام کو قبول کیا)۔

ابن ابی الحدید تحریر کرتے ہیں: (کیا کہوں اس شخص کے لیے کہ جنہوں نے دوسروں سے سبقت لے لی، وہ خداوند متعال پر ایمان لائے اور اس کی عبادت کی جب کہ اس وقت زمین پر تمام افراد پتھر کی عبادت کر رہے تھے (یعنی بت پرست تھے)اور خدائے واحد کے منکر تھے)۔(۱)

اسی وجہ سے پیغمبر اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سال سوم بعثت میں اس آیۂ کریمہ کے نازل ہونے کے بعد (وانذر عشیرتک الاقربین) حضرت علی علیہ السلام جو نوجوان تھے ان کو اپنا وصی اور خلیفہ مقرر کیا اور اپنی قوم کو حکم دیا کہ ان کی باتوں کو سنیں اور ان کی اطاعت کریں۔

اور قارئین محترم عجیب بات تو یہ ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی علیہ السلام کے لیے کہہ رہے کہ تم نے بس اسلام قبول کیا اور معترضین یہ اعتراض کر رہے ہیں کہ علیؑ کا اسلام لانا صحیح نہیں تھا یعنی ہم رسولؐ سے زیادہ جذباتی ہونے لگے کہ جس کے اسلام کا تذکرہ بار بار رسولؐ کریں ہم ان کے اسلام کو مورد سوال قرار دیں۔

۱۔شرح ابن الحدید، ج۳ص۲۶۰۔

﴿بائیسواں اعتراض﴾

﴿حضرت مہدیؑ کے متعلق احادیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں کیوں نہیں ذکر ہوئی ہیں؟﴾

حضرت مہدیؑ کے متعلق احادیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں کیوں نہیں ذکر ہوئی ہیں؟

برادرانِ اہل سنت کی طرف سے ایک اعتراض یہ ہے کہ کیونکہ بخاری اور مسلم نے حضرت مہدی علیہ السلام کے متعلق احادیث کو نقل نہیں کیا اس لیے حضرت مہدی علیہ السلام کی غیبت اور ظہور کا مسئلہ ضعیف ہے۔

احمد امین مصری تحریر کرتے ہیں: (صحیح بخاری اور مسلم کے افتخارات میں سے یہ ہے کہ اس قسم کی احادیث اس میں ذکر نہیں ہوئی ہیں، اگر چہ وہ دونوں کتابوں کے علاوہ دوسری حدیث کی کتابوں میں ذکر ہوئی ہیں)۔(۱)

یہی اعتراض مغرب زدہ اہل سنت کے مندرجہ ذیل متفکرین سے نقل ہوا ہے جیسے:

ابوزہرا(۲)۔

سعد محمد حسن(۳)۔

حسین سائح لیبیایی مغربی(۴)۔

شیخ محمد رشید رضا(۵)۔

اور شیخ بن محمود(۶) سے نیز نقل ہوا ہے۔

۱۔المہدی والمہدویۃ، ص۱۴۱، ضحیٰ الاسلام ج۳، ۲۷۷۔ ۲۔الامام الصادق ص، ۲۳۸ اور ۲۳۹۔

۳۔المہدویۃ فی الاسلام ص ۶۹۔ ۴۔تراثنا وموازین نقد ص ۱۸۵ سے ۱۸۷۔

۵۔تفسیر المنار، ج۹، ص۴۹۹۔ ۶۔لامہدی ینتظر بعد رسول، ص۶۔

جواب:

اس اعتراض کا بعض اہل سنت نے شدت سے مقابلہ کیا ہے۔

ڈاکٹر بستوی کہتے ہیں: (انہوں نے گمان کیا ہے کہ بخاری اور مسلم نے حضرت مہدی (علیہ السلام) کے متعلق احادیث کو ان کی سند کے ضعیف ہونے کی وجہ سے نقل کیا ہے۔ یہ ایک باطل گمان ہے، اس لیے کہ ان دونوں نے تمام صحیح احادیث کو نقل نہیں کیا اور ہرگز یہ دعویٰ بھی نہیں کیا ہے۔)۔(۱)

بخاری کہتے ہیں (میں نے جو کچھ اپنی کتاب (الجامع صحیح) میں ذکر کیا ہے صحیح ہے لیکن میں نے اپنی کتاب کے طولانی ہونے کی وجہ سے بہت سی صحیح السند احادیث کو ذکر نہیں کیا ہے۔(۲)

مسلم بن حجاج قشیری کہتے ہیں: میں نے اپنی صحیح میں ان تمام صحیح احادیث کو ذکر نہیں کیا ہے، بلکہ میں اس کوشش میں تھا کہ ایسی احادیث کو ذکر کروں جو اجماعی و اتفاقی ہیں۔(۳)

ابن قیّم جوزی کہتے ہیں: (کیا بخاری نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ جس حدیث کو میں نے اپنی کتاب میں ذکر نہیں کیا وہ باطل اور ضعیف ہے؟ بہت سی ایسی احادیث ہیں کہ بخاری نے انہیں اپنی کتاب (الجامع الصحیح) میں ذکر کیا ہے لیکن اِس کتاب میں ان کا تذکرہ نہیں ہے۔ اور بہت سی احادیث جو اس کتاب کے علاوہ کسی اور مقام پر میں نے تصحیح کی ہیں لیکن اس کتاب میں اس کا تذکرہ نہیں ہے۔(۴)

۱۔المہدی المنتظر فی الاحادیث الصحیحۃ۔ ۲۔مقدم ابن الصلاح، ۱۲، ۲۲۔ ۳۔گذشتہ حوالہ۔

۴۔زاد المعاد۔

عبدالمحسن بن حمد العباد تحریر کرتے ہیں: (صحیح احادیث صحیحین میں موجود ہیں اور بعض دیگران دونوں کتابوں کے علاوہ دوسری حدیث کی کتابوں میں بھی موجود ہیں، جیسے: مؤطا، صحیح ابن خزامہ، صحیح ابن حبان، مستدرک حاکم، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، سنن دارقطنی، سنن بیھقی اور دیگر کتب اور یہ ایک واضح اور آشکار امر ہے)۔(۱)

اور یہ کہ کس نے کہا کہ بخاری اور مسلم نے حضرت مہدی علیہ السلام کے متعلق احادیث کی طرف توجہ نہیں کی ہے یہ بات باطل ہے، اس لیے کہ ان دونوں نے حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور کے متعلق بعض احادیث کی طرف اشارہ کیا ہے جیسے:

۱۔﴿دجال کے خروج کے متعلق احادیث﴾

بخاری اور خصوصاً مسلم نے بہت سی احادیث کو دجال کے خروج کے متعلق مختلف طرق سے نقل کیا ہے۔(۲)

ابن حجر عسقلانی، عابری سے نقل کرتے ہیں کہ وہ حضرت مہدی علیہ السلام کی احادیث اور دجال کے قصے کو حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور کے ساتھ ربط دیتے ہیں۔

۱۔الامام المہدی عند اہل السنۃ، ج۲ص۴۴۵۔

۲۔الامام المہدی عند اھل السنۃ، ج۲ص۴۴۵۔

۲۔﴿حضرت عیسیٰؑ بن مریم کے آسمان سے نازل ہونے کے متعلق احادیث:﴾

بخاری نے اپنی سند کے ساتھ ابوہریرہ سے نقل کیا ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم)۔(۱)

(تم لوگوں کی اس وقت کیا کیفیت ہوگی جب ابن مریم آسمان سے تمہارے درمیان نازل ہوں گے، اور تمہارا امام بھی تمہیں میں سے ہوگا)۔

مسلم نے نیز اسی مضمون کو نقل کیا ہے۔(۲)

امام کا مقصد ان روایات میں سوائے حضرت مہدی علیہ السلام کے کوئی اور نہیں ہے، لہذا شارحین صحیح بخاری نے متفقہ طور پر اس روایت میں حضرت مہدی علیہ السلام کو بطور امام متعارف کرایا ہے۔

۳۔﴿بخشش مال کی احادیث﴾

مسلم نے اپنی سند کے ساتھ جابر بن عبداللہ انصاری سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (یکون فی آخر امتی خلیفة یحثی المال حثیاً لا یعدّه عدداً)۔(۳)

۱۔صحیح بخاری، ج۴ص۱۴۳۔

۲۔صحیح مسلم، ج۱ص۹۴۔

۳۔صحیح مسلم، ج۸ص۱۸۵۔

(میری امت کے آخری دور میں ایک جانشین آئیں گے جو بہت زیادہ مال کی بخشش کریں گے اوراس کی گنتی تک نہیں کریں گے)۔

مسلم نے اپنی سند کے ساتھ جابرابن عبداللہ انصاری سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:(یکون فی آخر امتی خلیفة یحثی المال حثیاً لا یعده عدداً)۔(۱)

(میری امت کے آخری وقت میں ایک خلیفہ آئے گا جو مال کثیر کو دے گا اوراس کو نہیں گنے گا)۔

دوسری روایات کی طرف رجوع کرنے سے یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ اس خلیفہ سے مراد وہی حضرت مہدی علیہ السلام ہیں۔

ابن ابی شعبہ نے اپنی سند کے ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا:(یخرج رجل من أهل بیتی عند انقطاع من الزمان و ظهور من الفتن یکون عطاؤه حثیاً)۔(۲)

(میرے اہل بیت (علیہم السلام) میں سے ایک مرد زمانے کے گزرنے کے بعد اورفتنوں کے ظاہر ہونے کے بعد ظہور کرے گا کہ ان کی عطائیں اور بخششیں مسلسل ہوں گی)۔

۱۔صحیح مسلم، ج۸ص۱۸۵۔

۲۔المصنف، ابن ابی شیبہ، ج۸ص۶۷۸۔

۴۔ خسف بیداء کی احادیث

مسلم نے اپنی کتاب صحیح میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:(یعوذ عائذ بالبیت فیبعث اِلیه بعث فاِذا کانوا ببیداء من الارض خسف بهم)۔(۱)

(ایک شخص خانۂ خدا کی طرف پناہ لے گا اس کی طرف ایک لشکر کو بھیجا جائے گا، وہ لشکر جب سر زمین بیداء تک پہنچے گا تو اس مقام پر زمین میں اندر چلا جائے گا)۔

ہم دیگر روایت کی طرف رجوع کرنے سے یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ زمین کا بیداء میں اندر جانا حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور کی علامات میں سے ہے۔(۲)

الحمد للہ رب العالمین

۱۵شعبان ۱۴۳۱ھ۔ق

۱۔صحیح مسلم، ج۸ص۱۶۷۔

۲۔مستدرک حاکم،ج۴ص۵۲۰۔

منابع و مآخذ

۱۔قرآن کریم

۱۔نہج البلاغہ

۳۔اثبات الوصیۃ،علی بن الحسین المسعودی الھذلی،الرضی،قم ۱ جلد۔

۴۔اثبات الھداۃ،محمد بن الحسن الحر العاملی،مطبعۃ العلمیۃ،قم ۳ جلد۔

۵۔الاحتجاج،احمد بن علی الطبرسی،مطبعۃ النعمان،۲ جلد،باتحقیق سید محمد باقر خراسانی۔

۶۔اختیار معرفۃ الرجال (رجال الکشی)،محمد بن الحسین الطوّسی (شیخ طوسی)،آل البیت،قم ۱ جلد۔

۷۔ادیان و مذاہب جہان،سید صادق بنی حسینی،۲ جلد۔

۸۔الاذاعۃ لما کان وما یکون بین یدی الساعۃ،السید محمد صدیق الحسن،الثقافۃ،مدینۃ،۱ جلد۔

۹۔الارشاد،محمد بن محمد بن نعمان العکبری البغدادی (شیخ مفید)،دارالمفید،باتحقیق مؤسسہ آل البیت،۲ جلد۔

۱۰۔الاستیعاب،یوسف عبدالبر القرطبی،دارالاعلام اردن،۱ جلد۔

۱۱۔اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ،ابن اثیر جزری،اسماعیلیان ۵ جلد در ۲ مجلد۔

۱۲۔اسعاف الراغبین فی سیرۃ المصطفیٰ،محمد الصبان ۱ جلد ۔

۱۳۔الاشارات والتنبیہات،القسم الرابع،ابی علی بن سینا،مؤسسۃ النعمان۔

۱۴۔الاشاعۃ لاشراط الساعۃ،محمد بن رسول البرزنجی،احمد حنفی،مصر،۱ جلد،طبع اول۔

۱۵۔اعلام الوریٰ باعلام الھدیٰ،فضل بن الحسین الطبرسی،علمیہ اسلامیہ،تھران باتصحیح علی اکبر غفاری،۱ جلد۔

۱۶۔اعیان الشیعۃ،السید محسن الامین،دارالتعارف،بیروت،۱۰ جلد باتحقیق حسن الامین۔

۱۷۔الامالی،محمد بن الحسن الطوّسی (شیخ طوسی)،دارالثقافۃ،قم ۱ جلد، باتحقیق مؤسسہ بعثت، طبع اوّل ۱۴۱۴ھ ق۔

۱۸۔امامان اہل بیت در گفتار اہل سنت (داؤد الہامی) انتشارات مکتب اسلام طبع ۱۳۷۷ھ ش۔

۱۹۔الامامۃ والتبصرۃ،محمد بن علی بن الحسیم بن بابویہ القمی (شیخ صدوق) مدرسۃ الامام المہدی،قم،۱ جلد۔

۲۰۔الامامۃ والسیاسۃ،ابن قتیبہ الدینوری،الشریف الرضی،قم ۲ جلد در ۱ مجلد۔

۲۱۔انجیل،ترجمہ فارسی از زبانہا عبرانی وکلدانی،انجمن پخش کتب مقدسہ۔

۲۲۔بحار الانوار،محمد باقر مجلسی،موسسۃ الوفاء،بیروت،۱۱۰ جلد طبع دوم۔

۲۳۔البحر المحیط،ابی حیان اندلسی،داراحیاء التراث العربی،بیروت،۸ جلد،طبع دوم۔

۲۴۔البدایۃ والنھایۃ،اسماعیل بن کثیر الدمشقی،(تاریخ ابن کثیر)،داراحیاء التراث العربی، بیروت،۱۴ جلد،طبع اول۔

۲۵۔البرہان فی تفسیر القرآن،السید ھاشم الحسینی البحرانی،دارالکتاب العلمیۃ،۵ جلد رحلی، طبع دوم۔

۲۶۔البرہان فی علامات مہدی آخر الزمان،علی متقی ھندی،شرکۃ الرضوان،ایران،۱ جلد۔

۲۷۔التاج الجامع للاصول فی احادیث الرسول،منصور علی الناصف،(با پاورقی غایۃ

المأمول) عیسی البابی، الحلبی، مصر، ۵ جلد، طبع چہارم۔

۲۸۔تاریخ الامم والملوک (تاریخ الطبری) محمد بن جریر الطبری، اعلمی، بیروت، ۸ جلد۔

۲۹۔تاریخ الخلفاء، جلال الدین السیوطی، الشریف الرضی، ۱ جلد۔

۳۰۔تاریخ بغداد، احمد بن علی الخطیب البغدادی، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴ جلد با تحقیق مصطفی عبدالقادر عطا، طبع اول۔

۳۱۔تاریخ مدینۃ دمشق، ابن عساکر، دارالفکر، بیروت، ۷۰ جلد با تحقیق علی شیری۔

۳۲۔تاریخ یعقوبی، احمد بن ابی یعقوب (یعقوبی) دارالصادر، بیروت، ۲ جلد۔

۳۳۔التبیان فی تفسیر القرآن، محمد بن الحسن الطوسی (شیخ طوسی) مکتب الاعلام الاسلامی، ۱۰ جلد، طبع اول، ۱۴۰۹۔

۳۴۔ترجمہ قرآن کریم (مرحوم علامہ ذیشان حیدر جوادی) ناشر انصاریان قم طبع ۲۰۰۳۔

۳۵۔ترجمہ نہج البلاغہ (مرحوم علامہ ذیشان حیدر جوادیؒ) ناشر انصاریان، قم، طبع، ۲۰۰۶

۳۶۔تحف العقول، ابن شعبۃ الحرانی، جامعہ مدرسین، قم، با تحقیق علی اکبر غفاری، ۱ جلد، طبع دوم۔

۳۷۔تفسیر العیاشی، محمد بن مسعود بن العیاش السلمی السمرقندی، علمیہ اسلامیہ، تھران، ۲ جلد، با تحقیق سید ھاشم رسولی محلاتی۔

۳۸۔تفسیر علی بن ابراھیم، علی بن ابراھیم القمی، اعلمی، بیروت، ۲ جلد طبع دوم۔

۳۹۔التفسیر الکبیر، محمد بن عمر الفخر الرازی، دارالکتب العلمیۃ، تھران، ۱۶ جلد، طبع دوم۔

۴۰۔تفسیر نور الثقلین، عبد علی بن جمعۃ العروسی الحویزی، اسماعیلیان، قم ۵ جلد، با تحقیق سید

ھاشم رسولی محلاتی، طبع چہارم۔

۴۱۔توضیع المقال فی علم الرجال، ملا علی کنی، دارالحدیث، قم، ۱ جلد۔

۴۲۔تھذیب الآثار، محمد بن جریر الطبری، الصفا، عربستان، ۲ جلد۔

۴۳۔تھذیب التھذیب، ابن حجر عسقلانی، دارالفکر، ۱۲ جلد، طبع اول۔

۴۴۔جامع الرواۃ، محمد بن علی الاردبیلی الغروی الحائری، مکتبۃ المحمدی، قم ۲ جلد۔

۴۵۔الجامع الصحیح (صحیح مسلم) مسلم بن حجاج القشیری النیسابوری، دار الفکر، بیروت، ۸ جلد۔

۴۶۔الجامع الصغیر، جلال الدین السیوطی، دارالفکر، بیروت، ۲ جلد، طبع اول۔

۴۷۔جلاء العیون، محمد باقر مجلسی، کتابفروشی اسلامی، تھران، ۱ جلد۔

۴۸۔الحاوی للفتاوی، جلال الدین السیوطی، دارالکتاب العربی، بیروت، ۲ جلد۔

۴۹۔حق الیقین فی معرفۃ اصول الدین، سید شبر، ۲ جزء در ۱ جلد، مطبوع مرکز انتشارات علمی، تھران۔

۵۰۔حلیۃ الابرار، السید ھاشم الحسینی البحرانی، دارالکتب العلمیۃ، قم، ۲ جلد طبع اول۔

۵۱۔حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، احمد بن عبداللہ الاصفھانی، دارالفکر، بیروت، ۱۰ جلد۔

۵۲۔خصائص امیر المؤمنین، نسائی شافعی، نینوا الحدیثۃ، ۱ جلد۔

۵۳۔خلاصۃ الاقوال، علامہ حلّی۔

۵۴۔خمسون مأۃ صحابی مختلق، مرتضی العسکری، کلیۃ اصول الدین، بغداد ۲ جلد، طبع دوم۔

۵۵۔دراسات فی ولایۃ الفقیہ وفقہ الدولۃ الاسلامیۃ، حسینعلی المنتظری، دارالفکر، قم، ۴ جلد۔

۵۶۔الدّ ر المنثو ر فی التّفسیر بالمأ ثور، جلال الدین السیوطی ، دار المعرفة ، بیروت ۶ جلد ، باحاشیہ تفسیر ابن عباس۔

۵۷۔دلائل الامامة، محمد بن جریر بن رستم الطبر ی الصغیر (شیعی) موسسة البعثہ قم ا جلد، طبع اول۔

۵۸۔دلائل الصدق، محمد حسن مظفر، دار القلم، قاھرہ، ۳ جلد، طبع اوّل ۱۳۹۶ ھ ق۔

۵۹۔الدیباج علی صحیح مسلم، جلال الدین السیوطی، دار ابن عفان، عربستان، ۶ جلد، طبع اول۔

۶۰۔ذخائر العقبی، احمد بن عبداللہ الطبر ی، مکتبہ القدسی، ا جلد۔

۶۱۔رجال نجاشی، احمد بن علی النجاشی، جامعہ مدرسین قم ا جلد، طبع پنجم۔

۶۲۔رسالہ علم امام، سید محمد حسین طباطبائی۔

۶۳۔رسائل، شیخ الرئیس ابی علی ابن سینا، انتشارات بیدار، قم۔

۶۴۔روح المعانی (تفسیر قرآن) سید محمود آلوسی، جہان ایران ۳۰ جلد در ۱۰ مجلد۔

۶۵۔روح بہ کجامی رود، امیر محمد اسماعیل الطالب الشھر ستانی، ا جلد طبع دوم۔

۶۶۔روضة المتقین، محمد تقی مجلسی، بنیاد فرھنگ اسلامی، ۱۳ جلد طبع دوم۔

۶۷۔ریاض الصالحین من حدیث سید المرسلین، یحیی بن شرف النووی الدمشقی، دار الفکر، بیروت، ا جلد، طبع دوم۔

۶۸۔الریاض النضر ة فی مناقب العشر ة المبشر ة، محبّ الدین الطبر ی، دار التألیف، مصر ۱۳۷۲۔

۶۹۔سبائک الذھب فی معرفة قبائل العرب، محمد امین السویدی، مکتبة التجاریة الکبری،

مصر، ا جلد۔

۷۰۔سنن ابی داود، السجستانی الازدی، دار الفکر، بیروت، ۲ جلد۔

۷۱۔السنن الکبری، ابی عبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائی، دار الکتب العلمیة، بیروت، ۶ جلد، باتحقیق دکتر البنداری وسید کسروی حسین، طبع اول۔

۷۲۔سنن ترمذی، محمد بن عیسی السلیمی الترمذی، دار الفکر، بیروت ۵ جلد باتحقیق عبدالرحمٰن محمد عثمان، طبع دوم

۷۳۔شرح حکمة الاشراق، شھاب الدین سھروردی، انتشارات بیدار۔

۷۴۔شرح المقاصد، سعد الدین التفتازانی، قم، ۵ جلد در ۴ جدل، باتحقیق دکتر عبدالرحمٰن حمیرہ، طبع اول۔

۷۵۔شرح جمع الجوامع، جلال الدین السیوطی۔

۷۶۔شرح نھج البلاغة ، ابن ابی الحدید ، دار احیاء الکتب العربیة ، قم ، ۲۰ جلد باتحقیق محمد ابو الفضل ابراھیم۔

۷۷۔شواھد التنزیل لقواعد التفضیل، الحاکم الحسکانی، وزارت ارشاد، ۲ جلد، باتحقیق محمد باقر محمودی، طبع اول۔

۷۸۔صحیح بخاری، محمد بن اسماعیل البخاری، دار الفکر، بیروت، ۸ جلد۔

۷۹۔صحیح مسلم، مسلم بن الحجاج، النیسابوری، دار الفکر، بیروت، ۸ جلد۔

۸۰۔صلح الحسن، راضی آل یاسین، بیروت، طبع سوم، ا جلد۔

۸۱۔الصواعق المحرقة فی الرد علی البدع والزندقة، احمد بن حجر الھیتمی مکی، مکتبة القاھرة، با

تعلیق عبدالوهاب عبداللطیف، ا جلد طبع دوم۔
۸۲۔ظہور شیعہ، السید محمد حسین الطاطبائی، ا جلد۔
۸۳۔عقدالدّرر فی اخبار المنتظر وھوالمھدی، یوسف بن یحیی المقدسی الشافعی السلمی، مکتبۃ المنار، اردن، ا جلد۔
۸۴۔عیون اخبار الرضا، محمد بن علی بن الحسین بابویہ قمی، شیخ صدوق تہران، ۲ جلد درا مجلد، با تحقیق سید مہدی حسینی لاجوردی۔
۸۵۔غایۃ المرام فی حجۃ الخصام عن طریق الخاص والعام، السید ھاشم الحسینی البحرانی، اعلمی، بیروت، ا جلد، طبع قدیم، رحلی۔
۸۶۔الغدیر، عبدالحسین الامینی النجفی، دارالکتب العربی، بیروت، ۱۱ جلد، ۱۳۷۹ھ۔
۸۷۔غرائب القرآن، نظام الدین حسن بن محمد القمی النیشابوری، دارالصفوۃ ۴ جلد رحلی طبع دوم
۸۸۔الغیبۃ، محمد بن ابراھیم النعمانی، مکتبۃ الصدوق، تہران، با تحقیق علی اکبر غفاری، ا جلد۔
۸۹۔الغیبۃ، محمد بن الحسن الطّوسی (شیخ طوسی) مؤسسہ معارف اسلامی قم ا جلد۔
۹۰۔فتح الباری، ابن حجر العسقلانی، دارالمعرفۃ، بیروت، ۱۳ جلد، طبع دوم۔
۹۱۔الفتح الکبیر، النبھانی، مصطفی البابی، مصر ۱۳۵۰ق۔
۹۲۔فرائد السمطین، ابراھیم بن محمد الحموئی الجوینی الخراسانی، مؤسسۃ المحمودی، بیروت، ۲ جلد، طبع اول۔
۹۳۔الفردوس، الدیلمی، مخطوط مصور فی مکتبۃ الامام الحکیم العامۃ عن مکتبۃ لالہ لی، استانبول۔
۹۴۔فرق الشیعۃ، حسن بن موسی النوبختی، صدریہ، نجف، ا جلد با تحقیق محمد صادق آل بحر

العلوم۔
۹۵۔ الفصول المھمۃ فی معرفۃ الائمۃ، علی بن محمد بن الصبا المالکی، النجف الاشرف، ۱۳۸۲ق۔
۹۶۔فیض القدیر (شرح الجامع الصغیر) محمد عبدالرؤوف المناوی، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ۶ جلد، باتحقیق احمد عبدالسلام طبع اول۔
۹۷۔الکافی، محمد بن یعقوب الکلینی، دارالکتب الاسلامیۃ آخوندی، ۸ جلد، با تحقیق علی اکبر غفاری، طبع دوم۔
۹۸۔الکشاف المنتقی لفضائل علی المرتضی (ع) کاظم عبود الفتلاوی، مکتبۃ الروضۃ الحیدریۃ، النجف الاشرف ۱۴۲۶ق، طبع اول۔
۹۹۔کتاب الخصال، محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ، القمی (شیخ صدوق) جامعہ مدرسین قم، ا جلد، باتحقیق علی اکبر غفاری۔
۱۰۰۔کتاب الصافی فی تفسیر القرآن، محمد محسن فیض کاشانی، المکتبۃ الاسلامیۃ، تہران، ۲ جلد، چاپ پنجم۔
۱۰۱۔کتاب الفتن، نعیم بن حماد المروزی، دارالفکر، بیروت، ا جلد۔
۱۰۲۔کتاب الوافی، محمد محسن فیض کاشانی، مکتبۃ امیر المومنین، اصفہان، ۲۵ جلد، طبع اول۔
۱۰۳۔کشف الغمّۃ فی معرفۃ الائمۃ، علی بن عیسی بن ابی الفتح الاربلی، دارالاضواء، بیروت، ۳ جلد، طبع دوم۔
۱۰۴۔کشف المراد (شرح تجرید الاعتقاد، خواجہ نصیر الدین محمد الطّوسی) علامہ حلی، کتابفروشی

اسلامی، تھران، ا جلد۔
۱۰۵۔ کشف الیقین فی فضائل امیر المومنین (ع) حسن بن یوسف المطھر الحلی (علامہ حلی) تھران، ا جلد باتحقیق حسین درگاھی۔
۱۰۶۔ کفایۃ الاثر، الخزاز القمی الرازی، بیدار، قم، ا جلد باتحقیق سید عبد اللطیف الحسینی الکوہ کمری۔
۱۰۷۔ کمال الدین وتمام النعمۃ، محمد بن علی بن الحسین بابویہ القمی (شیخ صدوق) جامعہ مدرسین، قم، ۲ جلد در امجلد۔
۱۰۸۔ کنز العمال فی السنن والاقوال والافعال، علی متقی ھندی، مؤسسۃ الرسالۃ ۱۶ جلد۔
۱۰۹۔ کنوز الحقائق، المناوی، بھامش الجامع الصغیر۔
۱۱۰۔ الکنی والالقاب، شیخ عباس قمی، بیدار، قم ۳ جلد۔
۱۱۱۔ لسان المیز ان، ابن حجر العسقلانی، مؤسسہ اعلمی، بیروت، ۷ جلد، طبع دوم۔
۱۱۲۔ لوامع الانوار البھیۃ وسواطع الاسرار الاثریۃ، محمد سفارینی خلی المکتب الاسلامی، بیروت، ۲ جلد در امجلد، طبع دوم۔
۱۱۳۔ مانزل من القرآن فی علی، حسین بن حکم حبری کوفی، مطبوع بیروت، ۱۴۰۸ق۔
۱۱۴۔ ما نزل من القرآن فی علی، مظفر بن ابی بکر حنفی، کتابخانہ لالہ لی در استانبول، رقم: ۳۷۴۹۔
۱۱۵۔ المباحث المشر قیہ، فخر رازی، مکتبۃ الاسدی، تھران۔
۱۱۶۔ المبادی العامۃ للفقہ الجعفری، ھاشم معروف حسن، دار القلم، بیروت ا جلد، طبع دوم

۱۱۷۔ المحاسن، احمد بن محمد بن خالد البرقی، دار الکتب الاسلامیۃ، ایران ۲ جلد در امجلد۔
۱۱۸۔ المحجۃ فیما نزل فی القائم الحجۃ، السید ھاشم البحرانی، ا جلد باتحقیق محمد منیر میلانی۔
۱۱۹۔ مجمع البیان فی تفسیر القرآن، فضل بن الحسن الطبرسی، اعلمی، بیروت ۱۰ جلد، طبع اول۔
۱۲۰۔ مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، نور الدین ھیثمی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت ۱۰ جلد۔
۱۲۱۔ مرات العقول (شرح الکافی) محمد باقر مجلسی، دار الکتب الاسلامیۃ تھران، ۲۶ جلد طبع اول۔
۱۲۲۔ المستدرک علی الصحیحین، محمد الحاکم النیسابوری، دار المعرفۃ، بیروت، باتحقیق دکتر یوسف المرعشلی، ۴ جلد۔
۱۲۳۔ مسند ابی داود، ابی داود الطیالسی، دار الحدیث، بیروت، ا جلد۔
۱۲۴۔ مسند الامام احمد بن حنبل، ابی عبد اللہ الشیبانی، دار الصادر، بیروت ۶ جلد۔
۱۲۵۔ مصابیح السنۃ، حسین بن مسعود البغوی، محمد علی صبیح، مصر ۲ جلد، طبع دوم۔
۱۲۶۔ مصلح آخر الزمان (اولین سمپوزیوم بین المللی اسلام، ومسیحیت) سید حسن ابطحی، نشر حاذق، قم ا جلد طبع دوم
۱۲۷۔ مصلح جھانی ومھدی موعود از دیدگاہ اھل سنت، سید ھادی خسروشاھی، اطلاعات، تھران، ا جلد طبع دوم۔
۱۲۸۔ المصنف، ابی بکر عبد الرزاق الصعانی المجلس العلمی، ۱۱ جلد باتحقیق حبیب الرحمٰن الاعظمی۔
۱۲۹۔ معجم الرجال، سید ابو القاسم خوئی، مرکز نشر آثار شیعہ، قم، ۲۳ جلد، طبع چھارم۔
۱۳۰۔ المعجم الکبیر، سلیمان بن احمد الطبرانی، دار احیاء التراث العربی، عراق ۲۵ جلد، باتحقیق

حمدی عبد المجید السّلفی، طبع دوم۔

۱۳۱۔ مقتضب الاثر، احمد بن عیّاش الجوھری، مکتبۃ الطباطبائی قم ۱ جلد۔

۱۳۲۔ مقتل الحسین، موفق بن احمد الخوارزمی، مکتبۃ المفید قم ۲ جلد در ۱ مجلد، با تحقیق شیخ محمد سماوی۔

۱۳۳۔ مقدمہ ابن خلدون، عبدالرحمٰن ابن خلدون، جلد اول، ترجمہ محمد پروین گنابادی، مرکز انتشارات علمی و فرھنگی، طبع چھارم، ۱۳۶۲ش۔

۱۳۴۔ مناقب آل ابی طالب، ابن شھر آشوب، حیدریہ، نجف، ۳ جلد [(خ۔ل) علامہ، قم، ۴ جلد]

۱۳۵۔ مناقب الامام علی بن ابی طالب ابن مغازلی الشافعی، علمیہ، قم، با ترجمہ جواد آیت زادہ ۱ جلد۔

۱۳۶۔ مناقب سیدنا علی، درویش الفقیر العینی، حیدرآباد، ۱۳۵۲۔

۱۳۷۔ المناقب، الموفق بن احمد الخوارزمی، جامعہ مدرسین، قم، ۱ جلد با تحقیق شیخ مالک المحمودی، طبع دوم۔

۱۳۸۔ منتخب الاثر، لطف اللہ صافی گلپایگانی، ۳ جلد، طبع اول۔

۱۳۹۔ منتھی الامال، شیخ عباس قمی، ھجرت، ۲ جلد

۱۴۰۔ منتھی المقال، محمد بن اسماعیل مازندرانی، آل البیت، قم ۷ جلد طبع اول۔

۱۴۱۔ من ھو المھدی، ابوطالب تجلیل تبریزی، جامعہ مدرسین، قم، ۱ جلد، طبع دوم۔

۱۴۲۔ موعود شناسی (علی اصغر رضوانی) ناشر (انتشارات مسجد مقدس جمکران) طبع ۱۳۸۴ھ ش۔

۱۴۳۔ موعود ادیان، حسین علی منتظری، ناشر موسسہ فرھنگی خرد آوا، طبع ۱۳۸۴۔

۱۴۴۔ المواقف، عبدالرحمٰن بن احمد الایجی، دار الطباعۃ العامرۃ، ۲ جلد در ۱ مجلد۔

۱۴۵۔ المھدی، صدر الدین صدر، دفتر تبلیغات، قم، بہ اھتمام سید باقر خسروشاھی، ۱ جلد، طبع دوم۔

۱۴۶۔ المیزان فی تفسیر القرآن، السید محمد حسین الطباطبائی، جامعہ مدرسین، قم، ۲۰ جلد۔

۱۴۷۔ النص والاجتھاد، سید عبدالحسین شرف الدین، مؤسسہ اعلمی، بیروت ۱ جلد، با مقدمہ محمد صادق الصدر، طبع ششم۔

۱۴۸۔ نظریہ نسبیت انشتاین، ماکس بورن، مترجم: ھوشنگ گرمان، انتشارات سازمان آموزش انقلاب اسلامی، ۱ جلد۔

۱۴۹۔ النظم المتناثر من الحدیث المتواتر، جعفر کتانی، دار الکتب السلفیۃ، مصر، ۱ جلد

۱۵۰۔ نظم درر السمطین، محمد بن یوسف الزرندی الحنفی، کتابخانہ امیر المومنین، ۱ جلد، طبع اول۔

۱۵۱۔ وسائل الشیعۃ، محمد بن حسن الحر العاملی، احیاء التراث، بیروت، ۲۰ جلد۔

۱۵۲۔ الیقین فی امرۃ امیر المومنین، علی بن موسی بن طاووس الحسینی، دار الکتاب، قم، ۱ جلد، طبع اول ۱۴۱۳ھ ق۔

۱۵۳۔ ینابیع المودہ، سلیمان بن ابراھیم القندوزی الحنفی، دار الاسوۃ، ۳ جلد با تحقیق علی جمال اشرف الحسینی، طبع اول [(خ۔ل) کتابفروشی بصیرتی، ۱ جلد۔]

اور دیگر منابع و مآخذ